

الحیات بعد الموت

گفتار و سخن

علامہ صادق حسن (مہاجر)

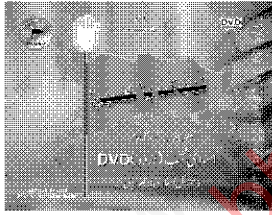
ناشر

آفاق پبلیکیشنز گروہ مہاراجہ جنگ

فون 0333-4204637

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔



منجانب۔

سیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان



۷۸۶
۹۲۱۱۰
یا صاحب الزماں اور کئی



لبیک یا حسینؑ

نذر عباس
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

SABIL-E-SAKINA

Unit#8,

Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.

www.sabelesakina.page.tl

sabelesakina@gmail.com

الحیات بعد الموت

گفتار سخن

علامہ صادق حسن (کراچی)

رائے افتخار حیدر کھل

ناشر

ادارہ آفاق پبلیکیشنز گڑھ مہاراجہ جھنگ

فون: 0333-4204637

نہیں لوگوں کو کئی بار دشمن بنانا ہے جس سے کہ غلہ اور کھانا ملے۔

مشخصات کتاب

نام کتاب	::	الحیات بعد الموت
کفتار و سخن	::	علامہ صادق حسن آف کراچی
مؤلف	::	رائے افتخار حیدر کمرل ایم اے
نظر ثانی	::	مولانا ارفع عباس
پروف ریڈنگ	::	رائے اسد علی کمرل
		شبانہ کوثر بیگم عبدالحق
کمپوزنگ	::	سید احسان زیدی
اشاعت اول	::	

۲۰۰ :: ناشر

ادارہ آفاق پبلیکیشنز گڑھ مہاراجہ جھنگ

فون: 0333-4204637

اسلام آباد

صفحہ نمبر	فہرست	نمبر شمار
10	﴿ موت ﴾ <u>مرنے کے وقت مومن کی حالت</u> <u>سفر آخرت</u> <u>مومن اور کافر کی موت میں فرق</u> <u>روح قبض کیسے ہوتی ہے</u>	1
25	﴿ گناہ گاروں کا عذاب ﴾ <u>پیغمبر کی ملک الموت سے ملاقات</u> <u>سفر معراج پر نبی نے جو مناظر دیکھے</u> <u>فرشتوں سے ملاقات</u>	2
37	﴿ پل صراط ﴾ <u>پل صراط پر سات جو کیاں</u> <u>ایک نیک آدمی کا واقعہ</u>	3

49

﴿ موت کے بعد ﴾

4

مومن مرد اور عورت کی پہچان

مرنے کے بعد رشتہ داروں کی ذمہ داریاں

صحابی رسول سلمان فارسی کی مردہ سے گفتگو

تین عمل قبر میں کام آئیں گے

64

﴿ مرنے کے بعد کا عذاب ﴾

5

وقت موت مومن کی حالت

خواب آنے کب شروع ہوئے

مرنے والے کے احساسات

ماں کی ناراضگی موت کے وقت مشکل

﴿ مختلف عذاب الہی ﴾

مومنوں کی اقسام جنت کی بشارت

امام سجاد کا ایک واقعہ مختلف عذاب الہی

عذاب الہی کی وجوہات ہل صراط کا سفر

مومنوں کی غلط فہمی مختلف عذاب ایک واقعہ

﴿ موت بقاء ہے فنا نہیں ﴾

موت کی حقیقت امام کی نظر میں

موت کا تذکرہ کرنے والا اللہ کا دوست

حربین بزمِ درحائی کی میت ابو موسیٰ کا واقعہ

قضا نماز کی سزا چغل خور کی سزا

زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی سزا جھوٹ بولنے کی سزا

احکاماتِ خدا کو فراموش کرنے کی سزا

بخش کا ذریعہ طہارت کی پرواہ نہ کرنے کا سزا

ماں کی نافرمانی کی سزا

113

﴿ اگر خدا کسی کے ساتھ ہو جائے ﴾

لالہ کا مطلب کیا ہے

فطرت بدل جاتی ہے اگر خدا جا ہے

کبھی تکبر نہ کرو

یقین کامل ہو تو خدا مدد کرتا ہے

آل محمد کسی کا حق نہیں رکھتے ہیں

134

﴿ ایک روپیہ ایک لاکھ سے بڑا ہو سکتا ہے ﴾

قیامت والے دن دو گروہ زیادہ بر شان ہونگے

اپنے ہاتھ سے سخاوت کا قائدہ

خدا سے کاروبار

طالب علم کی مدد کا اجر

رحمت کسی کی قائدہ کسی کا

152

﴿شیطان کی دشمنی امام زمانہ کے ساتھ﴾

شیطان کی کوشش نبوت کی نشانیاں

رزق حرام ایمان کو ختم کرتا ہے

رزق حرام دشمنی اہلبیت پیدا کرتا ہے

171

﴿تربیت اولاد کب کیسے اور کیا﴾

والدین کی ذمہ داریاں شادی کرنے میں احتیاط

امام حسن کی ولادت

190

﴿مقصد آل محمد اور ہمارا کردار﴾

آل محمد کے شیعہ عمل کے اعتبار سے

اسلام کو بدلنے کے تین بڑے منصوبے

متعدی کے متعلق واقعہ

قرآن فہمی اہلبیت سے سیکھو

قیاس اور عقل اسلام میں

عملی اختلاف خلاف عقل نہیں ہوتا

10

11

12

﴿مومن کا امتحان کیوں، کس طرح ہوتا ہے﴾

215

قرآن کی آیات میں تضاد

مال اور اولاد فتنہ ہے کیوں

ایمان میں ملاوٹ

کون تمہارا خدا ہے انتخاب کرو

مومن مال دنیا سے گھبراتا ہے

سید مرتضیٰ اور سید رضی کی عظمت

حضرت فاطمہؑ کی تربیت

حضرت بلالؓ کی اذان

243

﴿قیامت کی علامات﴾

عرض ناشر

﴿الذی خلق الموت والحیوة لیبلوکم﴾

ایکم احسن عملا وهو العزیز الغفور ﴿﴾

وہ جس نے موت حیات کو خلق کیا تاکہ آزمایا جائے کہ تم میں سے احسن عمل کون کرتا ہے وہ ذات بڑی غفور رحیم ہے۔

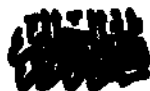
خدا نے ہر انسان کی فطرت میں مشق رکھا ہے انسان راحت مطلق سے مشق رکھتا ہے ایسی راحت مطلق جس میں کوئی رنج نہ ہو اب دیکھنا یہ ہے کیا یا ایہا راحت و آرام اس دنیا میں مل سکتا ہے یا نہیں یا ایہا کوئی آدمی ہے کہ جسے آرام نصیب ہو۔ دنیا میں بھی لذات اور خوشیاں ہیں ان کیساتھ تکالیف بھی ہیں جیسے خوشی کے ساتھ غم، صحت کے ساتھ بیماری، غرض انسان کی خواہش اس دنیا میں پوری نہیں ہو سکتی ہے۔ دنیا میں انسان کے قیام کی مثال ایسی ہے کہ انسان کسی جگہ جانا چاہتا ہے لیکن راستے میں گاڑی خراب ہو جائے اور وہ وہاں نہ پہنچ سکتا ہو۔ کوئی اس دنیا میں راحت حاصل کرنا چاہتا ہے تو کبھی عالم بن جاتا ہے، کبھی کس کا حق مارتا ہے صرف راحت و آرام پالنے کیلئے۔ خدا کی عبادت سے منہ موڑ لیتا ہے۔ لیکن راحت و آرام کی یہ تمام کوششیں شیطان کی راہ میں شریع ہوتی ہیں۔ جتنا بھی بڑا مال و دولت والا آدمی ہو اسے اس دنیا میں راحت و آرام نصیب نہیں جبکہ راحت مطلق انسان کی فطرت میں ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ راحت مطلق کسی اور زندگی اور عالم کیلئے ہے اس دنیا کیلئے نہیں جو قسم ہو جانے والی ہے۔ اس راحت مطلق سے محبت ہر عالم و جاہل میں پائی جاتی ہے۔ اس دنیا میں سب کو موت لازمی ہے یہاں راحت و آرام نہیں لیکن فطرت میں راحت مطلق سے مشق ہے۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ اس دنیا کے علاوہ کوئی اور دنیا ہے جہاں انسان کو راحت و آرام مل سکتا ہے کہ جس میں رنج اور پریشانی نہ ہو غم نہ ہو بلکہ خوشی ہی خوشی ہو اس دنیا کا نام معاد یا آخرت ہے۔ خدا عادل و حکیم ہے جبکہ ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ

لوگ ظلم و ستم کرتے ہیں اور نقل و حرکت کرتے ہیں۔ پیش کر کے آرام سے مر جاتے ہیں۔ اگر عالم کو اس کے ظلم کی سزا ملے تو خدا کی عدالت میں فرق نظر آتا ہے لہذا اذیت ہوا کہ اس دنیا کے علاوہ کوئی اور مقام ہے جہاں ظلم کی سزا ملے گی اور کلیات ابدی گزارے گا۔

تو اس وقت تک ہم علوم آل محمدؐ سے فیضیاب اور ہدایت یافتہ نہیں ہو سکتے۔ اس لیے ہم نے اس دور حاضر کے مائل عالم دین کہ جن کی نگاہ پر اور دوس کو سن کر پتا چلتا ہے کہ دین آل محمدؐ کیا ہے، اخلاق آل محمدؐ کیا ہے، مقصد آل محمدؐ کیا تھا اور جنہوں نے سنگتوں میں موضوعات پر ہزاروں نگاہیں کی ہیں اور جن کی ہر تقریر، سننے والے کے لیے باعث ہدایت ہے۔ اس لیے ہم نے عالم مائل دور حاضر کی عظیم شخصیت جناب علامہ صادق مین صاحب آف کراچی کی نگاہ پر کو کتابی شکل میں ڈھالنے کی کوشش کی اس کتاب میں کچھ ان کی مجالس ہیں اور کچھ ان کے درس ہیں۔ اس کتاب کو حرید منید بنانے کیلئے ان نگاہ پر میں مناسب مقامات پر سرخیاں Headings لگائی گئی ہیں تاکہ قارئین اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کر سکیں۔ اور حاشیے میں امام اہل بیتین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے حکمت بھرے کلمات نقل کیے ہیں اس کتاب میں جو کچھ تحریر کیا گیا ہے سب کچھ ان کی زبان سے جاری ہونے والے کلمات ہیں۔ چند مقامات پر حرید سلیس بنانے کے لیے ان کے الفاظ میں تبدیلی کی گئی ہے لیکن مفہوم وہی ہے۔ امید ہے قارئین محترم ہماری اس کوشش کی پذیرائی فرمائیں گے۔ قارئین کرام کی خدمت میں عرض ہے کہ اس کتاب میں اگر کوئی غلطی یا نحو پر ہو تو ہمیں ضرور ارسال فرمائیں۔ خداوند رحمن ہم سب کو علوم آل محمدؐ حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم ان احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں جن کی کوشش سے یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچا۔ جناب اسد علی، احسان حیدر، مہر جعفری، شبانہ کوثر، سیدہ ماہدہ، آسیہ، ہم قارئین سے سوزنا تھا کہ اس کتاب کو تمام مرحوم مومنین بالافضل والدہ محترمہ اسد علی، مائے امیر، بودنگر مرحومین۔

دین کاظم علیہ السلام آخرین محدث جاریہ ہے (فرمان رسول)

اَللّٰهُمَّ اَوْفِرْ لِقَوْلِنَا وَكَمِّنْ لَّدُنَّا عَنَّا بِحَقِّ اَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَبَيْنِنَا



الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهٰذَا - وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ
 هَدَانَا اللّٰهُ - لَقَدْ جَاءَ رُسُلٌ مِنَّا بِالْحَقِّ - وَالصَّلَاةُ
 وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَاهْلِهِ
 الْاَوَّلِينَ وَالْاٰخِرِينَ سَيِّدِنَا وَكَبِيْرِنَا وَهُوَ ذُنُوْبُنَا وَطَبِيْبُ
 قُلُوْبِنَا وَمَوْلَانَا وَمُقَدِّمَنَا اَبِي الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ - (درود)
 وَعِصْرَتِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى اَعْدَائِهِمْ
 اَجْمَعِيْنَ - اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ هُوَ وَجَلَّ لِيْ كِبَايُوهُ
 الْحَكْمُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿ موت ﴾

مرنے کے وقت مومن کی حالت :-

ملک الموت ایک جانب سے آیا۔ آئمہ مصومین مرنے والے کی مدد کو پہنچے اور دوسری جانب سے شیطان اور اس کا لشکر بہکانے کو آیا۔ مرنے والے نے اگر اپنے رشتہ محبت کو مضبوط رکھا ہے تو امام مصوم کی مدد اور شفاعت اسے یہیں پہنچا دے گی۔ ورنہ یہ بھی ممکن ہے کہ اپنی بد عملی کے نتیجے میں شیطان کے قابو میں چلا جائے۔ اب ملک الموت کو اپنے اس فریضے کو انجام دینا ہے۔ جس کا حکم اسے پروردگار کی طرف سے ملا اور ملک الموت اپنے کام کا آغاز کر رہا ہے۔ انجائی سخت منزل اور سخت مرحلہ ہے یہاں خصوصیت کے ساتھ دو چیزوں کا ذکر کر دینا ضروری ہے۔ پہلی بات کہ یہ مرحلہ اتنا سخت ہے کہ امام مصوم نے اپنے ماننے والوں کو اس مرحلے سے آگاہ کرنے کے لئے بعض اوقات ایسے جملے استعمال کئے کہ مومن صحیح طور پر اگر ان کو سمجھ نہ پائے تو شک میں پڑ جاتا ہے کہ ایسا تو نہیں کہ یہ غلط روایت ہے ہمارے سامنے جو حقے امام زین العابدینؑ کے میخندہ کاملہ کا وہ جملہ آ رہا ہے میں نے میخندہ کاملہ کا حوالہ اس لئے دیا ہے کہ یہ جملے ایسے ہیں کہ شان امامت کے خلاف محسوس ہو سکتے ہیں۔ میخندہ کاملہ کی دعا ہے کہ جس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ

دیکھنے والے نے امام کو زار و قطار روتے ہوئے دیکھا۔ امام ساری زندگی روئے ہیں امام نے ساری زندگی ماتم کیا ہے لیکن آج امام کا رونا عام طریقے سے ہٹ کر نظر آرہا ہے تو دیکھنے والا حیران ہو کے بہہ رہا ہے کہ مولا آپ پر اس وقت ایسی مصیبت کیا آگئی کہ آپ اس طرح سے رورہے ہیں۔ صحیفہ کاملہ کی ایک دعا میں امام کا جواب ”ارے میں کیسے نہ روؤں اَبْقٰی لِخُرُوجِ دُوحٰی وَاَبْقٰی لِطُلُمَاتِ قَبْرِیْ وَاَبْقٰی لِذِیْنِیْ لِخُدٰی وَاَبْقٰی لِمَوَالِیْ مَنکِر وَاَبْقٰی لِغَبْرِیْ وَاَبْقٰی لِخُرُوجِ مِّنْ قَبْرِیْ عَسَیْ نَاذِرًا ذَلِیْلًا حَاصِلًا یَقْبَلُ عَلٰی ظَهْرِیْ لَمَالِیْ اَبْقٰی اے سوال کرنے والے تو مجھ سے پوچھتا ہے کہ میں کیوں رورہا ہوں میں کیسے نہ روؤں میں رورہا ہوں اس وقت کو یاد کر کے جب مجھے قبر میں جانا ہوگا اور میری قبر انتہائی ٹھک ہوگی چھوٹی ہوگی۔ میں کیوں نہ روؤں میں رورہا ہوں اس وقت کو یاد کر کے جب میری قبر میں اندھیرا ہی اندھیرا ہوگا اور میں رورہا ہوں منکر و نکیر کے اس سوال کو یاد کر کے جو قبر میں مجھ سے کیا جائے گا اور میں رورہا ہوں میدان قیامت کو یاد کر کے جب مجھے اسی قبر سے اعمال کو اپنی کمر پہ رکھ کر لکھنا ہوگا۔ کتنے مشکل مرحلے ہیں کتنی عظیم منزلیں ہیں میں کیسے نہ روؤں میرا رونا قبر کے بارے میں ہے تو (معاذ اللہ) کوئی مومن ایک لمحے کے لئے بھی یہ سوچ نہیں سکتا کہ امام معصوم کے لئے قبر کوئی مرحلہ ہے۔ امام معصوم کے لئے منکر و نکیر کوئی حیثیت رکھتے ہیں۔ امام معصوم کے لئے قیامت کا میدان یا ملک الموت کی آمد کوئی مشکل ہے ملک الموت کی مجال کیا منکر و نکیر کی ہمت کہاں میدان قیامت کی غمتیوں کا امام

سے کیا تعلق لاحق! ماننا پڑے گا کہ امام ہمارے لئے رور ہے ہیں امام ہمیں یاد دلانا چاہ رہے ہیں۔ امام ہمارے دلوں میں احساس پیدا کرنا چاہ رہے ہیں کہ وہ موت جس کو تم نے اپنے دلوں میں بہت آسان سمجھ لیا ہے وہ کوئی اتنی مشکل چیز ہے کہ امام مصوّم رور ہے ہیں تاکہ تمہیں یاد آ جائے۔ امام کے لئے تو روح کا لکنا کوئی مشکل بات نہیں مگر تمہارے لئے تو سب سے بڑا مسئلہ ہے تم نے کیا تیاری کی ہے۔ امام کے لئے قبر کی تاریکی کوئی مسئلہ نہیں۔ تمہارے لئے تو یہ مسئلہ ہے کہ تم نے کیا انتظام کیا ہے۔ امام کے لئے تو قبر کے ٹھک ہونے کا سوال ہی نہیں مگر تمہارے لئے تو یہ ہو گا۔ تاؤ تمہارے پاس اس کے لئے کیا سامان ہے۔ منکر و نکیر کا امام کے پاس آنے کا ممکن ہی نہیں مگر تمہارے پاس تو ضرور آئیں گے تم نے اس سوال کا جواب دینے کے لئے کیا سوچا ہے کہ امام کے لئے میدان قیامت یا قبر سے لکنا کوئی منزل نہیں مگر تمہیں تو قبر سے لکنا ہو گا اپنے اعمال کو لے کے لکنا ہو گا تاؤ اس کے لئے تم نے کیا تیاری کی ہے تو امام کا رونا ہمارے لئے ہے ہمیں یاد دلایا جا رہا ہے کہ یہ روایت ایسی ہے کہ آئمہ مصوّمین سے مسلسل یہ روایت کی گئی ہے کہ امام نے کہا کہ اے ہمارے ماننے والو تم قیامت کے میدان میں اتنا نہ ڈرنا وہاں ہم ہوں گے تمہاری شفاعت کو۔ لیکن قبر کے بارے میں ہر وقت ڈرتے رہنا کیونکہ وہاں پہ سب سے زیادہ تمہارے اعمال کام آئیں گے۔ جیسے تمہارے اعمال ہو گئے ویسا ہی قیامت تک قبر میں تمہارے ساتھ سلوک کیا جائے گا تو اب امام ہمیں یاد دلانا چاہ رہے ہیں کہ قبر میں جانے کا مرحلہ ایسا مرحلہ ہے کہ یہاں سوائے اعمال کوئی چیز انسان کے کام نہیں

آتی ہے۔ اور اس کی بھی وضاحت کر دی جائے کہ قبر میں سب سے زیادہ کام آنے والا عمل کون سا ہے۔ یہ بھی روایت بڑی مشہور ہے کہ راوی شہر مدینہ کی ایک گلی سے گزر رہا ہے اور وقت ہے رات کا ایک بجنا ہو گا رات کا۔ آج سے 40 یا 50 سال پہلے کے بزرگ سے پوچھ لیجئے گا کہ شہروں کی کیا حالت ہوتی تھی اور مطرب و معشاد کی نماز ہوئی اور لوگ گمروں میں آگئے۔ رات کے 10 گیارہ بجے انتہائی سناٹا ہو جاتا تھا۔ شہر جھل گئے لگتا تھا تو چودہ سو سال پہلے تو ادر مطربین کی نماز لوگوں نے بڑھی چراغ جلے اور سب آدمی گھر پہنچ گئے۔ رات کے 9 بجے آپ نکلے تو ایسا لگا کہ آپ ویرانے میں آگئے تو کہاں رات کے ایک بجے اندھیرا بھی ہے ویرانی بھی ہے۔ سناٹا بھی ہے۔ صحابی امام کسی کام سے مدینہ کی گلی سے جا رہے ہیں دیکھا میرے آگے آگے کوئی اور جا رہا ہے گھبرا گیا کہ اس شہر میں آدمی رات گھر سے باہر تو نظر نہیں آتا یہ مجھ سے آگے کون جا رہا ہے۔ ایک مرتبہ ڈر گئے گھبرا گئے مگر مت بانہہ کے آگے بڑھے تو یہ دیکھ کر پریشان ہو گئے یہ کوئی اور نہیں ہمارے آکا و مولا امام زین العابدینؑ آدمی رات کی تاریکی میں مدینہ کے اس بازار اور گلی میں امام اور عجیب بات یہ کہ امام خالی نہیں ہیں۔ بلکہ امام کی پشت پر ایک پوری رکھی ہوئی ہے اور ایسا لگ رہا ہے کہ اس میں کافی سامان ہے گھبرا کے کہا مولا اب سامان مجھے دے دیجئے میں آپ کے گھر لے جاؤں امام نے فرمایا نہیں میں سفر پہ جانے والا ہوں۔ یہ سفر کا سامان ہے جسے میں لے کے جا رہا ہوں۔ راوی نے سنا کہ امام سفر پر جا رہے ہیں خاموش ہو گیا اور یہ سمجھا کہ شاید امام آج رات کو چلے گئے کئی دن وہ

زیارت امام کے لئے نہ گیا۔ ایک مرتبہ بازار مدینہ سے گزر رہا ہے کہ اسے امام بازار مدینہ میں نظر آ گئے۔ گھبرا کے آگے بڑھا۔ مولا آپ کب واپس آئے۔ امام نے فرمایا کہاں سے۔ کہا مولا اس رات جب میری ملاقات آپ سے ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ میں ستر پر جا رہا ہوں۔ سامان لے جا رہا ہوں۔ میں سمجھا کہ آپ کہیں چلے گئے ہیں۔ امام مسکرائے۔ کہا کہ تم میری بات کو نہیں سمجھے جس سفر کا میں نے تذکرہ کیا تھا یہ دنیا کا سفر نہیں ہے۔ یہ قبر اور آخرت کا سفر ہے۔ میں نے یہ بتایا تھا کہ مجھے قبر کے ستر پر جانا ہے اور یہ اس کا سامان ہے اور اس کے اندر وہ سامان تھا جو میں غریبوں اور محتاجوں کو رات کے وقت پہنچایا کرتا تھا۔ اس لئے کہ قبر کے ستر میں تارے کپڑے کام نہیں آئیں گے یہاں سے کراچی جانا ہے سوٹ کیس تیار کیا جاتا ہے۔ کپڑے رکھو چادر رکھو تولیہ رکھو صابن رکھو پینے کے جوڑے رکھو۔ جیسا موسم ہے ویسے جوڑے لے کے جاؤ مگر قبر کے ستر میں نہ یہ کپڑے کام آئیں گے اور نہ یہ تولیہ نہ یہ چادر نہ یہ صابن وہاں تو نیک اعمال ہونے چاہیے۔ سوٹ کیس میں اور نیک اعمال میں بھی امام نے بتایا ہے قبر میں کام آنے والے اہم ترین اعمال وہ ہیں کہ جس سے دوسرے مومن کی مدد کی جائے۔ دوسرے مومن کا حق ادا کیا جائے تو رات کی تاریکی میں امام صاحبان ایمان کے گھروں میں جا کر ان کی مدد کر رہے ہیں تاکہ ستر آخرت میں یہ چیز کام آئے تو (معاذ اللہ) امام ان چیزوں کے محتاج نہیں ہیں۔ یہ تمہیں اور ہمیں بتایا جا رہا ہے کہ جب قبر کا ستر شروع ہو جائے تو یہ سمجھ لینا کہ یہاں یہ کام آنے والی چیز و نیکیاں ہیں جو تم دوسروں کے ساتھ کرتے ہو

سفر آخرت ::

اب یہ سفر قبر کہاں سے شروع ہو رہا ہے وہ سارے مرحلے تو ختم ہو گئے کہ جب تک مومن زندہ ہے اور کس نے اس کی مدد کی کس نے اس کو بہکانا چاہا۔ اور مومن کس گردہ میں ہوگا۔ امام مصوم کے لشکر میں چلا گیا یا شیطان کے اب قبر کا مرحلہ شروع ہو رہا ہے۔ اب ملک الموت مومن کو قبر کی طرف لے جا رہا ہے رواہوں میں یہ آیا ہے کہ جب ملک الموت انسان کی روح نکالتا ہے تو یہ مرحلہ عام طور پر مومن کے لئے زیادہ سخت ہوتا ہے اور کافر اور منافق کے لئے بہت آرام کا مرحلہ ہوتا ہے۔ بڑی عجیب بات امام نے بیان کی۔ بڑا عجیب اصول امام نے دیا یہ تو بالکل الٹی بات ہمارے سامنے آئی ہے۔ کہنا یہ چاہئے تھا امام کو کہ ملک الموت جب آئے تو مومن کو آرام ملے گا اور کافر حیران ہو کے اس کی وجہ پوچھتا ہے پروردگار عالم کی یہ خواہش ہے کہ مومن کے گناہ قیامت کے دن سے پہلے جتنے معاف ہو سکتے ہیں ہو جائیں۔ چنانچہ بعض گناہ تو بہ سے معاف ہوتے ہیں بعض گناہ شفاعت سے معاف ہوتے ہیں بعض گناہ خدا کی رحمت سے معاف ہوتے ہیں اور کچھ گناہ ایسے ہیں کہ دنیا میں جو مومن پر پریشانی آتی ہے وہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اگر پھر بھی کچھ گناہ مومن کے پاس رہ گئے تو ملک الموت جو آتا ہے یہ مومن کو جو تکلیف پہنچاتا ہے اس تکلیف میں اگرچہ مومن کا نقصان ہے مگر ایک فائدہ ہے کہ بہت سے گناہ اس تکلیف کی وجہ سے معاف ہو جاتے ہیں۔ پروردگار کی بارگاہ سے اگر کوئی تکلیف بھی

مومن کے لئے آئے تو وہ بھی ایک رحمت بن جاتی ہے کہ اس کے نتیجے میں بہت سارے گناہ معاف ہو گئے تو مومن کے لئے سختی ہے موت کے وقت۔ تاکہ اس کے جو باقی گناہ ہیں وہ ملک الموت کے روح نکالنے کی تکلیف میں ختم ہو جائیں۔

مومن اور کافر کی موت میں فرق ::

منافق کا مشرک کا کافر کا مسئلہ الٹا ہے اس کے بارے میں پروردگار عالم کی یہ خواہش ہے کہ میدان قیامت میں جب وہ آئیں تو کوئی نیکی ان کے نامہ اعمال میں نہ ہو۔ اب دنیا کا بڑے سے بڑا آدمی کوئی تو نیکی اس نے کی ہوگی۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ بھائی فلاں کافر ہے ہسپتال کو بٹا دیا۔ فلاں مشرک ہے لوگوں کی اتنی مدد کر رہا ہے۔ ان کا ثواب کہاں گیا۔ مومن کو دنیا میں گناہوں کی سزا ملتی ہے تاکہ اس کی نیکیاں قیامت کے دن اس کے کام آئیں اور کافر کے ساتھ یا غیر مومن کے ساتھ یہ مسئلہ ہے کہ اس نے بھی تو کچھ نہ کچھ نیکی کی ہے ماں باپ کا خیال رکھا ہے غریب کی مدد کی ہے کبھی کاروبار میں سچائی سے کام لیا ہے۔ اس کا ثواب بھی تو خدا اس کو دے گا۔ خدا کبھی کسی کی نیکی کو بھی تو ضائع نہیں کرتا۔ اب خداوند عالم پہلے مرحلے میں کافر کو دنیا میں آرام دے دیتا ہے۔ جواب دولت ملی خوب میٹھ کا موقع ملتا کہ یہ جو آرام ملا ہے اسے ان نیکیوں کا اجمل جائے۔ جو کافر نے کیں اور اگر نیکیاں زیادہ ہیں تو خدا اس کو دنیا میں آرام دیتا ہے اور جب ملک الموت آتا ہے کافر کے سراپے تب بھی اسے آرام ملتا ہے تاکہ اس کی روح آسانی سے نکلے۔ اب جو روح آسانی

سے نکلتی ہے اس کے بدلے میں اس کی بہت سی نیکیوں کا ثواب آگیا جو اس نے دنیا میں کیں تو کافر عام طور پر دنیا میں آرام سے مرتا ہے۔ مومن عام طور پر تکلیف کی حالت میں دنیا سے جاتا ہے تو کس اذیت کو برداشت کر کے جاتا ہے۔ مختلف راویوں نے مختلف اوقات میں آ کے سوال کئے تھے میں سب کو ایک روایت کی صورت میں جمع کر رہا ہوں۔ یہ روایت شیخ صدوق نے کتاب جامع الاخبار میں قبض روح کے عنوان سے درج کی ہے شیخ صدوق ہماری تاریخ کے علم حدیث کے سب سے بڑے عالم ہیں۔

روح قبض کیسے ہوتی ہے ::

وہ یہ روایت لکھ رہے ہیں کہ راوی نے ایک مرتبہ صادق آل محمد امام جعفر صادق کی خدمت میں جا کے یہ سوال پیش کیا مرنے والا کس حالت میں مرتا ہے تو امام نے جواب دیا پہلا جواب تو یہی کہ مومن اور کافر کی موت میں فرق ہے پھر یہ بتایا کہ مومنوں کی موت میں بھی فرق ہے اگر کوئی ایسا مومن جس کے نامہ اعمال میں عقیدے کے ساتھ عمل بھی ہو جتنا اچھا مومن کا عقیدہ ہے اتنا ہی اچھا اس کا عمل بھی ہے کوئی گناہ نہیں لیکن اگر کچھ گناہ تھے اور دنیا میں اس پر مصیبتیں نازل ہوئیں اور وہ گناہ معاف ہو گیا کچھ گناہ اس نے توبہ کر کے معاف کر لیے کچھ گناہ امام کی شفاعت سے معاف ہو گئے۔ خیر جب ملک الموت آیا تو کوئی گناہ باقی نہیں رہا توبہ شفاعت اور دنیا کی مصیبتیں انہوں نے مل کر مومن کے گناہ معاف کر دیئے۔ اب

خالی نیکیاں ہیں نامہ اعمال میں جب یہ مومن دنیا سے جائے گا یا تو وہ طریقہ ہو گا جو پہلے روایت میں آیا ملک الموت جنت کا بھول لے کے آئے گا مومن کو سکھائے گا اور مومن اس دنیا سے چلا جائے گا۔ امام نے کہا کہ جس طرح صابن سے بال نکلا ہے جتنے آرام سے اتنے آرام سے مومن کی روح اس کے جسم سے نکلے گی یا یہ کہ ملک الموت شراب طعمور کا جام لے کے آئے گا مومن سے کہے گا اس کو بچو مومن چپا جائے گا اور یہ سوچ رہا ہو گا کہ میں یہ شراب پی کے اپنی پیاس بجھا رہا ہوں اور اسے پتہ نہیں چلے گا کہ میری روح نکل رہی ہے۔ ادھر وہ شراب ختم ہوئی اور مومن نے دیکھا کہ میرا جسم الگ پڑا ہے میری روح الگ چلی گئی۔ اتنے آرام کے ساتھ کہ ایک سیکنڈ میں توبہ کر کے اس کو معاف کرا لیا۔ لیکن اگر ایک عام مومن گناہگار ہے عقیدہ اس کا بہترین ہے اور جس کا عقیدہ صحیح ہو جنت اس کے لئے یقینی ہے مگر عمل میں اس کے خرابی ہے اور اتنے گناہ ہیں کہ توبہ کے باوجود کچھ گناہ باقی ہیں۔ شفاعت کے باوجود کچھ گناہ باقی ہیں۔ دنیا کی مصیبتوں کے باوجود کچھ گناہ باقی ہیں۔ ایسے مومن کا جب وقت آخر آتا ہے تو مرنے والے کو اس سے زیادہ تکلیف پہنچتی ہے۔ جتنی تکلیف ایک زندہ پرندے کو آگ پر رکھ کر جلایا جائے اور بھونا جائے 'سج' میں وہ 'سج' کباب آپ نے دیکھے ہوں گے۔ سج میں ایک پرندے کو لگایا جائے اور پرندہ زندہ ہو موت نہ آئے اور آگ پہ اس کو جلایا جا رہا ہے۔ اس سے زیادہ تکلیف مومن کو آخری وقت میں پہنچے گی۔ اگر اعمال کی خرابی ہے ایک زندہ جانور کی کھال اتارنے میں جتنی تکلیف پہنچتی ہے اس زندہ جانور کو کھال اتارنے

میں اس سے زیادہ تکلیف ملک الموت کی وجہ سے مومن کو وقت آخر میں پہنچے گی۔
 جتنی تکلیف مومن کو اس وقت پہنچے جب اس کے جسم کو ہزار تلواریں کے درمیان لا
 کے قہر قہر کر دیا جائے تلواریں چل رہی ہیں اور موت نہیں آ رہی جسم کا قہر بن رہا
 ہے اس سے زیادہ تکلیف ملک الموت کے روح نکالنے کے وقت مومن کو پہنچے گی۔
 امام نے کہا کہ اگر کسی کی آنکھ میں بجلی کو رکھ کر چلایا جائے تو جتنی شدید تکلیف ہوتی
 ہے اس سے زیادہ تکلیف مرنے والے مومن کو آخری وقت میں ہوتی ہے۔ امام نے
 کہا کہ کسی کے جسم کو اگر آگ سے کاٹا جائے تو آگ سے کانٹے میں جو تکلیف ہو
 گی ہڈیاں کٹیں گوشت کٹا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو اس سے زیادہ تکلیف ملک الموت
 کے روح نکالنے کے وقت مرنے والے مومن کو ہوگی۔ امام نے کہا اگر آسمان اور زمین
 کے بیچ رکھ کر مومن کو دبایا جائے اور پیسا جائے جس طرح پہلے زمانے میں سل کے
 اوپر معالے کو رکھ کر پیتے تھے تو جتنی تکلیف ہوگی تو آسمان اور زمین کے درمیان
 مومن کو رکھ کر دبایا جائے یا پھاڑ اور زمین کے بیچ میں رکھ کر دبایا جائے اس سے
 زیادہ تکلیف مرنے والے کو آخری وقت میں ہوتی ہے جب ملک الموت اس کی
 روح کو نکالتا ہے اور یہ تکلیف کیوں ہوتی ہے۔ اعمال کی خرابی اپنے مقام پر مگر ایک
 وجہ امام نے اور بتائی اور آپ کو یاد ہوگا کہ آخری وقت کی تکلیف سے بچنے کے لئے
 17، 18 عمل کل بتائے گئے تھے۔ ایک چیز جو مردہ گئی تھی اس روایت میں یہ دونوں
 باتیں آ جاتی ہیں کہ آخری وقت میں تکلیف کیوں ہوتی ہے ہمارے جسم کی کھال کو کوئی
 چمکی سے پکڑ کر کھینچے تو ہم تڑپ اٹھتے ہیں کہاں یہ کہ پوری کھال کھینچ کر اتاری

جائے۔ ہمارے جسم میں ذرا سی آگ لگائی جائے تو ہم تڑپ اٹھتے ہیں اور کہاں اتنی تکلیف کہ جیسے آگ میں رکھ کے زندہ جلایا جا رہا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے اور اس سے بچنے کا طریقہ کیا ہے راوی ہمارے ساتویں امام امام موسیٰ کاظمؑ کی خدمت میں پہنچا مولا یہ بتائیے کہ بعض مرنے والے مومن راحت کے ساتھ دنیا سے جاتے ہیں آرام کے ساتھ اور بعض بڑی تکلیف کے ساتھ تو مولا فرق کیوں ہے ان مومنوں کی موت میں۔ راوی کا یہ سوال بتا رہا ہے کہ اس نے اس سے پہلے کبھی امامؑ کی خدمت میں یہ سنا تھا کہ امامؑ نے یہ فرمایا تھا کہ کچھ لوگ آرام سے مرتے ہیں اور کچھ لوگ مشکل سے۔ امامؑ نے کہا میں تمہیں ایک مثال دیتا ہوں پھر تمہیں اس کا جواب مل جائے گا۔ ایک دھوبی دریا کے کنارے کپڑے دھو رہا تھا اور جو کپڑے دھو رہا تھا وہ مثلن کے کپڑے تھے۔ اچھائی باریک اور نازک ذرہ سی اس میں کوئی چیز لگ جائے اور کپڑا پھٹ جائے۔ دریا کے کنارے کپڑے دھو رہا ہے اور جیسا کہ طریقہ ہے کپڑے دھونے کے بعد پھیلاتا جا رہا ہے۔ دریا کے کنارے دریا کے کنارے گھاس ہے گھاس دور تک چلی گئی اس نے یہ سارے کپڑے گھاس پر پھیلا دیئے۔ گھاس ختم ہو گئی کپڑے بچ گئے گھاس کے بعد کچھ کانٹے دار جھاڑیاں تھیں ایسی جھاڑیاں تھیں جن میں کانٹے ہیں۔ سوئی کی طرح تیز اور باریک کانٹے ہیں۔ اب کہاں کپڑے پھیلائے، جگہ تو ہے نہیں۔ اس نے باقی کپڑے ان کانٹے دار جھاڑیوں پر پھیلانے شروع کر دیئے۔ یہاں تک کہ اس نے سارے کپڑے پھیلا دیئے۔ آدھے گھاس پر اور آدھے کانٹوں پر۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کو پتہ چلا کہ آندھی آرہی ہے۔

ہوائیں چلنے والی ہیں۔ آندھی آئے گی سارے کپڑے اڑ جائیں گے۔ قیمتی کپڑے ہیں ڈر کے مارے یہ بھاگا اور یہاں آیا۔ اب اس کے پاس اتنا وقت نہیں کہ آرام آرام کے ساتھ کپڑے کو اٹھائے تہہ کر کے لپیٹے اسے رکھے پھر دوسرا کپڑا اٹھائے جلدی میں ہے۔ کپڑے اڑنے نہ پائیں جتنے بچا سکتا ہو بچالے بتاؤ یہ کس طریقے سے کپڑے جمع کرے گا۔ راوی نے کہا مولا یہ تو تیزی کے ساتھ جائے گا کپڑے پھیلے ہیں ہر کپڑے کو کونے سے گھسیٹے گا، اس نے جمع کیا جلدی جلدی سارے کپڑے جمع کرے گا اور بالکل فطری بات ہے امام نے کہا کہ یہ بتاؤ جو کپڑے گھاس پر ہیں ان کی کیا حالت ہوگی جو کپڑے کانٹوں پر ہیں ان کی کیا حالت ہوگی کہا مولا جو کپڑے گھاس پر ہیں جب یہ جائے گا اور کونے سے پکڑ کر گھسیٹے گا سارا کپڑا ایک سیکنڈ میں اس کے ہاتھ میں آجائے گا۔ ادھر اس نے کپڑے کو پکڑ کے گھسیٹا غفلت کا کپڑا ہے بہت ہی ہلکا اور باریک ادھر کپڑا گھسیٹا اور پورا کپڑا اس کے ہاتھ میں آگیا۔ لیکن جو کپڑا کانٹوں پر ہے وہ اس نے تیزی سے گھسیٹا تو سارے کانٹے کپڑے میں لگ جائیں گے اور کپڑا تار تار ہو جائے گا۔ جیتنے والے کپڑے اڑ جائیں گے کپڑے کا ہر دھاگا الگ الگ ہو جائے گا۔ مولا سارا کپڑا پھٹ جائے گا۔ امام نے کہا بس یہی ملک الموت کی کیفیت ہے وہ آتا ہے مومن کے پاس اور مومن کی روح نکالتا ہے۔ اگر مومن کی روح اس طرح ہے جیسے گھاس کا کپڑا تو ادھر ملک الموت نے روح کو پکڑا اور پوری روح ایک سیکنڈ میں ملک الموت کے ہاتھ میں آگئی نہ مرنے والے کو کوئی تکلیف ہوئی نہ اس کی روح کو کوئی تکلیف ہوئی اور اگر مرنے

والے کی روح اس طرح ہے کہ جیسے کانٹوں پر پھیلا ہوا کپڑا تو ملک الموت تو روح نکالے گا مگر یہ جو کانٹے ہیں یہ روح کو ڈنچی کر دیں گے تار تار ٹوٹ جائے گا روح اس طریقے سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی کہ جیسے مفلن کا کپڑا کانٹوں کے اوپر ہو جاتا ہے۔ روح کا جوڑ جوڑ بند بند الگ ہو جائے گا۔ زخمی روح ملک الموت کے ہاتھ میں آئے گی اور یہ جو روح کو کھینچ رہا ہو گا یہ کانٹے اس کی روح کو کانٹوں کے اور مرنے والا تڑپے گا۔ کبھی لگے گا جیسے آگ میں جلایا جا رہا ہے کبھی لگے گا جیسے کھال کو اتارا جا رہا ہے۔ کبھی لگے گا جیسے آرے سے کاٹا جا رہا ہے اور کبھی ایسا لگے گا کہ جیسے پورے جسم کا قہر بنایا جا رہا ہے۔ راوی نے کہا مولیٰ یہ بات تو سمجھ میں آگئی کہ کچھ مرنے والوں کو تکلیف کیوں ہوتی ہے کچھ کو آرام کیوں ہوتا ہے۔ مولیٰ بھی چیز تو مجھے سمجھتی ہے کہ وہ مومن کون ہیں کہ جن کی روح ایسے ہے جیسے گھاس پر پھیلا ہوا کپڑا ہے اور وہ کون ہے جس کی روح ایسے ہے جیسے کانٹوں پر پھیلا ہوا کپڑا ہے۔ امام نے کہا شاید تم یہ نہیں سمجھتے کہ یہ کانٹے کیا ہیں۔ امام نے کہا یہ کانٹے ہیں دنیا کی چیزوں کی محبت، مال سے محبت، اولاد سے محبت، بیوی سے محبت، شہرت سے محبت، اقتدار سے محبت دوسروں سے حسد، دوسروں سے ملن، دولت بڑھ جائے، مکان بہت اچھا ہو جائے یہ جو دنیا کی جتنی چیزیں ہیں یہ سب کانٹیں ہیں اگر مومن نے دنیا سے محبت کر لی تو کیا اس نے اپنی روح کو کانٹوں پر بچھا دیا اب جب ملک الموت روح کو کھینچے گا تو بچے یاد آئیں گے اور ایسا لگا جیسے کانٹے نے کپڑے کو پھاڑ دیا ہے۔ اگر ملک الموت نے روح کو نکالا اور مرنے والے کو مال سے محبت ہے تو مال ایک

کاٹا ہے گا ملک الموت روح کو نکال رہا ہے۔ مال روح کو روک رہا ہے۔ بس یہ
 تکفیش جو ہوگی اس کے اندر مرنے والے کو ایسا لگے گا جیسے میرا جسم آری سے کاٹا جا
 رہا ہے۔ امام نے کہا کہ دیکھو ہر ایک کو دنیا میں رہنا ہے اگر آپسے روہیے مل کا کپڑا
 گھاس پہ تھا یہ تھا گھاس پر مگر گھاس سے کوئی تعلق نہیں رکھا۔ جب واپس بلاؤ کپڑا
 آجائے گا اور اگر اس طرح رہے کہ جیسے کانٹوں کے اوپر کپڑا رہتا ہے کہ کانٹوں
 کے اوپر کپڑا گیا اور ہر کانٹے سے تعلق پیدا ہو گیا۔ جب واپس بلایا گیا ہر کانٹا اپنے
 طرف روح کھینچے گا اور روح جو ہے وہ ڈھی ہو جائے گی۔ تو اب امام نے دو مسئلے حل
 کر دیئے پہلا مسئلہ تو یہ حل کیا کہ تکلیف کن کی روح کو ہوتی ہے جو دنیا کی محبت میں
 اندھے ہو جائیں اور کن کی روح آسانی سے نکلتی ہے جن کا دنیا سے کوئی خاص تعلق
 نہیں ہے۔ اسی لئے امام کا ارشاد ہے **حُبُّ دُنْيَا وَ اَمُّ ثَمَلٍ خَطِيئَةٌ**۔ ہر برائی
 کی جڑ دنیا کی محبت ہے اور ہر عذاب کی جڑ دنیا کی محبت ہے اور دوسری بات امام
 نے یہ بتائی کہ دنیا سے جتنی محبت کم کرو گے مرنے میں اتنی ہی آسانی ہوگی۔ انسان
 دنیا سے بڑی محبت کرتا ہے خاص طور پر اولاد اور بیوی سے یہاں تک کہ اکثر لوگ جو
 مال بھی جمع کرتے ہیں تو مال سے زیادہ ان کو اولاد سے محبت کہ گھر والوں کو آرام
 پہنچائیں۔ ایک مرنے والا مر رہا ہے سارے گھر والے چاروں طرف جمع ہیں اور
 سب زار و قطار رہ رہے ہیں مرنے والے کی آنکھ کھلی۔ پہلی نگاہ بیوی پر پڑی۔ بیوی
 اپنے شوہر کی موت پر کیسے رو رہی ہوگی۔ گھبرا کے کہا تم کیوں رو رہی ہو کہا کہ میں
 بیوہ ہو رہی ہوں۔ اس کے بعد دنیا میں کون میرا سہارا بنے گا۔ کون میرا خیال کرے

گاجو بچوں کی طرف دیکھا۔ تو امامؑ نے کہا دنیا سے جتنی محبت کرو گے آخرت میں اتنی ہی تکلیف ہوگی۔ انسان اپنے گمراہوں سے کتنی محبت کرتا ہے۔ مگر وہ گمراہ لے بھی روٹے ہیں تو اپنے لئے۔ اسی لئے امامؑ نے کہا کہ کچھ کرنا ہے تو اپنی زندگی میں کر لو۔ فضل بن شاذانؒ اپنی جی ہمارے ایک اجماعی جلیل القدر عالم ہیں۔ ان کی ایک کتاب فضائل ہے ان کے مرتبے اور ان کی کتابوں کی اہمیت کے لئے یہی کہہ دینا کافی ہے کہ جب ہمارے گیارہویں امامؑ قید خانے میں تھے تو خاص طور پر ان کی ساری کتابیں منگوائی گئیں۔ ایک کتاب کو امامؑ نے خوب پڑھا تھا اور کہا تھا یہ کتابیں صحیح ہیں۔ میں اپنے ماننے والوں کو اجازت دیتا ہوں کہ وہ ان کو پڑھ کر ان پر عمل کر سکتے ہیں۔ یعنی یہ ان کی کتابوں کی اہمیت ہے۔ قید میں امامؑ ان کی کتابوں کو پڑھ کے ان کی تصدیق کر چکے ہیں۔ اس میں یہ روایت موجود ہے کہ امیر ابن عباسؒ مولائے کائناتؑ کے بڑے عظیم صحابی ہیں۔ یہ وہی صحابی ہیں جنہوں نے شب 21 مولائے زکیٰ حالت میں اعاصیہ والدین کی حدیث نقل کی تھی۔ بڑے عظیم صحابی ہیں۔ امیر ابن عباسؒ یہ کہہ رہے ہیں کہ میں شہر مدائن میں تھا اور اس وقت مدائن کے گورنر سلمان فارسیؒ تھے۔ سلمان فارسیؒ کو خلیفہ ثانیؑ نے مدائن کا گورنر مقرر کیا تھا۔ مولائے کائناتؑ کی اجازت اور حکم سے انہوں نے عہدہ قبول کیا اور اس کے بعد مولائے کائناتؑ تک وہ مدائن کے گورنر رہے۔ بعد میں ان کا انتقال ہوا اور مولائے کائناتؑ کے کوفے سے مدائن گئے اور راتوں رات سلمانؒ کی نماز جنازہ پڑھ کے صبح دوبارہ کوفے آ گئے تھے۔ کوفے سے مدائن کوئی کم فاصلہ نہیں۔ خیر روایت یہ ہے کہ امیر ابن عباسؒ کہتے ہیں کہ اس زمانے میں جب سلمانؒ گورنر ہے مولائے کائناتؑ کی خلافت کا زمانہ شروع ہو چکا ہے۔ میں بھی مدائن میں ہوں ایک مرتبہ سلمانؒ بیمار پڑے میں روزانہ سلمانؒ کی عیادت کو جاتا ہوں۔ اسبق کا سلمانؒ کو چار پائی پر قبرستان میں لے جانا اور مردے سے کلام کرنا۔

﴿ گناہ گاروں کا عذاب ﴾

پیغمبر کی ملک الموت سے ملاقات ::

سفر معراج میں پیغمبر اسلام پہلے آسمان کے اس تیسرے حصے میں پہنچے کہ جہاں ملک الموت سے ملاقات ہوئی۔ ملک الموت کے سامنے تختی ہے جس پر ملک الموت لکھا ہوا ہے اور تیز کی کے ساتھ عمل میں معروف ہو جاتا ہے بعض روایوں میں ہے کہ ملک الموت کے دو ہاتھ تھے بلکہ کثیر تعداد میں ہاتھ تھے اور مسلسل معروف عمل ہیں۔ پیغمبر اسلام کو دیکھتا ہے۔ ملک الموت پیغمبر اسلام کو سلام کرتا ہے اللہ کے رسول سلام کا جواب دیتے ہیں اور پہلا سوال پیغمبر اسلام یہ کرتے ہیں کہ اے ملک الموت کیا دنیا کے تمام انسانوں کی روحمیں قبض کرے گا۔ ملک الموت کہتا ہے ہاں یا نبی اللہ پروردگار عالم نے میری یہ ڈیوٹی لگائی ہے کہ میں دنیا کے تمام انسانوں کی روحوں کو قبض کروں۔ البتہ دور و محس ایسی ہیں جو میرے اختیار سے باہر ہیں۔ انہیں میں قبض نہیں کر سکتا۔ پیغمبر اسلام فرماتے ہیں وہ کون سی دور و محس ہیں۔ کہا اللہ کے رسول ایک تو آپ کی روح ہے کہ جس کا مجھے اختیار نہیں ہے کہ میں کبھی آپ کی روح قبض کروں اور دوسرے آپ کے بھائی علی کی روح ہے جس کا مجھے اختیار نہیں دیا گیا۔ یہ وہی روحمیں ہیں جو پیغمبر اسلام اور علی کی روحمیں ہیں جنہیں ملک الموت کہہ گا

ہا ہے کہ پروردگار عالم براہ راست خود قبض کرے گا۔ جب آپ دونوں کی روحیں قبض کرنے کا مرحلہ آئے گا تو خود خدا اپنے فریضے کو انجام دے گا۔ ہاں ملک الموت آئے گا ضرور لیکن روح امامت یا روح رسالت کو ہاتھ نہیں لگا سکتا ہے۔ اللہ کے رسول ان دو روحوں کے علاوہ دنیا میں جتنے بھی انسان ہیں ان کی روحوں کو مجھے قبض کرنا ہے اس کے بعد پیغمبر اسلام سوال کر رہے ہیں اے ملک الموت یہ روحیں قبض کرنے کے عمل کے دوران تو بار بار اس دنیا پہ کیوں نگاہ ڈال رہا ہے۔ کہا اللہ کے رسول پروردگار عالم نے اس ساری دنیا کو اس طرح سے میرے اختیار میں دیا ہے جس طرح ایک درہم کسی انسان کے ہاتھ میں ہو۔ یعنی ہماری آج کی اصطلاح میں اگر آپ کے ہاتھ چوٹی یا اٹنی رکھ دی جائے۔ جس طرح ایک وقت میں آپ پورے سکے کو دیکھ سکتے ہیں اس پہ کیا لکھا ہے کیا قبض و نگاہ رہتا ہے کس انداز کا سکہ ہے ملک الموت کہہ رہا ہے کہ یہ ساری دنیا میرے ہاتھ میں موجود ایک سکے کی مانند ہے دنیا میں کیا واقعات پیش آرہے ہیں۔ دنیا میں کسی انسان کی روح کو قبض کرنا ہے۔ یہ مضر ہر وقت میرے سامنے رہتا ہے ملک الموت کہہ رہا ہے کہ اللہ کے رسول روح کو قبض کرنے کے علاوہ بھی میں دنیا پر بار بار اس لیے نگاہ ڈال رہا ہوں کہ دنیا میں ایسا کوئی گھر نہیں ہے۔ جسے دن میں پانچ بار نہ دیکھوں کوئی انسان ایسا نہیں ہے جسے دن میں کم از کم پانچ بار نہ دیکھوں۔ پیغمبر اکرم آخری سوال کرتے ہیں کس لئے کہا اللہ کے رسول یہ اس لئے کہ میری ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ جب بھی وقت نماز آتا ہے تو میں دنیا کے تمام گھروں میں نگاہ ڈال کر دیکھتا ہوں کہ کون آدمی مصلے

پر کھڑا ہو کے اول وقت میں نماز ادا کر رہا ہے۔ اگر کسی مومن یا مومنہ کو چالیس دن تک میں اس حالت میں پاؤں کہ کوئی نماز اس نے اول وقت سے دیر سے نہیں پڑھی ہے تو میری اس سے دوستی ہو جاتی ہے۔ جب اس کی روح میں قبض کرنے کے لئے جاتا ہوں تو انتہائی آسانی کے ساتھ انتہائی سہولت کے ساتھ کم سے کم تکلیف پہنچاتے ہوئے اس کی روح کو قبض کرتا ہوں اس کے علاوہ باقی انسانوں کی روح میں قبض کرنے جاتا ہوں تو وہ ایسی کیفیت ہوتی ہے کہ روح قبض کرتے وقت میری شکل دیکھتے ہی وہ انسان بے ہوش ہو جاتا ہے اور جب میں اس کے گمراہوں کا رونا بیٹنا سنتا ہوں تو کہتا ہوں تمہیں کیا ہو گیا ہے کوئی آج میں پہلی مرتبہ تمہارے گھر میں نہیں آیا اور آخری مرتبہ بھی تمہارے گھر میں نہیں آیا۔ جب تک اس گھر میں ایک زندہ آدمی بھی موجود ہے میرا آنا جانا رہے گا۔ تم اس مرنے والے پر دروہ ہو کیا تم نے یہ سوچا ہے کہ کل میں تمہاری روح کو قبض کر رہا ہوں گا۔ تو اس وقت تم پر کیا گزرے گی۔

سفر معراج پر نئی نے جو مناظر دیکھے ::

(شیعہ اور سنی تمام ان روایات پر متفق ہیں) پیغمبر اسلام فرما رہے ہیں کہ جب میں پہلے آسمان سے بڑھ کر دوسرے کی طرف چلا تو راستے میں میرا گزرا ایک ایسے مقام سے ہوا جہاں میں نے اپنی امت کے مختلف گناہگاروں کو عذاب میں مبتلا دیکھا اور بعض فرشتوں کو مختلف دعائیں کرتے ہوئے سنا۔ پیغمبر کہہ رہے ہیں کہ میں آگے

یوحنا میں نے دیکھا کہ کچھ ایسے لوگ ہیں جو کھیتی باڑی کر رہے ہیں کھیتی باڑی کرنے والے صاحبانِ ایمان ہی اس قسم کی رواجوں کو صحیح طریقے سے سمجھ سکتے ہیں مگر اندازہ کریں کہ یہ دنیا میں کتنا مشکل کام ہے کہ بیج بونا اور کھیت کو تیار کرنا اور پانی لاکھ ڈالنا اور فصل کی حفاظت کرنا اور پھر فصل کاٹنا اور پھر جا کے کچھ نفع ہاتھ میں آنا ہے۔ پیغمبر اسلامؐ فرما رہے ہیں کہ میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا جن کا طریقہ یہ تھا کہ وہ کھیتی باڑی کر رہے تھے مگر اس انداز میں بیج بوتے ہیں زمین میں اور اسی وقت فصل تیار ہو جاتی ہے ان کے لئے ابھی بیج بویا اور ابھی فصل تیار مل رہی ہے میں نے پہلے اس گروہ کو دیکھا اس کے بعد میں آگے یوحنا اب دوسرے آسمان کی طرف پیغمبرؐ جا رہے ہیں میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں ان کے ہونٹ اونٹ کے ہونٹوں کی طرح ہیں اور ان کو آگ کی چنگاریاں کھلائی جا رہی ہیں میں آگے یوحنا میں نے دیکھا کچھ ایسے لوگ ہیں کہ جن کے ناخن تانے اور لوہے کے بنے ہوئے ہیں اور ان کو مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ اپنے چہرے اور سینے کے گوشت کو اپنے ناخنوں سے توچیں اور اس کے بعد اپنے اس گوشت کو کھائیں۔ نبیؐ نے جبرائیلؑ سے پوچھا پہلا گروہ کس کا ہے کہا وہ پہلا گروہ راؤ خدا میں جہاد کرنے والوں کا ہے ان کو اللہ نے اعمال میں اتنی برکت دی ہے جیسے ابھی بیج ڈالا اور ابھی فصل تیار ہو گئی۔ انہیں انتظار کرنے کی ضرورت نہیں جو نیکیاں انہوں نے کی ہیں ان کا اجر و ثواب فوراً ان کو مل رہا ہے۔ ہم تو آج نماز پڑھ رہے ہیں اس کا ثواب کب ملے ہم تو آج دین کی پابندی کر رہے ہیں اس کا اجر کب ملے۔ مگر جو عبادین راؤ خدا ہیں وہ آج نیکی کرتے ہیں ان کے

اجرو ثواب کی فصل تیار ہو جاتی ہے۔ یہ مجاہدین راہ خدا ہیں، میں نے پوچھا وہ لوگ کون ہیں جن کے ہونٹ اونٹ کے ہونٹ کی طرح ہیں اور آگ کی چنگاریاں ان کو کھلائی جا رہی ہیں۔ جبرائیلؑ نے کہا اے اللہ کے رسولؐ یہ وہ خطیب ہیں جو غیر ذمہ داری کے ساتھ تقریر کرتے ہیں اور معاشرے میں فساد برپا کر کے چلے جاتے ہیں۔ وہ غیر ذمہ دار مقرر وہ غیر ذمہ دار خطیب جن کو خود بھی نہیں پتہ ہوتا کہ ہم کیا پڑھ رہے ہیں، ان کا کام پڑھنا اور جوش دلا کے چلے جانا ہے مگر اس کے نتیجے میں جو معاشرے میں فساد برپا ہوتا ہے اس کی کم سے کم یہ سزا ان کو برزخ میں ملی۔ اب جہنم، قیامت وہ پہلے صراط تو بہت بعد کے مرحلے ہیں اور اس کے بعد وہ کون کر وہ تھا کہ جس کے ناخن تانبے اور لوہے کے تھے اور وہ اپنے چہرے اور سینے کے گوشت کو لوج لوج کے کھا رہے تھے، کہا اللہ کے رسولؐ یہ وہ لوگ تھے جو صاحبان ایمان کے عیب ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچایا کرتے تھے، نصیبت کرنے والے اور صاحبان ایمان کی عزت و آبرو کو ختم کرنے والے۔ پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں کہ میں مزید آگے بڑھا ابھی دوسرے آسمان کی طرف سفر جاری ہے ایک درمیانی خطہ ہے تو میں نے دیکھا، دو فرشتے مجھے نظر آئے ہیں ایک فرشتہ دائیں طرف کھڑا ہے اور ایک فرشتہ بائیں طرف کھڑا ہے۔ ایک آواز دائیں طرف کا فرشتہ دے رہا ہے۔ ایک آواز بائیں طرف کا فرشتہ دے رہا ہے۔ دائیں طرف کا فرشتہ آواز دیتا ہے اور کچھ لوگوں کے چہرے پر خوشی آ جاتی ہے بائیں طرف کا فرشتہ آواز دیتا ہے تو کچھ لوگوں کے چہرے پر غم آ جاتا ہے۔ یعنی اردو محاورے میں وہ سر پکڑ کر بیٹھ جاتے ہیں میں مزید

آگے بڑھا میں نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کے رخسار کو اور ہونٹوں کو آگ کی قینچیوں سے کاٹا جا رہا ہے۔ آہستہ آہستہ آرام آرام سے گوشت کو کاٹا جا رہا ہے اور اس کے بعد ان کو کھلایا جا رہا ہے۔ خیر اسلام فرماتے ہیں میں خرید آگے بڑھا میں نے رک کر پوچھا۔ جبرائیل امین یہ تو بتاؤ یہ سارے کون لوگ ہیں۔ کہا اللہ کے رسولؐ یہ آپ کی امت میں آپ کے ماننے والے ہیں میں نے پوچھا کہ ان واقعات کا مطلب کیا ہے کہا اللہ کے رسولؐ پہلی منزل پر موجود دو فرشتے آپ نے دیکھے ہیں وہ دائیں طرف والا فرشتہ آواز لگاتا ہے کہ پروردگارہ جو تیری راہ میں مال خرچ کرتے ہے تو ان کے مال میں برکت عطا فرما تو اس کے مال کو کئی گنا بڑھا دے بس یہ آواز لگتی ہے اور راہ خدا میں خرچ کرنے والوں کا مال ایک دم سے بڑھ جاتا ہے ان کے مال میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اسی لئے وہ چہرے مسکراتے ہوئے نظر آتے ہیں جنہوں نے راہ خدا میں کوئی خرچہ نہیں کیا اور اگلے ہاتھ والا فرشتہ وہ آواز لگاتا ہے پروردگارہ جنہوں نے تیری راہ میں پیسہ خرچ کرنے سے بخل کیا کبھو سے کام لیا تو ان کے اس مال کو ضائع کر دے۔ جس کو انہوں نے بچانا چاہا اللہ کی راہ میں خرچ نہ کیا اس مال کو جمع کرنا چاہا تو اس کو ضائع کر دے۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ فرشتہ آواز لگاتا ہے اور ایسے بخل اور کبھوس لوگوں کا سارا مال ضائع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ وہ سر پکڑے نظر آتے ہیں کہ ارے ہم نے تو مسجد کی تعمیر میں اس لئے چندہ نہیں دیا تا کہ مال جمع ہو جائے ہم تو فلاں قرض دار کی مدد اس لئے نہیں کی کہ ہمارا مال جمع ہو جائے۔ یہاں تو الٹا معاملہ ہو گیا ایسا نقصان پہنچا کہ دوبار میں کہ جو کچھ ہاتھ میں

قہادہ بھی نکل گیا یہ کیوں یہ اس فرشتے کی دعا ہے پروردگار وہ جو تیرے راستے میں مال کو خرچ کرنے سے کبھی کرتا ہے تو اس کے مال کو ضائع کر دے اور اللہ کے رسولؐ جن کے چہرے اور رخسار کو باقاعدہ کاٹا جا رہا ہے بہت آہستہ آہستہ آرام سے کاٹا جا رہا ہے اور ان کو کھلا رہے ہیں یہ کون لوگ ہیں۔ کہا کہ یہ آپ کی امت کے وہ علماء ہیں جو کہتے ہیں سب کچھ ہیں مگر خود کچھ نہیں کرتے ہیں بے عمل علماء لوگوں کو عمل کی نصیحت کرنے والے۔ لیکن خود مقام عمل میں بالکل صفر ہیں۔ پیغمبرؐ آگے بڑھے دیکھا کہ کچھ لوگوں کو فرشتوں نے جکڑا ہوا ہے اور انہیں زبردستی آگ کھلائی جا رہی ہے اور وہ پورے جسم میں سے ہوتی ہوئی چلی طرف سے نکل رہی ہے۔ پیغمبرؐ نے پوچھا اے جبرائیلؑ یہ کون لوگ ہیں جن کا پورا کا پورا جسم آگ سے جلا ہوا ہے۔ اور دیکھئے یہ جو آگ کھلا کے نکالی جا رہی ہے یہ جسم انسان کا سب سے نازک ترین حصہ ہے۔ یہ کون لوگ ہیں کہا کہ اللہ کے رسولؐ یہ وہ لوگ ہیں جن کا قرآن نے تذکرہ کیا ہے یہ عذاب تو قرآن میں آیا ہے۔ (اِنَّ السَّالِفِيْنَ يَسْكُلُوْنَ اَمْوََالَ الْاٰلِیْنََا مَسِيْكُلُوْنَ النَّارَ وَ سَيَمْلُوْنَ السَّوْمِیْنَ اَسْوَدَ نَسَا ایت نمبر 10)۔ وہ لوگ جو یتیموں کے مال کو کھا جایا کرتے ہیں عنقریب ہم ان کو آگ کھلائیں گے۔ یہ قرآن کہہ رہا ہے۔ اللہ کے رسولؐ یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جن کے ہاتھ میں یتیم کا مال آتا ہے اور وہ یتیم کے مال منہم کر جاتے ہیں ان کا یہ عذاب ہے اب پیغمبرؐ اسلام کہتے ہیں کہ میں کچھ اور آگے بڑھا تو میں نے دیکھا کہ کچھ ایسے لوگ ہیں کہ جنہوں نے ایسے کپڑے پہنے ہوئے ہیں کہ جس میں جگہ جگہ پھوٹ گئے ہوئے ہیں۔

اور وہ زمین پہ جانوروں کی طرح چل رہے ہیں اور جو گھاس وغیرہ زمین پر اگی ہے جانوروں کی طرح گھاس کو کھا رہے ہیں میں حریہ بدھا میں نے دیکھا کہ ایک بہت ہی کمزور اور بوڑھا آدمی اس نے اپنے سر پہ ایک کٹڑیوں کا گٹھ اٹھایا ہوا ہے مگر اس سے اٹھایا نہیں جا رہا کٹڑیاں اس کی حالت سے زیادہ ہیں۔ چنانچہ ٹانگیں کانپیں گر پڑا۔ اب جو پھر اٹھا وہ کٹڑیاں اٹھانے کے لئے تو اس میں سے کچھ اور کٹڑیاں شامل کر کے اس کو اٹھا رہا ہے۔ یہ منظر میں نے دیکھا اور میں قہوڑا آگے بدھا جب میں قہوڑا آگے بدھا تو میں نے دیکھا کہ ایک دیوار بنی ہوئی ہے یا ایک پہاڑ بنا ہوا ہے پتھروں کا کہ اس کے پیچھے ایسا لگ رہا ہے کہ کوئی زور لگا رہا ہے پھر میں نے دیکھا کہ اس میں قہوڑا سا کھاف پڑا تھا۔ قہوڑا سا سوراخ ہوا ایک پیل کا سر اس میں سے نمودار ہوا اور اس نے ایک مرتبہ اپنے سر کو نکالا اس سوراخ میں سے گردن تک سر نکالنے کے بعد اپنا جسم نکالنے جا رہا ہے اب وہ پھنس گیا نہ اپنے سر کو پیچھے کھینچ سکتا ہے نہ اپنے جسم کو آگے لے جاسکتا ہے۔ ایک ایسی تکلیف و اذیت میں ٹرپ رہا ہے بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ سننے میں مشکل نہیں لگتی ہیں جس پہ گزر رہی ہے اسے اندازہ ہوتا ہے کہ کس اذیت میں پھنسا ہوا ہے۔ بس ایک مرتبہ اس طرح پھنسا ہوا ہے یہ نہ آگے جاسکتا ہے نہ پیچھے ہٹ سکتا ہے تکلیف سے ٹرپ رہا ہے اور اچھل رہا ہے یہاں پہ میں تکلیف بھی بتا دوں کہ ایک ہوتا ہے فزیکل ٹارچر اس میں تو منسل ٹارچر اور زیادہ ہے جو جسمانی تکلیف ہے وہ تو ہے ہی مگر جو ذہنی اذیت میں پھنس چکا ہے آدمی نہ آگے جاسکتا ہے نہ پیچھے ہٹ سکتا ہے۔ وہ اور زیادہ تکلیف پہنچانے

والا مرحلہ ہے اور اللہ کے رسولؐ کہتے ہیں کہ اس کے بعد آخر میں میں نے ایک بہت ہی عجیب بات دیکھی وہ آخری بات پہلے تین گروہ کا تذکرہ بھی ہو جائے تو غیر نے کہا کہ میں نے پوچھا جبرائیلؑ یہ کون لوگ ہیں جو پیوند لگے ہوئے کپڑے پہن رہے ہیں اور بکریوں کی مانند زمین پھر گھاس چرچے کے کھا رہے ہیں کہا اللہ کے رسولؐ یہ سب کروڑ پتی ہیں یہ سب لکھ پتی ہیں یہ سب آپ کی امت کے مال دار لوگ ہیں یہ وہ لوگ ہیں یعنی محاورہ ایک لباس پہنتے ہیں ایک دن تو دوبارہ وہ لباس پہنتے ہی نہیں۔ اتنے مال دار لوگ تھے لیکن آج خدا نے اس لئے ان کو عذاب دیا پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنوا اور بکریوں کی طرح گدھوں کی طرح گھوڑوں کی طرح گھاس چرو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال میں سے زکوٰۃ و خیرات نہیں نکالا کرتے تھے بہت پیسہ تھا دنیا میں۔ اب مرنے سے لے کے قیامت تک یہ تمہاری شان ہے کہ گھوڑے اور گدھے کی طرح گھاس کھانا پڑے گی اور پیوند لگے ہوئے کپڑے پہننا پڑیں گے میں نے کہا جبرائیلؑ وہ کون اتنی بوڑھا ہے کہ جو بار بار مگرتا ہے اتنا وزن اس سے نہیں اٹھایا جا رہا، اس میں کچھ کی کرے لیکن یہ تو کچھ اور اس میں شامل کر لیتا ہے کہا اللہ کے رسولؐ یہ آپ کی امت کے وہ افراد ہیں کہ جن پر پہلے ہی ذمہ داریاں بہت زیادہ ہیں ان کو ادا کرنے کی بجائے یہ اور اپنے اوپر بڑھالیتے ہیں قرضہ ہم نے لیا ہوا ہے وہ قرضہ ہم نے ادا نہیں کیا اور قرضہ لیتے چلے جا رہے ہیں۔ خس ہم نے پانچ سال سے نہیں نکالا اس کو نکالنے کی فکر کریں دو سال اور نہیں نکالا سات سال کر دیئے۔ روزے تھا کرتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جتنے گناہ یہ کر

چکے ہیں اسی کا یو جہان سے نہیں اٹھ رہا مگر اور یو جہ گناہوں کا بڑھاتے چلے جا رہے ہیں۔ ذمہ داریوں کا اور یو جہ بڑھاتے چلے جا رہے ہیں۔ پیغمبرؐ نے کہا اور وہ بتل کون تھا جو ایک پتھر کی دیوار کو توڑنے پر اپنی گردن کو پھنسا بیٹھا اور اتنی تکلیف میں ہے کہ کیا کرے نہ آگے جاسکتا ہے وہ سوراخ ایسا ہے کہ اب اس کا سر پیچھے بھی نہیں آ سکتا۔ جسم آگے بھی نہیں جاسکتا ہے۔ کہا اللہ کے رسولؐ یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو بے سوچے سمجھے بات کیا کرتے ہیں نہ غور کرتے ہیں نہ سوچتے ہیں۔ بس جہاں بیٹھے بات کر دی۔ چنانچہ ان کی باتوں کے نتیجے میں بعض اوقات ایسے فتنے اور فساد میں پھنس جاتے ہیں اب وہ خود بھی اس کو ختم کرنا چاہیں تو ان کے اختیار میں نہیں رہتا پیغمبرؐ سوچے اور سمجھے بات کرنا بغیر غور کئے ہوئے بات کرنا بغیر موقع اور محل دیکھے بات کرنا ایسا پھنس جاتا ہے کہ پھر خود بھی کچھ نہیں کر سکتا۔ بات واپس نہیں آ سکتی جو فتنہ بڑھ گیا جو خرابی بڑھ گئی ہے اس کو ختم نہیں کیا جاسکتا ہے۔ مرنے سے قیامت تک اس کو اس تکلیف میں رہنا پڑے گا، بتل بنا کے اس طرح سے اس کو تکلیف اور عذاب کے اندر تر پایا جائے گا۔ پیغمبرؐ اسلام کہتے ہیں اس کے بعد میں نے آخر میں ایک عجیب منظر دیکھا میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ ہے لیکن پہلے اور دوسرے آسمان کے بچ میں یہ فرشتہ آ گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ پروردگار عالم کتنا خیال ہے کہ صاحبان ایمان آپس میں نفرت و دشمنی نہ کرنے پائیں کیا۔ پیغمبرؐ نے دیکھا کہ ایک فرشتہ ہے مگر بہت ہی عجیب قسم کا فرشتہ ہے اس کو پروردگار نے ایک عجیب طریقے سے بنایا ہے۔ اس کا آدھا جسم برف کا بنا ہے آدھا آگ کا۔ مگر

آگ برف کو کوئی نقصان نہیں پہنچا رہی اور برف آگ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا رہی اور اس کی زبان پر ایک ہی جملہ ہے کہ میں حمد کرتا ہوں اس خدائے واحد کی فرشتہ کہہ رہا ہے کہ جس نے مجھے اس طریقے سے بتایا ہے کہ آگ اور برف کو جمع کر دیا ہے مگر دونوں ایک دوسرے کو نقصان نہیں پہنچا پاتے ہیں دونوں ایک ساتھ رہ رہے ہیں اور کوئی دوسرے کو نقصان نہیں پہنچاتا رہا ہے، پروردگارہ صاحبان ایمان کے دلوں میں بھی ایسا انس اور ایک دوسرے کی محبت پیدا کر دے تو جو آگ اور برف کو ایک جگہ جمع کر سکتا ہے۔ مومنین کے دلوں کو بھی ایک دوسرے سے اس طرح محبت کرنے والا بنا دے۔ اس طرح سے وہ آپس میں محبت کیا کریں۔ وہ فرشتہ ایک ہی دعا مانگ رہا ہے یعنی پروردگار عالم مومنین کے معاشرے کو ایسا محبت کرنے والا معاشرہ دیکھنا چاہتا ہے کہ جب ایک آگ اور برف کو خدا ایک جگہ جمع کر سکتا ہے تو کیا دو مومن جمع نہیں ہو سکتے ہیں۔ جب آگ اور برف ایک مقام پہ اکٹھے ہو سکتے ہیں تو مومنین میں آپس میں اختلافات کیوں ہیں۔ ذرہ سی دولت دنیا کی خاطر ذرہ سی ناک کٹ جانے کی خاطر ذرہ سی اپنے مقام کو نقصان پہنچ جانے کی خاطر۔ ایک دوسرے کی دشمنی کیوں ہے۔

فرشتوں سے ملاقات ::

شب معراج پیغمبر اسلام نے یہ آخری مشاہدہ کیا آسمان اول و آسمان دوم کے درمیان اب بس وہ مقام آگیا جہاں آخری گروہ فرشتوں کا پیغمبر نے دیکھا جب

سے پہلے آسمان میں داخل ہوئے فرشتے تو نظر آ رہے ہیں پیغمبرؐ ایسے ہیں کہ ان کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے ہیں اور عجیب بات یہ کہ جو فرشتہ کھڑا ہے وہ کھڑا ہے جو رکوع میں ہے وہ رکوع میں ہے جو سجدے میں پڑا ہے اور ان کو کچھ پتہ ہی نہیں کہ آسمانوں میں کیا ہو رہا ہے۔ پیغمبرؐ نے پوچھا جبرائیلؑ یہ کون سے فرشتے ہیں کہا اللہ کے رسولؐ ان کا نام ہے۔ ملائکہ الحاقصین یہ اللہ سے اتنا ڈرنے والے ہیں کہ جب سے اللہ نے ان کو پیدا کیا ہے خوف خدا سے یہ رو رہے ہیں اور ان کو یہ ہوش ہی نہیں کہ ان کی حالت کیا ہے۔ رکوع سے سر تودہ اٹھائے جیسے ہوش ہوا نہیں ہوش نہیں رکوع میں پڑے ہیں اور رو رہے ہیں۔ خوف خدا کی وجہ سے عظمت خدا کی وجہ سے ان کی آنکھوں میں آنسو جاری ہیں جبرائیلؑ ان کے قریب سے گزرے انہوں نے کوئی توجہ ہی نہیں دی پتہ ہی نہ چلا پیغمبرؐ ان کے قریب سے گزرے انہوں نے کوئی توجہ نہ دی۔ جبرائیلؑ نے کہا اللہ کے رسولؐ اگر ان کو یہ پتہ چل جائے کہ آپ یہاں آئے ہیں تو یہ اپنی عبادت کو پہلی مرتبہ توڑیں گے پھر جبرائیلؑ نے آواز دی، اے ملائکہ خالصین اللہ کا حبیب تمہارے قریب سے گزر رہا ہے، جب سے وہ پیدا ہوئے ہیں ان کو ہوش ہی نہیں کہ ان آسمانوں میں کیا ہو رہا ہے مگر پیغمبرؐ کا نام سنا ایک مرتبہ سب سر اٹھاتے ہیں آگے بڑھ کے پیغمبرؐ کو سلام کرتے ہیں مگر اس وقت بھی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ جبرائیلؑ نے کہا اللہ کے رسولؐ آپ کو دیکھ کر یہ خوش ہو رہے ہیں مگر خدا کی ایسی عظمت ان کے دلوں پر طاری ہے کہ ان کی آنکھ بہہ رہی ہے۔ پیغمبرؐ نے ان کو خدا حافظ کہا اور اس دروازے پر پہنچے جہاں سے دوسرا آسمان شروع ہوتا ہے۔

﴿ پل صراط ﴾

مرنے سے لیکر جنت تک راستہ بہت طویل ہے۔ پل صراط اکثر علماء کے نزدیک ایسی ایک پل کا نام ہے کہ میدان قیامت جو انسان جنت کی طرف جاتا ہے تو سب سے زیادہ تنواری لوک سے خیر آگ سے زیادہ گرم ہال سے زیادہ ہار یک تو خالق نے ٹھان لی کہ اس کے ایک طرف میدان قیامت کہ جہاں ہر کوئی اپنا اپنا حساب دے رہا ہوگا۔ اور ٹھان لینے کے بعد ایک مرتبہ حکم ہوتا ہے کہ دوزخ کو لیکر آؤ تو دوزخی آدمی کو گھسیٹ کر اس میں دھکیل دیا جائے گا تو اس کے ہال میدان قیامت سے لیکر پل صراط تک کے درمیان قافحت کی صورت میں ہوں گے۔ تو روایت کے مطابق ہے کہ دوزخ اور پل صراط کے درمیان راستہ اتنا ہے کہ جتنا ایک آدمی 70 ہزار سال تک پیدل چلا رہے تو یہ قافلہ طے ہوگا۔ اس طویل قافلے کے باوجود چہرہ سرخ ہوگا اور پل صراط کی گرمی محسوس ہوگی۔ دوزخ کی آگ کی گرمی پل صراط کے اوپر محسوس ہوگی۔ دوزخ میں جانے والے یہ عذاب کا مزہ چکھیں گے۔

پل صراط پر سات چیزیں کیاں ::

وہ پل صراط جو دوزخ کے اوپر قائم کیا جائے گا۔ سب سے پہلے نبی اکرمؐ اور اس کے بعد تیرہ مصومین کا گزر ہوگا اور اس کے بعد تمام انبیاء اپنی اپنی تمام امتوں کو لیکر

گزر رہی ہے۔ لیکن اس سفر میں ۷ چوکیاں مقام پر قائم کی جائیں گی۔ اور ان میں سے ہر ایک مومن کو اس چوکی پر روکا جائے گا۔ کہ جن کا اعمال نامہ درست ہوگا اور ان کو جنت کی بشارت ہوگی۔ قیامت میں جو جو دوزخ میں جانے کا حکم سن چکے ہوں گے تو وہ ان چوکیوں پر گر جائیں گے لیکن پہلے پر سے وہ گزر رہی گے جو درست اعمال کریں گے۔ اس بہتر عمل کے باوجود ایسے مقامات پر کہ جہاں ہر مومن روتا جائیگا کہ وہ دنیا کے اندر تمام اعمال درست بجالاتا یا نہ بجالاتا۔ انسان چھٹی چوکی سے خوش و خرم آگے بڑھے گا اور اس سے طہارت کا مقام وضو تیمم و غسل کے بارے میں سوال کیا جائے گا، ایک روایت ہے کہ انسان پہلی و دوسری چوکی سے گزر جائیگا دوسری چوکی نماز کے بارے میں تیسری چوکی روزہ کے بارے میں چوتھی غس و زکوٰۃ کے بارے میں پانچویں حج کے بارے میں چھٹی سے گزر انتہائی مشکل کام ہے کہ جہاں ہر چیز کے بارے میں سوال ہوگا۔ نماز کی صورتحال روزہ، زکوٰۃ، غس، حج کی صورت حال دیکھی جائیگی۔ اس کے بعد بہت سے ایسے انسان ہونگے جو 6 چوکی پر کھڑے کئے جائیں گے اور دوزخ کی آگ بھڑک اٹھے گی۔ اور ان کو لپیٹ میں لے لے گی۔ ہر وہ انسان جو دنیا کے اندر غلط فعل کر کے آیا تو آگ اس کو جھلسایا کرے گی اور جس نے وضو غلط کیا ہوگا اسکی یہی صورت حال ہوگی۔ جو جتنا حصہ وضو کا اس نے نہ دھویا ہو تو اسے سال دوزخ کی آگ اس حصے کو پہلے صراط پر لپیٹ میں لے لے گی۔ تو جس نے جہنم کیا اور جہنم بھی غلط کیا تو اس کے ساتھ بھی یہ صورتحال ہوگی۔ اس مقام سے نکل کر انسان ساتویں چوکی پر آئیگا تو سامنے جنت کا

دروازہ نظر آ رہا ہے تو جس آدمی نے ان تمام عذاب و میدانِ قیامت کو برداشت کر لیا امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ دل خوشی سے دھڑک رہا ہے اور کہا کہ میں نے اتنی سختیاں برداشت کر لی ہے جنت میرے لئے ہیں۔ لیکن ایک مرتبہ جیسے ہی پہلے صراطِ ختم ہوتا نظر آیا تو اس کے آخر میں چوکی آئے گی تو جو ان چوکیوں سے گزر کر آیا۔ قرآن میں اس چوکی کا ذکر موجود ہے۔ ان لومک لمرصاد کہ یاد رکھو کہ تمہارا رب تمہاری یاد میں بیٹھا ہوا ہے تمہارے گناہوں کی سزا دینے کے لئے انتظار کر رہا ہے۔ چنانچہ ہمارے امامؑ سے سوال کیا گیا کہ یا بنِ رسول اللہؐ کہ خدا کس مقام پر ہمارا انتظار کر رہا ہے تو جواب دیا کہ نہ میدانِ قیامت ہوگا نہ پہلے صراط ہوگی نہ چھ چوکیاں ہوگی۔ یاد رکھو آخری ساتویں چوکی ہوگی جس میں خدا تمہارا انتظار کر رہا ہوگا۔ پہلے صراطِ جنت کے دروازے کے قریب ختم ہو رہا لیکن چند قدم کا فاصلہ رہ گیا تو حکم ہوگا کہ حساب دیتے جانا کہ دنیا کے اندر کسی بھی آدمی کا ایک روپیہ رہ گیا تو اس کا حساب دینا ہوگا۔ اس مقام پر تجھے گزرنے نہ دیا جائے گا۔ روایت کے اندر ایک واقعہ ہے ایک عالم کہتے ہیں کہ نجف اشرف کے اندر میرے وارث رہتے ہیں اور شہید ثانی اور فخر محقق کے شاگرد تھے تو میں نے سوچا کہ نجف میں مجھے کافی عرصہ گزر گیا ہے اور اپنے گاؤں جا کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ ملاقات کروں چنانچہ وہ گاؤں گیا جو کربلا کے قریب واقع ہے اور جانے کے بعد تمام دوستوں سے ملاقات کی تو وہاں سید علی کے والد کہتے ہیں کہ وہاں گلی میں میں نے لوگوں سے سنا اور کہتے ہوئے جا رہے تھے ایسا لگتا تھا کہ جیسے کسی خاص موضوع کا تذکرہ کر رہے ہیں۔

ایک نیک آدمی کا واقعہ ::

گھر سے نکلا تو میری نگاہ پڑی تو ایک بڑا مجمع ہے اور کچھ لوگ گھروں کی طرف جا رہے ہیں تو میں نے پوچھا کہ یہ کیوں جمع ہیں تو فرمانے لگے کہ ایک آدمی جو 40 سال سے مسجد کا متولی ہے اور ایک دن مسجد میں نہ آیا اور ہم نے ارادہ کیا کہ اس کے گھر جائیں تو جب گھر گئے ہم نے کہا کہ یہ نہیں اس آدمی پہ کیا گزر رہی ہے تو ہم نے اس کے بیٹے سے پوچھا تو اس نے کہا کہ اس کمرے کے اندر ہیں اور دروازہ بھی نہیں کھولتے تو حوا تر رونے کی آوازیں آرہی ہیں تو سیدہ علی کے والد نے یہ سنا تو سیدہ صاحبہ کے متولی کے گھر چل دیا اور اس کے بیٹے کو لے کر باپ کے دروازہ پر گیا شاہ صاحب نے دستک دی تو روتے ہوئے جواب دیا نہیں کھولنا تو شاہ صاحب نے کہا کہ میں اتنی دور سے آپ کے ساتھ ملاقات کرنے آیا تو اس نے کہا کہ میرے بیٹے کو واپس بھیج دو میں اسے اپنے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ بیٹے کو واپس کیا دروازہ کھلا اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ منبر کے اونپر کسی چیز کو چھپائے ہوئے روتا ہوا جا رہا تھا اور ایک مرجہ سوال کیا کہ یہ کیا ہے تو اس نے دکھایا اور سیدہ علی کے والد دیکھتے ہیں کہ اس کا جسم زانوں سے لیکر ٹخوں تک جلا ہوا ہے کمال جل چکی ہے۔ چربی بھر کے باہر آ چکی ہے ایسی حالت کہ میں نے آنکھوں کو ہٹالیا تو میں نے کہا کہ اے آدمی کل تو مسجد میں میرے ساتھ تھا تو اس اس وقت میری یہ کیا حالت ہے تو جواب دیا کہ رات کو میں نے خواب دیکھا کہ میں میدان قیامت پہنچ چکا ہوں۔ قیامت کا دن ہے۔

لوگوں کا حساب و کتاب ہو رہا ہے۔ قیامت کی سختی کی وجہ سے ہر آدمی گمراہ رہا ہے اتنی سختی کہ جن عورتوں کے پیٹ میں بچے تھے وہ ان سختی کی وجہ سے گر گئے آنکھ کے ذیلے قیامت کی گرمی کی وجہ سے پگھل پگھل نکل رہے تھے۔ میں نے اتنا طویل عرصہ گزارا اور اپنے حساب و کتاب میں کھڑا رہا حساب کتاب ہوتا رہا۔ ایک محبت اہل بیت و مسجد کا متولی اس سے زیادہ اعمال کس کے ہوں گے۔ حساب و کتاب کے بعد حکم ہوا کہ اسے جنت کی طرف پہنچایا جائے۔ میں جنت کی طرف چلا چلتے چلتے پل صراط پر پہنچ گئے لیکن خدا کا شکر ہے کہ چھ چوکیوں کو سکون سے طے کر لیا۔ اب ساتویں چوکی کی باری ہے ساتویں چوکی پر گیا تو سامنے جنت کا دروازہ نظر آنے لگا۔ اب تو مجھے یقین ہو گیا کہ مشکلات سے نکل آیا میں سمجھا کہ میری نماز روزہ حج و زکوٰۃ خمس تمام درست ہو گئے۔ اب کس چیز کی کمی ہے۔ اب ساتویں چوکی کی باری ہے۔ اس جگہ سوال ہوا کہ اے مسجد کے متولی ایک دن تو نے مسجد کے جہاز و جس کی قیمت ایک درہم تھی تو نے اس سے گھر کی صفائی کی اور جہاز و کو تم نے مومنین کے چندہ سے جمع کیا تھا اور اس لئے تو نے فحش کیا۔ جب تک اس جرم کا عذاب نہ چمکے اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہو سکو گے اور مجھ کو دوزخ کی طرف دھکیل دیا گیا تو جاتے وقت تقریباً 70 سال لگ گئے تو اچانک میری زبان سے نکلا یا امیر المومنین میری مدد کو آئیے تو میں نے دیکھا کہ میری نظر ایک ٹیلے پر پڑی اور اس پر ایک آدمی کھڑا ہے میں نے جانتا تھا میرے دل نے گواہی دی تھی یہ امیر المومنین ہیں فرمایا دن کر آئے۔ وہیں سے نکارا مولا مجھے سہارا دیجئے ہاتھ بڑھایا اور کمر پر مجھ کو سوار کیا

اور اپنے قریب لے گئے اور اپنا ہاتھ میرے جسم پر پھیرا اور درست ہو گیا اور کہا اے آدمی تو نے جرم تو ضرور کیا ہے لیکن تیرے اعمال اور ہماری محبت تم کو نفع دے سکتی ہے۔ جیسے ہی میری آنکھ کھلی تو میں نے اپنے جسم کو جلا ہوا پایا۔ یہ ساتواں مقام کہ جہاں حساب و کتاب لیا جائے گا بہت سے لوگ ہونگے کہ جنہوں نے ایک سوئی دھاری ہوگی ان کی تمام عبادات درست لیکن یہاں آکر پکڑے جائیں گے ان کو 500 سال اسی مقام پر قید رکھا جائے گا اور دوزخ کے شعلے مسلسل ان کو جلاتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ ان کی ہڈیاں ختم ہو جائیں گی۔ عذاب ختم ہونے کے بعد حکم الہی سے دوبارہ زندہ ہونے کے بعد ان کو جنت میں بھیج دیا جائے گا۔ اور ایسے بھی ہونگے جو 40 سال تک عذاب برداشت کریں گے اور ایسے بھی ہونگے کہ ان کو عذاب نہ دیا جائے گا کہ ایک عالم دین اگر اس نے ایک سوئی کو بھی رکھا تو اس کی ساٹھ ہزار رکعت مظلوم کو دے دی جائے گی چاہے وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔ سب سے مشکل مرحلہ یہ ساتواں مرحلہ ہے جو اس مرحلے سے گزر گیا یعنی وہ جنت میں داخل ہو گا مگر جانا اتنا آسان بھی نہیں کہ جتنا ہم نے سمجھ لیا اور میدان حشر کی گرمی کو برداشت کرونیج البلاغہ کا ایک فقرہ ہے کہ گرمی کی شدت سے لوگوں کی آنکھ کے ذیلیہ پھل پھل کر نکل رہے ہوں گے۔ ہلّا صراط کی سات چوکیوں کے عذاب کو برداشت کہ خاص طور پر آخری چوکی اگر اس کو کوئی آدمی صالح گزارنا چاہے بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان کسی کا حق غصب کرے یا کسی دکان سے چوری کرے اور دھوکا دیا ہے اور پتہ نہیں اس کا کتنا فائدہ ہے بہر حال جب بھی زندگی میں یاد آ

ے کہ میں نے کس کو زندگی میں تکلیف دی اس سے معافی مانگے یا اگر کسی کے روپے دینے ہیں تو اپنے وکیل کی طرف رجوع کرے اور جیسا مشورہ دے اس پر عمل کرے اور ان روپوں کو لوٹا دے اگر لوٹا دیتا ہے تو تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں تو اب ساتویں چوکی سے نکل گیا تو سیدہ حاجت کی طرف جا رہا ہے۔ دروازہ سامنے نظر آرہا ہے۔ اب تمام مشکلات کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ اب زحمت ہی رحمت آسانی ہی آسانی تو دنیا کے اندر 50 سال کی زندگی مشکلات میں گزاری تھی اب ہمیشہ ہمیشہ آرام میں رہو گے تو سامنے آٹھ دروازے تو ایک روایت کے مطابق انسان ایک دروازے کی چوکت سے چلے 40 سال متواتر چلا رہے گا اس کے بعد دوسری چوکت نظر آئے گی۔

جنت کتنی وسیع و عریض ہے ::

جنت ہے کتنی طویل و عریض امام جعفر صادقؑ کی روایت کہ ایک مرتبہ جبرائیلؑ مجھے عظیم فرشتے کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہوا کہ معلوم کرنا چاہئے کہ جنت کتنی طویل و عریض ہے۔ جبرائیلؑ نے عرض کی کہ بارے الہام میں آج جنت کا طول و عرض دیکھنا چاہتا ہوں تو خدا نے فرمایا کہ اے جبرائیلؑ تم پرواز کرو کہ جب تک تمہاری طاقت تمہارا ساتھ دیتی ہے۔ 30 ہزار سال تک جبرائیلؑ امن جیسا عظیم فرشتہ پرواز کرتا رہا اور تھک کر زمین پہ آکر بیٹھ گیا ایک مرتبہ پھر کہا کہ بارے الہام مجھے مزید طاقت دیجئے تو خدا نے فرمایا کہ اے جبرائیلؑ 30 ہزار سال تک پھرتے رہو اور اس کے

بعد پھر تھک گئے اور دعا کی کہ ہمارے اہل گھر ایک مرتبہ اڑنے کی مہر طاقت دیں تو خدا نے جبرائیل کو 30 ہزار سال اور اڑنے کی طاقت دی اور پھر تھک کر بیٹھ گئے 30 ہزار مرتبہ جبرائیل 30 ہزار مرتبہ اڑتے رہے تو اب جبرائیل کے ذہن میں خیال آیا کہ میں اتنے عرصے سے اڑ رہا ہوں یقیناً میں جنت کے انتہا تک پہنچ گیا ہوں۔ عرض کیا کہ اے جبرائیل غالباً تو نے تمام جنت کو دیکھ لیا اور یہ سن کر نیچے سے ایک آدمی نے آواز دی کہ اے جبرائیل آپ تو صرف میرے گھر سے اتنے عرصے میں نہیں کل سکے۔ تو جبرائیل نے عرض کی کہ تو کون ہے تو اس نے کہا کہ میں ایک مومن بندہ ہوں اور مومن بندہ کون ہے تو ایک حور بولی وہ مومن بندہ کہ جو اپنے واجبات کو ترک نہ کرتا ہوگا اور والدین کو اذیت نہ دیتا ہوگا تو جو یہ امور انجام دے گا اس کو یہ مقام بمعہ گھر بمعہ میرے اس کو دیا جائیگا کیونکہ جنت کی کوئی انتہا نہیں۔ جنت میں جو سب سے نچلے درجے کا جنتی ہوگا تو اس کو بھی یہ انعام دیا جائیگا کہ اگر گھوڑے پہ ایک ہزار سال چلتا رہے گا جتنا یہ ڈھونڈے گا اتنا ہی مقام اس کو دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ جبرائیل جیسا فرشتہ بھی اس مومن کی ملکیت میں داخل ہونا چاہے گا تو مومن سے اجازت لینا پڑے گی۔ پانچ اولیٰ مومنوں کو بھی تقسیم کر دیا جائیگا۔ یہ تمام مومنین و پیغمبر کی دعوت کھایا کریں گے۔ نبی اکرم تمام مومنین کرام کی دعوت جنت میں کریں گے اور جنت کی نعمات کا آغاز ہوگا۔

جنت کی نعمات ::

روایت کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ جنت میں کھانے کو کیا ملے گا ابو سعید خدریؓ نے فرمایا کہ جنت میں کھانے کو کیا ملے گا۔ پہلے وہ میوہ کرے گا اور اس میں تمام خوشبو حیر سے زیادہ اور شہد سے زیادہ مٹھی ہوگا۔ پہلے وہ میوہ ملے گا جس کی خواہش ہوگی۔ موسم ہو یا نہ ہو خاص طور پر انار اور انگور ملیں گے۔ انسان جس جانور کے گوشت کی خواہش کرے گا وہ ملے گا۔ 4 نہریں ہوگی پہلی پانی دوسری شہد، تیسری دودھ چوتھی شراب طور جس میں مشک کی خوشبو آئے گی۔ جب تک انسان جنت میں رہے گا یہ نہریں چلتی رہیں گی۔ جنت کا ایک باغ شراب طور ہے جو ہر جنتی کو ملے گا۔ دھم کے برتن استعمال ہو سکتے۔ شیشے کے برتن ہو سکتے لیکن چاندی جیسی سفیدی ہوگی اور اس کے ذریعہ سے شراب و پانی دودھ شہد کو استعمال کرتے رہیں گے۔ سب سے بڑی چیز حور العین ہے جس کے بارے میں جنت میں ہر ایک مومن کو مل دیا جائے گا ایک محل کے اندر 70 ہزار کمرے ہر کمرے میں 70 ہزار حوریں ہوگی۔ 70 ستر تخت ہو سکتے۔ 70، 70 چادریں بھی ہوگی۔ اور ان پر 70 حوریں بیٹھی ہوگی اور ان کے سامنے 70 قالین ہو سکتے۔ حور العین کے بارے میں روایت یہ ہے کہ جب جنتی جائیگا۔ 30 سے 32 سال کی عمر ہوگی۔ چاہے جتنے بھی جنتی ہوں گے۔ عربی زبان کا لفظ جس کا معانی گورے رنگ والی عورت یہ خاص نعمت اس مومن کو عطا کی جائے گی۔ جنتی بھی حوریں جنت میں ہوں گی۔ مومن کا

استقبال کر رہی ہوگی۔ ایسا محسوس ہوگا کہ ان سے زیادہ خوب صورت مخلوق جنت میں داخل ہو چکی ہے جا کر خدا سے سوال کریں کہ ہمارے اہلہا تو نے ہمیں جنت کی بعض نعمات قرار دیں۔ زیادہ خوبصورت اس جنت کے اندر کون آگیا حوروں سے زیادہ خوبصورت وہ عورتیں ہوگی جو خدا اور رسول کے احکامات کو بجالا کر جنت میں داخل ہوگی۔ انہوں نے تمام زندگی پردہ میں گزاری ہوگی جب وہ جنت میں داخل ہوگی ایسا حسن ہوگا کہ تمام حوروں کا حسن ختم ہو جائیگا۔ ایک ایک رنگ کرتی روایت کا ایک فقرہ جنت کی سب سے بڑی نعمت حور نہیں بلکہ یہ سونہ عورت ہے عورتوں کا مسئلہ اگر شادی شدہ عورت جنت میں جائیگی تو اس کا شوہر بھی ان کے ساتھ ہونگے تو ان کے دلی قرار دیئے جائیں گے لیکن شادی سے پہلے انتقال ہو گیا تو اس کے بعد اس عورت کو اختیار دیا جائیگا کہ جنتی آدمی سے شادی کر لیں اور زندگی گزار لیں اگر پہلے شوہر کا انتقال ہو گیا تو دوسرے آدمی سے شادی کر لی۔ تو جو شوہر زیادہ مومن و نیکیاں والا تھا اس کو یہ بیوی ملے گی۔ اس سے زیادہ وہ خوبصورت جنت میں کوئی نہ ہوگا۔ امام باقرؑ سے سوال کیا گیا جنت کے اندر روشنی کا کیا انتظام ہوگا۔ مخلوقات کا تو خاتمہ ہو جائیگا۔ امامؑ نے جواب دیا جنت کے اندر کسی روشنی کی ضرورت نہیں ہوں گی تمام کے تمام مومنین ہونگے نیک اعمال والے۔ چنانچہ ان کے اعمال اس قدر روشن ہوں گے کسی روشنی کی ضرورت نہیں۔ تمام جنتی اپنے گھروں میں بیٹھے ہوں گے کاموں میں مصروف ہوں گے جنت میں یا حوروں یا دوستوں کے ساتھ لطف اٹھا رہے ہونگے۔ ایک مرتبہ اتنی روشنی ہوگی کہ تمام روشنیاں مدہم ہو جائیں گی۔ سب

گھبرا کے خدا سے سوال کریں گے کہ ہارے الہا کہ تو نے تو کہا تھا کہ جنت میں کوئی روشنی نہ ہوگی یہ کہاں سے آئی۔ جواب ہوگا کہ نبی اکرمؐ اور حضرت علیؓ کسی بات پر مسکرا رہے ہوں گے۔ ان کے منہ سے ایسا نور نکلا کہ جنت کی تمام روشنی مدھم ہوگئی۔ نبیؐ کی روایت کہ ایک حور بھی اگر کھڑے ہو کر دنیا کی طرف دیکھے اتنی خوشبو سے تمام دنیا معطر ہو جائیگی۔ ایسی حوریں اس آدمی کو ملیں گی۔ جس نے نہ نماز قضا کی کی ہو اور نہ حق العباد کو غصب کیا ہوگا۔ امامؑ سے سوال کیا کہ جنت میں جو حوریں ہوگی۔ ان کا سب سے بہتر کام کیا ہوگا۔ جواب دیا کہ وہی ہوگا جو ہونا چاہئے۔ جنت کی سب سے بڑی نعمت موسیقی ہوگی۔ وہ موسیقی کہ جس کو سننے بغیر مرہ نہیں آتا لگتا ہے کہ روح کی غذا ہے۔ اگر کسی نے موسیقی کا ایک لفظ جان بوجھ کے کان میں نہ پڑنے دیا جنت میں جب وہ داخل ہوگا تو اس کی حور جب کبھی وہ گانا گائے گی۔ بغیر کسی آلہ کے گائے گی۔ تو جب گانا گائے گی جو تمام دنیا میں سن کر ایسی حور سے محروم رہیں گے۔ افسوس کریں گے کہ کاش ہم نے اس سے اجتناب کیا ہوتا تو آج یہ بہترین نعمہ ہمارا بھی مقدر بننا اس خاص موسیقی کے علاوہ ایک عام موسیقی ہوگی جو تمام جنت والوں کے لئے ہوگی۔ ہر آدمی کے محل میں ایک درخت ہوگا جب خواہش کرے گا یا تمنا ہوگی تو جب ٹھنڈی ہوا چلے گی تو درخت سے ٹکرائے گی۔ ایسا نعمہ پیدا ہوگا کہ دنیا کا ہر نعمہ اس کے سامنے بے کار ہے۔ وہ خاص نعمہ ان کو ملے گا جو دنیاوی نعمہ کو ترک کر کے آئے ہیں۔ حور ملنے کے ساتھ ساتھ وہ مومن کہ جنہوں نے اپنے آپ کو ایک چیز سے بچایا۔ امامؑ سے سوال کیا کہ یا بن رسول اللہؐ وہ کوئی چیز ہے جواب دیا کہ تم

کو نہیں معلوم کہ دنیا میں مرد کے لئے سونا پہننا حرام ہے۔ دنیا میں ایک لمحہ کے لئے بھی ملیں نہ کیا۔ جنت کے اندر حکم خدا سے اس کو سونے کے نگین اور سونے کے ہار عطا کئے جائیں گے۔ لیکن جو آدمی اس سے محروم ہوگا دنیا کے اندر چند لمحہ کی خاطر جنت کی انگوٹھی پہن لینا ہمیشہ ہمیشہ سے انسان کو جنت کے سونے سے محروم کر دے۔ ایک روایت یاد رکھو دنیا کی جتنی مخلوقات ہے جب جنت کا تذکرہ سنتے ہیں تو خواہش کرتے ہیں کہ یہ ہم کو ملے۔ جنت کے سونے پائیں اور محل پائیں کہ جس میں 70 کمرے، 70 تخت 70 حور ہیں پائیں۔ جنت دعا کرتی ہے کہ خدا ان چاروں کو جنت میں بھیجے۔ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ وہ لوگ کون ہیں۔ نبی کا جواب یاد رکھو کہ 4 باتوں کو اکٹھا کر لو تو جنت کی ضرورت نہیں۔ جس نے کسی بے لباس کو لباس دیا۔ جس نے کسی بیاسے کو ایک گلاس پانی دیا اور جس نے کسی بھوکے کو پیٹ بھر کے کھانا کھلا دیا اور جس نے کسی مومن کی چھوٹی سی حاجت کو پورا کر دیا۔ 4 خصوصیات ہوگی۔ اب دعا کرنے کی ضرورت نہیں جنت خدا سے دعا کر کے عجب کو حاصل کرنا چاہتی ہے۔ ایک آدمی عہد کو پورا نہ کرے تو اس کے تہہ خانے کے مقام پر ایک جھنڈا گاڑا جائے گا یہ روایت سنی و شیعہ کتب میں بھی ہے۔ ہم دنیا میں ہر قسم کی بے غیرتی برداشت کرتے ہیں کہ جو ان بی بی یا بہن، باپ یا بھائی کے ساتھ T.V دیکھے۔ فلم دیکھے۔ جب امام آئیں گے تو غیرت بھی جاگ اٹھے گی۔

﴿ موت کے بعد ﴾

﴿الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَقِيعَتُهُمْ أُزْلِفَتْهُمْ أُولَئِكَ بِغَضِّ

مومن مرد اور عورت کی پہچان ::

سورہ توبہ کی آیت ہے کہ پروردگار عالم مومنین کی شناخت اور پہچان کرتے ہوئے نشانی بتاتے ہوئے اور شاہد فرما رہا ہے کہ مومن مرد اور مومن عورت کی پہچان یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہیں تو مدد کی بھی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک وہ مدد ہے جو کسی کی زندگی میں کی جائے اور ایک مدد وہ ہوتی ہے جو کسی کے مرنے کے بعد کی جائے۔ زندگی میں جو مدد کی جاتی ہے وہ اپنے مقام انتہائی اہم سمجھ لیکن بندہ مومن کی موت کے بعد اس کی جو مدد کی جاتی ہے۔ اس کی اہمیت زیادہ ہے۔ اس لئے کہ موت کے بعد خود پہچانہ مومن لاچار ہو چکا ہوتا ہے۔ خود مومن سبے یار و مددگار ہو چکا ہوتا ہے۔ خود مومن کسی قسم کی حرکت کے قابل نہیں رہتا۔ اب وہ مدد کا زیادہ حقدار ہے۔ اس کے مقابلے میں کہ ہر ابھی زندہ ہے زندہ انسان کی بہر حال کہیں نہ کہیں سے مدد ہو جاتی ہے اور خود اس کے ہاتھ پاؤں چلتے ہیں۔ وہ خود سے کر سکتا ہے لیکن سب سے مدد کا حق دار وہ ہے جو اس دنیا سے چلا گیا ہے اور لوگوں نے سمجھا یہ مر گیا عام دنیا یہ سمجھے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ لیکن ایک مسلمان کے لئے تو حکم یہ ہے کہ اپنے مرنے والے کے لئے موت کا مطلب یہ مت سمجھو کہ اب وہ ختم

1998

$$S_{\text{eff}} = S_{\text{eff}}^{\text{gauge}} + S_{\text{eff}}^{\text{ghost}} + S_{\text{eff}}^{\text{matter}} + S_{\text{eff}}^{\text{Feynman-Hellmann}}$$

1997, 1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 2676, 2677, 2678, 26

<http://fb.com/ranajabirabbas>

انتقال ہو گیا اب کوئی عاق کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ تو چلے گئے۔ اب ان کی نافرمانی کیسے اب ان کو اذیت پہنچانا کیسے مولا سمجھ میں نہیں آ رہا۔ امام نے فرمایا جب کوئی شخص جب اس دنیا سے رخصت ہوا قبر میں پہنچا اب یہ محتاج ہے دنیا والوں کا خصوصیت کے ساتھ اپنے رشتہ داروں کا ماں باپ کا۔ قبر میں گئے ایک ماں یا باپ کو دنیا میں بھی مرنے کے بعد سب سے زیادہ سہارا اپنی اولاد کا ہوتا ہے۔ اسے ہم نے پالا پوسا ہے اسے ہم نے پروان چڑھایا ہے۔ اسے ہم نے خون جگر چلایا ہے۔ اس کے آرام کے لئے ہم نے زمیں اٹھائیں اس کی زندگی بنانے کے لئے ہم نے اپنے آپ کو تباہ برباد کر دیا۔ یقیناً یہ تکلیف میں ہمارا سہارا بنے گا۔ تو قبر میں مرنے والا گیا اسے کسی اور سے بھید نہیں ہے۔ سب سے زیادہ امید اپنی اولاد سے ہے۔ زندگی میں بیٹا بہت زیادہ محبت کرنے والا تھا۔ باپ کی بات پر حرکت کرنے والا تھا۔ باپ کے اشارے پر تعمیل کرنے والا تھا۔ باپ کو کوئی تکلیف ہو جائے محال نہیں باپ کو اذیت پہنچی جائے۔ کسی کی ہمت نہیں ہر مقام پر دوڑ دوڑ کے ماں اور باپ کی خدمت کرنے والا ہے۔ لیکن جب دفن کر کے آیا تو سوچا کہ صرف سوئم اور چہلم کی مجلس کرا دوں، سال میں برسی کے موقع پر ایک مرتبہ یاد کر لیا، بس اور اس کے بعد ہم باپ اور ماں کی کیا خدمت کریں۔ وہاں وہ پچھارے انتظار کر رہے ہیں کہ ہمارا بیٹا ہے ہماری بیٹی ہے۔ ضرور ہمارے لئے کوئی مدد بھیجے گا۔ قبر کے اندر ضرور کوئی نیکی کر کے ہمارے عذاب کو کم کرائے گا اور جب یہ دیکھے گا قبر کا مردہ کہ میرے جتنے بڑوسی ہیں یعنی قبرستان میں جتنے مردے ہیں سب کے لئے نیکیاں آ رہی ہیں

موت کے بعد

تمہارے بیٹے نے اتنی نمازیں پڑھائیں تمہاری طرف سے یہ تمہارا عذاب ختم
 تمہارے بیٹے نے تمہاری طرف سے حج کرا دیا تمہارا یہ عذاب ختم تمہارے بیٹے نے
 تمہارا غصہ و زکوٰۃ نکال لیا تمہارا یہ عذاب ختم تمہارے بیٹے نے تمہارے غم سے
 ایک مسجد یا امام بارگاہ تعمیر کرایا۔ تمہارا یہ عذاب ختم۔ تمہارے بیٹے نے تمہارے نام
 پر ایک فقیر اور بھوکے کو کھانا کھلایا کپڑا پہنایا تمہارا یہ عذاب ختم۔ کیونکہ پیغمبر اسلام
 کی روایت ہے کہ ہر رات کو عام طور پر اور شب جمعہ خاص طور پر قبرستان کے
 مردے تمام رات انتظار کرتے ہیں اس لئے کہ کس کی اولاد نے اپنے مرنے والے
 رشتہ دار کے لئے نیکی بھیجی ہے۔ تو اب فرشتے ایک نور کا بنا ہوا اشت ہوتا ہے اس کے
 اندر ایک ہدیہ اور جحفے کو لے کر قبرستان کے اندر جاتے ہیں فقط اس کی قبر میں نہیں
 لے جاتے جب قبرستان پہنچتے ہیں سارے قبرستان میں روشنی پھیل جاتی ہے ہماری
 اور آپ کی آنکھ اسے نہیں دیکھ سکتی۔ قبر کے اندر مردے کی آنکھ اسے دیکھ رہی ہوتی
 ہے اب ہر ایک کے دل کی خواہش ہوتی ہے کہ کاش یہ فرشتہ جو نور کی تھالی میں تھنہ
 لے کے آ رہا ہے یہ میرے لئے ہر ایک انتظار کر رہا ہے ہر ایک کو انتظار ہے کہ
 دیکھیں کہ آج کس کی قسمت جاگی اور اس کے بعد سب دیکھتے ہیں کہ فلاں کی قبر میں
 فرشتہ گیا اور اس کا اتنا عذاب ختم کر دیا اور اگر وہ مومن پہلے سے عذاب میں نہیں
 ہے تو اس کی نعمتیں اتنی اور بڑھادیں۔ اب باقی جتنے قبرستان میں مردے ہیں سب
 دیکھتے ہیں اور حسرت کرتے ہیں کہ کاش ہمارا بیٹا ایسا ہی ہوتا کاش ہماری بیٹی ایسی
 ہی ہوتی۔ کاش ہمارے رشتہ دار ایسے ہی ہوتے تو اب جس کی قبر میں بھی کوئی تھنہ

موت کے بعد

نہیں پہنچا۔ اس لئے کیونکہ اس کے بیٹے اور بیٹی نے یاد بھی کبھی نہیں کیا۔ ایک دو دن، ایک ہفتہ دو ہفتہ وہ انتظار کرے۔ اس کے بعد دیکھے گا کہ ایسا لگ رہا ہے کہ وہ تو مجھے بھول چکا ہے تو اب یہ باپ اور ماں جسے قبر کے اندر تکلیف پہنچی اپنی اولاد کی وجہ سے اور جیسا کہ میں نے کہا کہ تکلیف بڑھ گئی۔ اس لئے کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ ہر قبر کے اندر تختہ آ رہا ہے۔ ہر مردے کے پاس کچھ نہ کچھ آ رہا ہے۔ فقط میں ایسا بد قسمت ہوں کہ میری اولاد مجھے پلٹ کے یاد نہیں کر رہی ہے۔ اب دل ہی دل میں اسے اذیت ہوئی اس نے کہا خداوند ہم نے تو جو گناہ کیا ہے اس کی سزا برداشت کر رہے ہیں مگر ہم اپنے اس بیٹے کو عاق کرتے ہیں ہم اپنے اس بیٹے سے ناراض ہو جاتے ہیں کہ جس نے ایک مرتبہ بھی ہفتے میں پلٹ کے ہمیں یاد نہیں کیا جسے ایک ہفتے میں بھی ایسا موقع نہ ملا کہ ہماری خدمت کرتا اور اس کے مقابلے میں یہ وہ بیٹا تھا جو زندگی میں ماں باپ کی خدمت کر چکا ہے۔ اب بھول گیا ماں باپ کو قبر میں تکلیف پہنچی ان کے دل میں بیٹے کی ناراضگی پیدا ہوئی عاق کر دیا۔ انہوں نے اپنی اولاد کو اور امام کہتے ہیں اب یہ بیٹا عاق ہو گیا۔ قیامت کے میدان میں یہ عاق کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا۔ دوسرا بیٹا ہے زندگی میں لا پرواہی کرتا ہے نہ باپ کا خیال کیا نہ ماں کا۔ نہ ان کے آرام کا خیال کیا نہ تکلیف کی ساری توجہ اپنی جانب رہی ایک دم سے اطلاع ملی کہ باپ کا انتقال ہو گیا۔ ماں دنیا سے رخصت ہو گئی۔ صدمہ ہوا احساس ہوا تکلیف محسوس ہوئی اب سوچنے لگا میں کیا کروں میں کس طرح سے ساری زندگی جو میں نے لا پرواہی کرتی ہے اس کا ازالہ کروں دل میں خیال آیا۔ ماں

موت کے بعد

باپ کے لئے کوئی نیکیاں کروں تاکہ قبر میں یہ نیکیاں ان کے پاس پہنچیں۔ اس نے روزانہ نیکی کرنا شروع کی۔ اس نے مسلسل نیکی کرنا شروع کی اور وہاں یہ منظر کہ ہر رات لوگ دیکھ رہے ہیں کہ فرشتہ نور کے ایک قہال میں تھکے لے کے صرف ایک ہی قبر میں آتا ہے آج کل پر سوں مسلسل قبر کے اندر یہ تھکے آنے لگے عذاب کم ہونے لگا۔ ایک مرتبہ سارا قبرستان رشک کرنے لگے گا کہ بیٹا ہو تو اس مرنے والے جیسا اولاد ہو تو اس مرنے والے جیسی کہ جس نے ایک دن بھی اپنے باپ کو نہیں بلایا اور جب اس مرنے والے نے دیکھا کہ واقعاً اس قبرستان میں مجھ جیسا خوش قسمت کوئی نہیں ہے۔ اس وقت دل سے دعا نکلی خداوند یہ خدمت جو میری بیٹی یہ خدمت جو میرا بیٹا یہ خدمت جو میری اولاد کر رہی ہے ہم اس سے راضی ہیں ہم اس سے خوش ہیں۔ خداوند آج اس نے ہمارے دل کو خوش کر دیا اب قیامت کے میدان میں یہ بیٹا جو اٹھایا جائے فرمانبرداروں کے درمیان اٹھایا جائے گا۔ یہ تفصیلی روایت اس لئے بیان کی کہ دیکھئے ماں باپ کی زندگی میں ایک فرمانبردار تھا۔ ایک نافرمان تھا۔ ماں باپ کے مرنے کے بعد جو فرماں بردار تھا وہ نافرمان ہو گیا جو نافرمان تھا وہ فرمانبردار بن گیا۔ اب جو قیامت کے میدان میں یہ لوگ لائے جائیں گے تو کس طرح سے لائے جائیں گے جو ماں باپ کے مرنے کے بعد فرمانبردار بنا قیامت کے دن وہ فرمانبردار کی حیثیت سے لایا جائے گا۔ ماں باپ کی زندگی میں یہ نافرمان ہے مگر قیامت کے دن نافرمان نہیں کہلائے گا۔ بلکہ فرماں بردار کہلائے گا اور جو ماں باپ کی زندگی میں خدمت کرنے والا تھا مرنے کے بعد عاق ہو گیا

قیامت کے دن کس طرح سے لایا جائے گا عاقبت کے بلایا جائے گا۔ تو پہچان لیا اپنی زندگی میں جو آپ کسی کی مدد کریں تو اس کی اتنی اہمیت نہیں ہے کہ جتنی موت کے بعد کی اہمیت ہے۔ زندگی میں فرماں برداری کی مگر قیامت کے دن عاقبت دیا گیا۔ زندگی میں نافرمانی کی قیامت کے دن فرماں بردار بنایا گیا تو پہچان لیا شریعت میں دین میں زیادہ خیال اس بات کا رکھا جاتا ہے کہ مرنے کے بعد کون حق کو ادا کر رہا ہے۔ اگر کسی نے زندگی میں حق کو ادا کیا مرنے کے بعد ادا نہیں کیا اس کی یہ محنت اس کا یہ تحفہ خدا شکر ادا دے گا۔ اگر کسی نے ماں باپ کی زندگی میں ماں باپ کو فقط مثال حتی کسی بھی مومن کی زندگی میں اس کی اتنی خدمت نہیں کی مرنے کے بعد اس کی خدمت کر لی تو اب مرنے کے بعد جو خدمت کی اس اہمیت شریعت میں زیادہ ہے۔ چنانچہ اسے اسی کے مطابق اجر و ثواب ملے گا تو اب میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اسلام وہ واحد مذہب ہے جو یہ کہتا ہے کہ جب کوئی مر گیا تو یہ میت سمجھو کہ وہ مر گیا ہے۔ اگر نیکی پر مواتو اسے نعمتیں ملیں گی اگر برائی پہ مواتو اسے عذاب ملے گا۔ یہ ہمارے عقیدے میں شامل ہے۔ یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ اگر مرنے والا مرنے کے بعد قبر میں گیا تب بھی اگر نیک مرا ہے تو نعمتیں لیتا ہے برائی پہ سزا ہے عذاب لیتا ہے۔ اور اگر قبر میں نہ جاسکا جیسے ہندو حضرات مردے کو جلا دیتے ہیں۔ یا پھر ہوائی حادثے میں کوئی فٹا ہو جاتا ہے یا شیر کے کھانے سے کسی کا جسم ختم ہو جاتا ہے یا پانی میں بہہ کر کسی کی میت ملتی ہی نہیں بہر حال عذاب اور ثواب جسم کو نہیں ہے بلکہ روح کو ہے تو اب یہ شخص کی روح کو اگر مرنے کے وقت نیکی کی حالت میں مرا

ہے ثواب ملے گا اگر مرنے کے وقت برائی کی حالت میں مرا ہے تو عذاب ملے گا اور مرنے کے بعد کوئی چیز انسان کے کام نہیں آتی ہے یا وہ رشتہ دار جو زندہ ہیں اور تجھے بھیجے ہیں مرنے والوں کے لئے یا یہ کہ بعض روایات میں ہے کہ یا انسان کا عمل اس کے ساتھ آتا ہے مرنے کے بعد۔

صحابی رسول سلمان فارسی کی مردہ سے گفتگو ::

جیسا کہ سلمان فارسی کا مشہور واقعہ ہے کہ قبر کے اندر کون ہمارے کام آئے گا کس کی مدد ہمارے شامل حال ہوگی۔ سلمان فارسی جو مقدس ترین صحابی کہ جن کے بارے میں کہا گیا کہ خواب اللہ وہ خدا کا دروازہ ہے۔ خدا تک پہنچنے کا دروازہ ہے جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ایمان کے دس درجے ہیں اور دسویں پر وہ فائز ہیں جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ معرفت کی اس منزل پر فائز ہیں کہ اگر ابوذر گو پتہ چلا کہ سلمان کا ایمان تو ابوذر سمجھ نہ سکے اور سلمان کو قتل کر ڈالیں تو سلمان جنہیں اہلیت رسالت میں شامل کر لیا گیا۔ پیغمبر کے پاس آئے۔ اللہ کے رسول آج میں ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کہ کیا مجھے پتہ چل سکتا ہے کہ میرا انتقال کب ہوگا کہا کہ سلمان خدائی راز کسی کو نہیں بتایا جاتا۔ لیکن تمہارے مرتبے اور مقام کے پیش نظر میں اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ جب قبر کا کوئی مردہ تم سے گفتگو کرے تو سمجھ لینا وہ تمہارا آخری دن تو زمانہ گزرا حال ہی بدلے واقعات آگے بڑھے۔ تاریخ کے اوراق پلٹتے رہے امیر المومنین کی خلافت کا زمانہ آگیا۔ سلمان فارسی مدائن کے گورنر تھے اور امیر

المومنین نے اسی عہدے پر برقرار رکھا۔ اُنھیں امن فائدہ نقل کرتے ہیں۔ ایک دن میں سلمانؓ کے پاس بیٹھا تھا سلمانؓ بیمار تھے۔ سلمانؓ کمزور تھے خود سے کھڑے نہ ہو سکتے تھے۔ مجھے دیکھا کہا اے اُنسہ ایک کام لڑ کرو چار آدمیوں کو بلاؤ اور مجھے بستر پر چار پائی پر لیٹا کر قبرستان لے جاؤ۔ اسہ حیران ہو کر کہتے ہیں سلمانؓ اس کمزوری اور بیماری کی حالت میں یہ تکلیف کیوں برداشت کرنا چاہتے ہو کہا کہ رسولؐ کچھ مجھ سے کہہ کر گئے ہیں۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ اس کا وقت آیا ہے یا نہیں آیا۔ ایک مرتبہ اسہ سلمانؓ کو چار پائی پر لیٹا کر مدائن کے قبرستان میں لے جاتے ہیں۔ ایک مرتبہ سلمانؓ قبرستان میں داخل ہوتے ہیں۔ چاروں طرف دیکھا۔ اَلْسَلَامُ عَلَیْكَ يَا اَهْلَ الْقُبُورِ اے قبروں میں سونے والے تم پر میرا سلام ہو۔ اے قبر کے سونے والے تم ہم سے پہلے چلے تھے تم ہم سے کل چکے تھے لیکن ہم بھی تمہارے پیچھے پیچھے آرہے ہیں۔ ہم بھی اس راستے پر چل رہے ہیں جو تم سے مل جائے۔ ایک مرتبہ سلام یہ ملا کہ کہتے ہیں اور اسہ کہتا ہے کہ ایک قبر سے آواز آئی۔ وَعَلَیْكَ اَلْسَلَامُ يَا سَلَمَانَ اے رسولؐ کے صحابی سلمانؓ تم پر میرا سلام ہو۔ سلمانؓ کہتے ہیں اسہ میری چار پائی کو اس قبر کے قریب تولے جاؤ۔ میں گھٹکو کرنا چاہتا ہوں اس قبر والے سے۔ اللہ کے رسولؐ نے مجھے بتایا تھا کہ یہ وقت آئے والا ہے۔ اسہ چار پائی لیکر پیچھے سلمانؓ نے مخاطب کیا اے قبر کے سونے والے اتنا بتا دے کہ تم نے موت کو کیسا پایا۔ بس اتنا سوال کیا سلمانؓ نے قبر کے مردے نے آہ بھری کہا کہ سلمانؓ بس کچھ نہ پوچھو کہ کیا کیفیت و حالت ہوتی ہے۔ جسم کے اعضاء کے ہر گوشت کو الگ

الگ کر کے تلواریں سے پارہ پارہ کیا جائے گا تا جائے کوئی تکلیف نہیں ہوتی اس تکلیف کے مقابلے میں جو ملک الموت آخری وقت میں مجھے پہنچا گیا تھا۔ سلمانؑ نے گھبرا کر فوراً پوچھا اتنا تو بتاؤ کہ تمہارا انجام کیا تھا کہا کہ میں ان میں سے تھا جنہیں حضرت عیسیٰؑ کی تھی خدا کی جانب سے جنہیں بشارت ملی تھی خدا کی جانب سے میں زندگی میں نماز پڑھتا تھا تلاوت کرتا تھا روزے رکھتا تھا۔ رشتہ داروں کے حق کو ادا کرتا تھا اس کے باوجود میری یہ کیفیت ہوئی تھی کہ میرے ہر مقام کے گوشت کو تلواریں سے کاٹا جائے تو کوئی تکلیف نہیں ملک الموت کی تکلیف کے مقابلے میں یہ اس کی بات ہے جس کا انجام بخیر ہے۔ جس کی حالت صحیح ہے۔ سلمانؑ نے کہا کچھ تو بتاؤ تم پر حالت کیا گزری تھی کہا کہ سلمان جب میری روح کو نکالا جا رہا تھا تو مجھے ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ جیسے آسمان زمین پر گر پڑا ہوں اور دونوں کے بیچ میں مجھے رکھ کر پیسا اور دیا جا رہا ہے۔ اے سلمانؑ قبر کا مردہ کہتا ہے سوئی کا وہ سوراخ جس میں سے دھاگے کو گزارا جاتا ہے آپ نے دیکھا ہوگا کہ دھاگہ اگر ذرہ بڑا ہو سوئی کے سوراخ میں سے نہ گزرے تو اسے لپیٹا جاتا ہے اسے باریک کیا جاتا ہے پھر اس میں سے داخل کیا جاتا ہے۔ قبر کا مردہ کہتا ہے سلمانؑ مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے میرے پورے جسم کو موڑا جا رہا ہے اور اس سوئی کے سوراخ میں سے نکالا جا رہا ہے۔ ذرا سوچیں قبر کا مردہ کہہ رہا ہے۔ یہ اس کا جملہ ہے ایک انسان کو موڑا جائے اتنا اسے لپیٹا جائے کہ وہ سوئی کے ناکے میں سے گزرنے کے قابل ہو جائے کیا حالت ہوگی۔ اس وقت انسان پر۔ کہا کہ سلمانؑ تب میری یہ کیفیت تھی اور مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے میرے

اس جسم کو سوئی کے اس سوراخ میں سے گزارا جا رہا ہے۔ موڑنے کے بعد اور اے سلمانؑ میں اتنا تپتا چلوں کہ مجھے از حد تکلیف ہوئی اس وقت کہ جب میرے وارث مجھے اٹھا کے غسل خانے لے گئے تھے اور مجھے غسل دے رہے تھے۔ ارے اس انداز سے میرے جسم کو پھیر رہے تھے اس انداز سے میرے جسم کو الٹ رہے تھے کہ میرے جسم کے ایک ایک رگ میں ایک ایک مقام میں انتہائی تکلیف ہو رہی تھی۔ میں پکار پکار کے کہہ رہا تھا اے مجھے غسل دینے والو اتنا تو خیال کرو کہ مجھے میری روح نکلی تھی کوئی ایسی رگ نہ ہو جو ٹوٹی ہو کوئی ہڈی ایسی نہ تھی جو زخمی نہ ہوئی ہو سر سے پیر تک میرا جسم زخمی ہے۔ اتنی بے دردی کے ساتھ تو مجھے نہ التوا تھی بے دردی کے ساتھ تو میرے جسم پر پانی نہ ڈالو ارے فقط پانی کے پڑنے سے مجھے تکلیف ہو رہی تھی اب آخری سوال ہے سلمانؑ کا اتنا تپا دے کہ قبر میں جانے کے بعد تو نے کیا پایا تھے کیا محسوس ہوا تو نے کس عمل کو بہتر سمجھا۔

تین عمل قبر میں کام آئیں گے ::

سلمانؑ قبر میں جا کے مجھے پتہ چلا کہ تین عمل ایسے ہیں کہ ان سے بہتر مومن کے اندر کوئی عمل نہیں ہو سکتا۔ جو یہ تین عمل لے کے نماز پڑھنا گرمیوں کے گرم دنوں میں روزہ رکھنا اور اس طرح دنیا کہ سیدھے ہاتھ سے دو تو الٹے ہاتھ کو پتہ نہ چلے کہ کتنا دیا اور کسے دیا ہے۔ یہ تین عمل ان سے بہتر عمل میں نے قبر میں کوئی نہیں پایا ہے تو اب سلمانؑ فارسیؑ کی روایت یہ بتا رہی ہے کہ قبر میں اس کے اعمال اور اس کے وہ

زندہ رشتہ دار جو اس کے لئے نیکیاں کریں گے۔ جو اس کے زندہ رشتہ دار جو اس کا حق ادا کریں گے اور یہ بھی بتا دیا جائے کہ اسلام نے کہا کہ اپنے رشتہ دار کو مردہ نہ سمجھو کہ وہ مر گیا تو تمہارا اس کا رشتہ ختم نہیں جس طرح زندگی میں ان کا حق ادا کرنا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر مرنے کے بعد ان کا حق ادا کرنا ہے مگر اتنی مدد تم بھی اپنے رشتہ داروں کی کر کے جاؤ وہ تو تمہاری مدد کریں گے شریعت نے ان سے کہا ہے خدا نے ان سے کہا ہے مگر اتنی مدد تم بھی کر کے جاؤ تاکہ پھر وہ تمہارے حق کو ادا کریں اور وہ تمہاری مدد کیا کرتی ہے کہ وصیت نامہ لکھ کے جاؤ تاکہ تمہارے رشتہ دار کو پتہ چل جائے کہ اس وقت تمہیں کس چیز کی ضرورت ہے۔ اسی وقت تمہیں کس چیز کی حاجت ہے اب قبر کی چیزیں ہیں اس ممالک سے تو سمجھ نہیں آ سکتی ہیں لیکن میں بطور مثال عرض کر رہا ہوں کہ دنیا میں کوئی شخص بھوکا ہے اور ایک آدمی رحم اور ہمدردی کرتے ہوئے بہترین لباس خرید کے اس کے لئے آئے کہ تمہاری بھوک کو دیکھ کر مجھے بہت افسوس ہوا ہے لویہ میں بہترین کپڑا لے کے تمہارے لئے آیا ہوں۔ وہ کیا کہے گا کہ اس وقت یہ کپڑا لے کے کیا کروں گا۔ مجھے بھوک لگی ہے اگر لانا تھا تو میرے پیٹ کی بھوک بھاننے کے لئے کچھ لاتے۔ اب اس نے خدمت کی اس بیچارے نے زیادہ خرچہ کر دیا۔ کھانے پر دو روپے لگتے کپڑے پر اس نے 50 روپے لگا دیئے۔ مگر ہمارے لئے اس کا تحفہ بیکار ہو گیا تو قبر میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ ہمیں جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے اور دنیا میں ہمارے رشتہ دار کو پتہ نہ ہو کہ ہمیں کس چیز کی ضرورت ہے وہ تو بیچارہ اپنی عقل کے مطابق فٹ آئے گا ہمارا فرض

ہے کہ پہلے سے اسے بتا جائیں کہ ہمیں کس کس چیز کی ضرورت پڑے گی۔ بلور مثال اب یہ کوئی روایت نہیں ہے میں سمجھانے کے لئے عرض کر رہا ہوں فرض کیجئے ہمیں جلا رہی ہے آگ ہمیں تو ضرورت ہے ایسی چیز کی جو آگ کو بجھائے اور وہ بھیج دے ایسی چیز جو سانپ اور بچوں کو مارے تو اب اس بھارے نے خدمت تو کی مگر ہمارے لئے بیکار ہے سانپ اور بچوں اس وقت ہمیں کاٹ نہیں رہے ہیں ہمیں آگ سے بچانے والی چیز چاہئے۔ وہ بھیجے تو وہ چیز بھیجے جو آگ کی شدت کو ختم کرے تو اب زندہ رشتہ دار کو کیا پتہ کہ اسے کیا چاہئے تو شریعت کہہ رہی ہے کہ تم مدد کر کے جاؤ اپنے رشتہ داروں کی اور بتا جاؤ کہ تمہیں قبر میں کیا کیا چاہئے۔ ہوگا کیسے بتا جائے تو حکم ہے کہ اپنی وصیت نامہ نام ہے اس چیز کا کہ قبر کے اندر جو تکلیف آتی ہے اس کے بارے میں پہلے سے ہم بتا کے جائیں اپنے رشتہ داروں کو کہ دیکھو یہ یہ چیزیں تم بھجوادینا تاکہ ہم قبر کے عذاب سے بچ جائیں۔۔۔ آپ سڑ پر جا رہے ہیں خریداری نہیں کر سکتے۔ اپنے بیٹے کو لے کر گئے کہ آؤ بیٹا یہ سامان بازار سے خرید کر لے آنا اس کی ضرورت پڑے گی۔ اگر آپ جا رہے ہیں سردیوں کے موسم میں کسی ٹھنڈے علاقے میں تو آپ کہیں گے مجھے سویٹر چاہئے رضائی چاہئے، مجھے کبل چاہئے آپ لکھ کر دیں گے تو بیٹا لے کے آئے گا۔ وصیت نامہ ایک فہرست ہے جو مسافر اپنے رشتہ داروں کو دے کر جاتا ہے کہ میں تو جا رہا ہوں سفر پہ یہ سامان بھجوا دینا تھا۔ جب میں وہاں پہنچوں پہلے یہ سامان تیار پڑا ہو بس اس چیز کا نام ہے وصیت نامہ۔ وصیت نامہ ہماری اور آپ کی بھلائی کی چیز ہے یہ وہ سامان ہے جو

پہلے سے قبر میں پہنچ جاتا ہے۔ ہمارے جانے سے پہلے اس طرح سے جو شریعت نے واجب قرار دیا ہے کہ ایک آدمی پر جتنے حقوق ہیں دوسروں کے سب ادا کر کے جائے مجھ پر اتنا غصہ واجب ہے مجھ پر اتنا زکوٰۃ واجب ہے میں نے فلاں شخص سے اتنا قرضہ لیا اور واپس نہیں کیا یہ سب لکھ کے جاؤ۔ میں نے حج نہیں کیا تھا میری جگہ حج کرواؤ۔ اتنی نمازیں میں نے چھوڑی تھیں اتنے روزے میں نے قضا کیے تھے۔ یہ وصیت نامے میں لکھا جاتا ہے اس کا مطلب کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اگر یہ وصیت لکھ کر اپنے رشتہ داروں کو نہیں دی تو کیا پتہ ہم پر کتنا غصہ واجب ہے تو اس نے ہمارے نام پر دس دیکھیں پکا دیں اور فرض کیجئے فقیروں کو بھی کھانا کھلا دیا اب اس نے اتنا خرچہ کر دیا لیکن وہاں پہ ہم پر عذاب آرہا ہے غصہ نہ دینے کا اس نے یہی دیکھوں والا آدمی غصہ دے دیا ہوتا 10 ہزار خرچ کئے اس میں سے 5 ہزار باپ کے نام غصہ ادا کر دیا تو اب باپ عذاب سے بچ جاتا کیونکہ اس کو پتہ نہیں کہ میرے باپ پر کیا چیز واجب ہے اس نے سوچا دس دیکھیں غریبوں کو تیشیوں کو بیواؤں کو کھلانے سے ثواب ہو گا مگر ثواب نہیں ملتا یہ تو آپ کے علم میں ہے کہ جب تک یہ واجب نہ ادا کیا جائے سنت کا کوئی ثواب نہیں۔ اگر جب تک حرام سے نہ بچا جائے مباح سے بچنے کا کوئی ثواب نہیں ہے تو اب وصیت نامہ نام ہے اس بات کا کہ بیٹا سفر پر جا رہے ہیں اور یہ سامان تم بھجوا دینا تا کہ جب ہم اپنی منزل پر پہنچیں تو مسئلہ پیدا نہ ہو پہلے سے راہ پر سامان رکھا ہوا اتنی نمازیں ہیں ان کا عذاب آسکتا ہے وہ بھجوا دینا تا کہ اس کے عذاب سے بچ جائیں۔ اب دیکھئے رحمت خدا یہاں پہ رحمت

خدا کیا ہے رحمت خدا کس چیز کا نام ہے رحمت خدا اسی چیز کا نام ہے کہ اب اگر کسی آدمی نے دس سال نمازیں قضا کی تھیں وصیت کر کے گمیا بیٹے کو کہ دس سال کی نمازیں ادا کر دینا اب عقل تو یہ کہتی ہے کہ جب تک یہ دس سال کی نمازیں نہ پڑھے اس وقت تک تو اس کے باپ کو عذاب ہونا چاہئے۔ دس سال کی نمازیں باقی ہیں جب بیٹا ادا کرے گا تب عذاب ختم ہونا چاہئے مگر یہ رحمت خدا ہے تم نے وصیت لکھی تمہارے بیٹے نے نیت کر لی یہ نمازیں پڑھوں یا پڑھاؤں گا۔

﴿ مرنے کے بعد کا عذاب ﴾

وقت موت مومن کی حالت ::

ملک الموت مومن کے سراپے جب آتا ہے تو یہ سمجھتا فلان ہے کہ خالی ملک الموت آتا ہے بلکہ ملک الموت کے ساتھ ایک جانب اگر وہ ہستیاں آئیں کہ جن کا نام ساری زندگی مومن کا ورثہ رہا اور جن کی محبت ساری زندگی مومن کے دل میں جا گزری تھی تو دوسری جانب شیطان اپنے لشکر کے ساتھ آیا تو اب یہ مومن کی زندگی جس انداز سے گزری ہے اس پر منحصر ہے کہ کیا یہ اس قابل ہے کہ امام معصوم اس کی مدد کریں کیا اس نے اپنے آپ کو شیطان کے اتنا قریب کر لیا ہے کہ جب شیطان آئے گا تو شیطان کا اس پہ قابو چل جائے گا۔ یہ موت کی پہلی منزل ہے۔ شیطان کا آنا اور مومن کو بہکانے کی کوشش کرنا۔ یہاں یہ ایک بات کی وضاحت اور کر دی جائے ہمیں بھی اللہ نے آنکھیں دی ہیں اور الحمد للہ ہم ان آنکھوں کو استعمال بھی کرتے ہیں۔ مرنے والا مر رہا ہے نہ تو ہم نے کبھی اس کے پاس ملک الموت کو دیکھا ہے اور نہ کبھی ہم نے اس کے پاس امام معصوم کو دیکھا ہے نہ کبھی ہم نے اس کے پاس شیطان اور لشکر شیطان کو دیکھا ہے۔ یہ نظر کیوں نہیں آتا اس کا جواب ایک مومن کے لئے تو بہت آسان ہے۔ ملک الموت کا انکار تو اس وقت تک ممکن ہی نہیں

جب تک قرآن کا انکار نہ ہو۔ لیکن جب کسی غیر مومن نے امام مصلوٰی پر یہ اعتراض کیا کہ آپ اپنے آپ کو اس مذہب کا امام کہتے ہیں اور ایک ایسی بات بیان کرتے ہیں جو ہماری عقل میں نہیں آتی ہے۔ یہودی بھی عیسائی بھی مجوسی وہ آ کے اعتراض کر رہے ہیں۔ یہودی نے آ کر اعتراض کیا آپ نے کہا کہ مرنے کے بعد عذاب ہوتا ہے، کہاں ہے عذاب ہم نے تو سینکڑوں مرنے والوں کو دیکھا ہے تو امام نے اس کو سمجھانے کے لئے ایک جواب دیا۔ کیا تم نے بھی یہ نہیں دیکھا کہ سونے والا سو رہا ہوتا ہے خواب کے عالم میں وہ خوش بھی ہوتا ہے غمگین بھی ہوتا ہے وہ بھی اپنے آپ کو عیش و آرام میں پاتا ہے کبھی وہ اپنے آپ کو ذلت و پریشانی میں پاتا ہے۔ اٹھتا ہے تو مانتا ہے کہ میں نے یہ دیکھا اور یہ دیکھا لیکن وہ جب تک سو رہا ہے سب کچھ دیکھ رہا ہے تم اس کے قریب کھڑے ہو کیا تمہیں کچھ نظر آتا ہے کیا تمہیں کچھ محسوس ہوتا ہے۔ اس نے ایک مرتبہ اقرار کیا کہ ہاں یہ تو چھ ہے کہ خواب دیکھنے والے نے سب کچھ دیکھا ہے ہمیں پتہ نہیں چلتا۔ امام نے کہا بس اس طریقے سے مرنے والے کے بھی مسئلے کو سمجھ لو۔ اب امام ایک بات سمجھانے کے لئے خواب کی مثال لا رہے ہیں۔ امام نے یہ نہیں کہا کہ کچھ عذاب کی بات ہے۔ امام نے یہ کہا کہ جس طرح خواب نظر نہیں آتا ہے۔ فقط اس آدمی کو جو دیکھ رہا ہے اور باقی کو پتہ نہیں چلتا جبکہ آنکھیں سب کے پاس ہیں۔ اس طرح سے مرنے کے بعد کے مرحلے پیش تو آتے ہیں مگر صحیح احساس مرنے والے کو ہوتا ہے اور باقی لوگ آگہ رکھنے کے باوجود بھی اندھے ہو جاتے ہیں۔ لوگوں نے اس سے نتیجہ یہ نکالا کہ بھائی امام نے تو کہہ

مرنے کے بعد عذاب

دیا کہ یہ خواب کی طرح ہے اس لئے ان باتوں کی کوئی اہمیت نہیں۔

خواب آنے کب شروع ہوئے ::

امام موسیٰ کاظمؑ کی حدیث آیت اللہ دستغیب شیرازیؒ اپنی کتاب معاد میں نقل کیا ہے کہ امامؑ نے ایک مرتبہ ماننے والوں سے پوچھا کہ کیا تمہیں پتہ بھی ہے کہ یہ خواب تمہیں کب سے نظر آنا شروع ہوئے کہا کہ مولا پتہ نہیں۔ امامؑ نے فرمایا شروع میں انسانوں کو خواب نظر نہیں آتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ پروردگار عالم نے اپنے ایک نبیؑ کو انسانوں کے درمیان بھیجا یہ قوم بڑی مال دار تھی۔ بہت پیسے والی تھی۔ بہت ان کے پاس سوتیلیں تھیں۔ نبیؑ نے جا کے کہا یہ واجب ہے یہ حرام ہے یہ کرنا پڑے گا۔ یہ چھوڑنا پڑے گا۔ جب نبیؑ نے مسلسل انہیں خدا کی اطاعت کا پیغام دیا تو ایک دن یہ سب باقاعدہ ایک گردہ بنا کے آئے اور کہا کہ اے شخص تو ہمیں اتنی ساری پابندیوں میں جکڑ رہا ہے۔ یہ نہ کرو یہ نہ کرو یہ نہ کرو۔ یہ بتا اگر ہم نے حیرے خدا کو مان لیا تو ہمیں کیا ملے گا اگر نہیں مانا تو کیا نقصان ہوگا۔ اس لئے ہمارے پاس تو سب کچھ ہے حیرے پاس کچھ نہیں ہے۔ ہمیں سب کچھ ملا ہوا ہے۔ دولت ہے، مکان ہے، آسائش ہے، آرام ہے تو ہم تیری بات کیوں مانیں تو ہمیں کیا دے سکتا ہے تو ہم سے بھی زیادہ خالی ہاتھ ہے۔ بس اتنا انہوں نے کہا نبیؑ نے جواب دیا کہ بات مانو گے تو جنت ملے گی۔ جنت میں یہ ہے۔ یہ ہے ساری باتیں بتائیں۔ نہیں مانو گے تو جہنم ملے گی۔ جہنم میں یہ عذاب ہے۔ یہ پریشانی ہے۔ یہ مشکل ہے۔ یہ

ساری باتیں بیان کیں تو ایک مرتبہ ان لوگوں نے اعتراض کیا کہ تم کہاں کی بات بیان کر رہے ہو۔ ہم نے تو اپنے سینکڑوں مرنے والوں کو دیکھا ہے۔ مرنے کے بعد مٹی میں مل کے مٹی بن گئے۔ نہ جنت دیکھی نہ جہنم۔ نئی نے کہا جاؤ خدا اپنی جنت کو تم پہ پورا کرے گا۔ یہ لوگ چلے گئے۔ بس اسی رات سے ان کو خواب آنا شروع ہو گئے۔ انہوں نے خواب میں جنت کو بھی دیکھا جہنم کو بھی دیکھا۔ اپنی دوسری حالتوں کو بھی دیکھا۔ ایک نئی بات تھی۔ گھبرا کے نئی کے پاس والہں آئے کہ اے شخص اس دن جو ہم تم سے لڑ کر گئے تھے۔ اس کے بعد یہ ایک نئی بات شروع ہو گئی۔ ہم نے خواب میں یہ ساری باتیں دیکھیں۔ امام فرما رہے ہیں کہ نئی برحق نے کہا یہ خدا نے تمہارے اعتراض کا جواب دیا ہے۔ یہ تم کہہ رہے تھے کہ مرنے والے کو ہم دیکھتے ہیں کہ مٹی بن گیا تو اسے کیا ملے گا۔ تو دیکھو تم لوگ بھی اپنے بستر پر سو رہے ہو مگر جنت بھی دیکھ کے آگئے۔ جہنم بھی دیکھ کے آگئے۔ نصتیں بھی دیکھ کے آگئے۔ عذاب بھی دیکھ کے آگئے۔ تو جسم تمہارا یہاں تھا۔ روح تمہاری دیکھ کے آ رہی تھی تو سارا عذاب اور سارا ثواب روح کے اوپر ہے۔ اب بھی نہ مانو خدا نے اپنی جنت کو پورا کر دیا ہے تو اب کیا اس روایت کو سن کر کوئی آدمی یہ نتیجہ نکالے گا کہ بھائی خواب دیکھا تو جنت بھی خواب ہے جہنم بھی خواب ہے۔ یہ عقیدہ تو ضروریات میں شامل ہے تو جنت اور جہنم کو کسی نے خواب کہہ دیا تو وہ کافر مرتد ہو جائے گا۔

مرنے والے کے احساسات ::

مستدرک ابومسائل میں مرزا حسین نوری یہ واقعہ لکھ رہے ہیں۔ ہماری حدیث کی فقہ کے اہتمام سے دوسری اہم ترین کتاب۔ اس میں ایک واقعہ لکھ رہے ہیں۔ واقعہ 1246 ہجری میں پورے عراق میں طاعون کی وبا پھیلی اور یہ وبا یہ بیماری نجف اشرف آگئی اور یہ بیماری اتنی زیادہ بڑھی کہ 40 ہزار انسان نجف اشرف میں اس بیماری کے ذریعے مرے۔ 1246 کا سال نجف کے لئے قیامت کا سال بن گیا۔ 40 ہزار مومنین خالی شہر نجف میں اس بیماری کا نشانہ بنے۔ اس زمانے میں نجف میں ملائیم باقر کو دینی سب سے بڑے عالم تھے اور یہ ایک ایسے عالم تھے کہ جنہیں خواب میں مولائے کائنات نے اپنی عجیب خبر ارشاد فرمائی۔ اے باقر کزوینی تمہاری موت پر اس بیماری کا خاتمہ ہوگا۔ تم آخری آدمی ہو گے جب تمہارا اختتام اس طاعون کی بیماری پر ہو جائے پھر یہ دبا ختم ہو جائے گی۔ یہ مولائے ان کو بتایا ہوا بھی تھا کہ یہ آخری شخص تھے جب یہ اس طاعون کی بیماری میں مبتلا ہوئے پھر نجف سے یہ دبا چلی گئی۔ تو بہر حال سارا نجف متاثر ہے۔ مگر سید باقر کزوینی وہ روزہ مولائے کائنات کے صحن میں بیٹھے ہوئے ہیں اور انہوں نے مختلف جماعتیں اور کیشیاں بنا دی ہیں۔ روزانہ نجف میں سیکڑوں آدمی مر رہے ہیں۔ مسلسل ہمیں آ رہی ہیں۔ چنانچہ نجف کے مرجع ہونے کے اہتمام سے انہوں نے اس کے پورے نظام کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ میت لانے کے لئے کچھ آدمی رکھے۔ گھروں سے

میت کو لے کے آؤ۔ غسل دینے کے لئے کچھ آدمی رکھے۔ نماز جنازہ کے لئے خود بیٹھے رہے ہیں۔ حرم کے مگن میں دفن کرنے کے لئے کچھ آدمی مقرر رکھے۔ اب یہ روایت جو کئی کتابوں میں موجود ہے سید باقر کزدینی روزہ مولائے کائنات میں آج بھی آئے اور خلف لوگوں کو کام سوپ رہے ہیں۔ ملاں گھر سے جا کے میت لے آؤ ملاں قبرستان میں نماز جنازہ ہوگی۔ جا کے دفن کروا دیجئے میں ایک بوڑھا ایرانی داخل ہوا۔ روزے کے مگن میں آنے کے بعد اس نے یہ کوشش کی کہ وہ اپنے آپ کو سید باقر کزدینی تک پہنچا دے مگر ان کے چاروں طرف ایک تو وہ لوگ ہیں جن کو یہ احکامات دے رہے ہیں۔ پھر جس جس مرنے والے کی بات ہو رہی ہے اس کے رشتہ دار پھر بہت سے لوگ ان سے ملاقات کرنے والے اس نے بڑی کوشش کی۔ بوڑھے ایرانی نے کہ مجھے کو بھٹا کے آگے پہنچ جائے مگر آگے نہ پہنچ سکا۔ یہ دیکھ کر اس نے بے اختیار رونا شروع کر دیا۔ اس کے رونے کی آواز سید باقر کزدینی تک پہنچی کہا کہ اس کو لے آؤ۔ یہ کون ہے۔ کیا اس کی پریشانی ہے۔ یہ بوڑھا آگے بڑھا۔ سید باقر کزدینی سے کہا کہ میری صرف ایک خواہش ہے اسے آپ پورا کر دیں وہ یہ کہ اگر اس بیماری اور وبا میں طاعون کے اندر میرا انتقال ہو جائے تو آپ میری نماز جنازہ الگ پڑھائیے گا۔ اچھا جب اتنی کثرت کے ساتھ جنازے آئے ایک دن میں ڈیڑھ سو 2 سو 3 سو تو اب ہر ایک کی نماز جنازہ الگ الگ نہیں ہوتی۔ 30 جنازے ایک ساتھ رکھے ایک نماز جنازہ پڑھائی سب کے لئے کافی ہے۔ اس کا شریعت میں طریقہ ہے تو یہ طریقہ یہ تھا کہ 40، 30، 30،

40 کی نماز جنازہ اکٹھے ہی ہوتی تھی۔ یہ مرد بزرگ بوڑھا ایرانی کہتا ہے کہ میری یہ خواہش ہے کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو سب جنازوں کے ساتھ میرا جنازہ نہ رکھئے گا بلکہ الگ میرا جنازہ رکھیں الگ میری نماز پڑھائی جائے۔ باقر کزینی نے دیکھا انتہائی بزرگ اور دین دار چنانچہ کہا کہ ٹھیک ہے آپ کی خواہش مجھے منظور ہے اور اگر ایسا ہو گیا تو میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا۔ بات ختم ہو گئی۔ دو تین دن گزرے کہ ایک لڑکا اسی مقام پر اسی جگہ میں رونے لگا سید باقر نے اس کو بلایا یہ کون ہے اس نے آ کے اپنا تعارف کروایا کہا کہ میرا باپ تین چار دن پہلے آپ سے مل کے گیا ہے اور آج میرا باپ اس بیماری میں جلا ہو گیا ہے اور اس کا آخری وقت قریب نظر آ رہا ہے۔ اس کی یہ خواہش ہے کہ آپ ایک مرتبہ اپنی زیارت میرے باپ کو کروادیں۔ سید باقر کزینی کے پاس بہت زیادہ کام تھے مگر اسے جتنی مومن کی خواہش ہے اور بیمار مومن کی چنانچہ کھڑے ہو گئے۔ اپنی جگہ اپنا ایک نائب مقرر کیا اور کہا کہ سارا کام تم سنبھالو میں ابھی آتا ہوں۔ یہ کہہ کے چلے ان کے ساتھ ان کے شاگردان کے جاننے والے وہ بھی چلے گئے۔ یہ سب نجف کی گلیوں میں سے جا رہے ہیں۔ بازار سے گزرے ایک انتہائی دین دار اور ایک انتہائی نیک نوجوان راستے میں آ گیا۔ اس کو کوئی جاننا نہیں تھا مگر اس کا چہرہ ایسا تھا کہ ہر ایک کو یقین ہو رہا تھا یہ بڑا دین دار ہے۔ اس نے کہا آپ کسی دعوت پر جا رہے ہیں کہا کہ نہیں ہم ایک مریض کی عیادت کے لئے جا رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ پھر اگر اجازت دیں تو مومن کا حق ہے میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا۔ سید باقر کزینی

مرنے کے بعد کا عذاب

نے کہا کہ ٹھیک ہے مومن کی عیادت مومن کی حالت پوچھنا یہ خود اسلام میں اسے اہم ترین مستحبات میں سے ایک ہے۔ اب یہ سب چلے اس بوڑھے ابرائی کے گھر میں بچے ایک ایک کر کے سب گھر میں داخل ہونے لگے۔ وہ بچارہ اٹھنے کے قابل نہیں مگر اسے پتہ چلا کہ اتنے سارے لوگ آئے ہیں اور خود سید باقر کزوینی جیسا مجتہد میری عیادت کو آیا ہے تو خوشی کے مارے اس کی عجیب حالت ہے۔ ہاتھ کے اشارے سے سب کو بٹھارہا ہے اور ہر ایک سے خوشی سے مل رہا ہے۔ آخر میں یہ نوجوان داخل ہو گیا جو راستے میں ملا تھا جیسے ہی یہ داخل ہوا بس ایک مرتبہ اس بوڑھے کی حالت بگڑ گئی۔ اس کے چہرے پر غصے کے آثار آ گئے اور اس نے اپنے بیٹے کو بلایا اور اشارے سے کہا کہ اس کو باہر نکال دو اور پھر جب بیٹا ذرا گھبراہٹا۔ مگر آئے ہوئے تھماں کو کون نکالتا ہے تو ایک مرتبہ غصے کے عالم میں اس نے انتہائی سختی کے ساتھ ہاتھ کے اشارے سے اس نوجوان کو کہا کہ میرے گھر سے چلے جاؤ۔ میرے گھر میں داخل نہ ہوں میں تجھے برداشت کرنے کو تیار نہیں ہوں۔ مجھ عام میں حراج پوچھنے والے باقی لوگوں کو آنے دیا۔ ایک کو نکال دیا۔ اب کیسی عجیب حالت ہو گئی۔ اس کی مگر وہ خاموشی سے چلا گیا۔ موقع بھی ایسا ہے کہ کوئی آدمی اس کو ٹوک بھی نہیں سکتا ہے۔ سید باقر کزوینی بھی خاموش لیکن روکنا چاہتے تھا کہ ایک مومن کی توہین کیوں کر رہے ہو۔ مگر بیمار آدمی مرنے کے قریب ہے۔ آخری وقت اس کا ہے اس سے کیا کہا جائے۔ خاموش رہے تھوڑی دیر گزری وہی نوجوان پھر آیا اور مکان میں داخل ہوا۔ لوگ حیران ہو

مرنے کے بعد کا طرب

کئے۔ ابھی تو اس کو یہاں سے نکالا گیا دھکے دے کر پھر یہ آ گیا ہے۔ مگر اس سے زیادہ حیرت اس وقت ہوئی کہ جب یہ دیکھا کہ بوڑھے ایرانی کی حالت ہی بدل گئی ہے۔ انتہائی خوش اخلاقی سے مسکرا کے اس کو بلارہا ہے۔ اپنے قریب بٹھارہا ہے۔ بار بار اس سے اشاروں سے باتیں کر رہا ہے۔ مریض کے پاس زیادہ بیٹھنا بھی اسلام میں اچھا نہیں۔ چنانچہ سب لوگ باہر آئے اور اب جو باہر آئے تو ہر ایک پریشان یہ تھوڑی سی دیر میں اس نوجوان نے کون سا ایسا عمل کر لیا کہ جو پہلے دھکے دے کر نکال رہا تھا اب خوش اخلاقی سے بلارہا ہے۔ اس سے سوال کیا کہ بتاؤ تم میں کون سی تبدیلی آ گئی۔ اس نے کہا کہ تم لوگ نہیں سمجھتے۔ میں تو اسی وقت سمجھ گیا تھا۔ جب مجھے نکالا گیا کہ دیکھو میں صبح کو اپنے گھر سے کیوں نکلا تھا۔ نجف میں تو لوگ گھروں میں جا کے بیٹھ گئے۔ مجھ پر آج غسل واجب ہو گیا تھا۔ اچھا یہ آپ کو معلوم ہے کہ عراق اور ایران میں اب سے چند سال پہلے تک گھروں میں رواج تک نہ تھا بازاروں میں حمام ہوتے تھے۔ غسل اگر واجب ہے تو کوئی شخص بھی گھر میں تو غسل کر ہی نہیں سکتا۔ مجبوراً حمام جانا پڑتا ہے اور اسلام نے بھی اس کو اہمیت دی ہے۔ جہاں تک مسائل ہیں کہ فرض سمجھتے ہم عراق میں ہیں اور وہاں حمام نہیں ہے۔ گھروں میں اور ہوٹلوں میں غسل واجب ہو گیا ہے۔ روزے کا وقت ہو گیا ہے یہاں تک مسئلہ آ جاتا ہے کہ انسان اس مجبوری کے اندر بغیر غسل کے روزہ رکھے وہ روزہ صحیح ہو سکتا ہے۔ بعض حالتوں میں یعنی شریعت نے اس کو اہمیت دی ہے تو یہ نوجوان کہہ رہا ہے کہ صبح مجھ پر غسل واجب تھا میں غسل کے ارادے سے نکلا آپ

لوگ نظر آ گئے۔ میں نے دیکھا کہ ایک ثواب اب مجھے پیٹے مشائے مل رہا ہے۔
 حاصل تو میں بعد میں بھی کر سکتا ہوں۔ کون سی نماز قضا ہو رہی ہے۔ لیکن یہ ثواب بعد
 میں نہیں ملے گا۔ میں آپ کے ساتھ ہو گیا مگر جب اس نے مجھے انتہائی سختی کے ساتھ
 نکالا تو میں سمجھ گیا کہ میں جو نبیست کی حالت میں آیا ہوں تو یہ چیز اس کو تکلیف دے
 رہی ہے۔ میں فوراً گیا حمام میں جا کے غسل کیا اور واجب غسل کر کے آیا تو آپ
 نے دیکھا کہ اس میں کتنی تہدیلی آگئی۔ سیدنا قرظی جیسے ہی اس کی بات سنتے ہیں
 کہا کہ تم نے بالکل صحیح کہا کہ ہمارے دو امام ابو جعفر امام ہاشم اور صادق آل محمد
 امام جعفر صادق کی یہ روایت ہے کہ خیردار جب کوئی مرنے والا آخری وقت میں
 آجائے تو ایسے مرد کو اس کے قریب نہ جانے دینا جس پر غسل جنابت ہو ایسی صورت
 کو قریب نہ جانے دینا جو حیض کے عالم میں ہو۔ اور پھر امام نے وجہ بتائی کہ نکہ
 رحمت کے فرشتے جو مرنے والے کی مدد کے لئے آتے ہیں انہیں ان دو لوگوں سے
 اذیت پہنچتی ہے۔ تکلیف پہنچتی ہے۔ دو پریشان ہو جاتے ہیں اگر یہ نفس لوگ مرنے
 والے کے قریب آجائیں تو اس روایت نے دو مسئلے حل کئے۔ پہلا مسئلہ یہ کہ
 پروردگار عالم نے اگر شیطان کو یہ اجازت دی ہے کہ تو مرنے والے کے قریب جا
 سکتا ہے اور اسے بھگانے کی کوشش کر سکتا ہے تو مومن کو بھی بغیر ہمارے کے نہیں
 چھوڑا۔ امام تو ہیں مگر امام کا اور شیطان کا کوئی مقابلہ نہیں۔ شیطان کے مقابلے
 کے لئے خدا نے رحمت کے فرشتوں کی فوج مرنے والے کے قریب بھیجی ہے کہ
 شیطان اگر مرنے والے کو بھگائے گا تو اسے میری رحمت کے فرشتے تم جا کر مرنے

مرنے کے بعد مطالب

والے کی مدد کرو اور کوشش کرو کہ شیطان اس سے دور ہو جائے۔ تو پہلی بات تو یہ ہے کہ پہلی کہ بدل خدا کے مطابق آئے تو آتے ہیں مگر ان کا اور شیطان کا مقابلہ نہیں۔ شیطان کے مقابلے میں فرشتے آتے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ پہلی کہ جس پر حمل واجب ہے اور وہ حمل نہ کرے وہ اگر مرنے والے کے قریب ہو تو اس کے جسم کی نجاست کی وجہ سے رحمت کے فرشتے تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں جو ہماری مدد کے لئے آئے ہم نے اپنے ہاتھوں انہیں کمزور کر دیا۔ وہ شیطان سے ہم کو بچانا چاہتے ہیں مگر تکلیف محسوس کر رہے ہیں۔ ان کی توجہ غنی جا رہی ہے۔ وہ اذیت کے عالم میں آگئے ہیں۔ یہ ہمارے اور آپ کا بھی مشاہدہ ہے کہ۔ ایسی بدیو جو ہم برداشت نہ کر سکیں اس میں لے جا کے ہمیں کھڑا کر دیا جائے تو ہم سے کام تک نہیں ہوگا اگر ہم کسی ضروری کام سے جائیں تو کام تک نہ کر پائیں گے۔ دل چاہے گا کہ چلو بھاگو یہاں سے تو رحمت کے فرشتے آئے ہیں ہماری مدد کے لئے۔ مگر ہم نے ان کو تکلیف میں مبتلا کر کے دشمن کو طاقت ور کر دیا اور اپنے ہاتھوں کو کمزور کر دیا۔ یہ مومن سے غلطی ہو سکتی۔ اب یہ غلطی کیوں ہوئی۔ یہ غلطی اگرچہ اس مرنے والے سے نہیں ہو رہی اس کا کیا قصور۔ یہ تو آنے والوں کی غلطی ہے۔ لیکن ہمارے پاس آ کر اس نے ہم سے رحمت کے فرشتوں کو دور کر دیا۔ شیطان کو طاقتور کر دیا تو ہماری پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم واقعا یہ چاہتے ہیں کہ مرتے وقت شیطان کمزور ہو جائے اور ہمارے مددگار رحمت کے فرشتے طاقتور ہو جائیں تو اپنے قریب جس جس کے آنے کا امکان ہے اسے مسائل کے ساتھ صحیح طریقہ عمل کا بتا دیا

مرنے کے بعد کا خطاب

جائے تاکہ وہ اگر آئیں تو اس وقت ہمارے لئے مسئلہ پیدا نہ ہونے پائے۔
ماں کی ناراضگی موت کے وقت مشکل ::

بخیر نے کہا کہ بتاؤ تو سہی کیا بات ہے کہا اللہ کے رسول میرا بڑا بھائی بیماری کی اس منزل پر ہے کہ تمام طبیبوں نے مع کر دیا کہا کہ اس کا علاج ممکن نہیں آخری وقت قریب آ گیا ہے مگر کئی کھٹے گزر گئے ہیں روح نہیں نکل رہی ہے۔ موت نہیں آرہی ہے اور وہ وقت آغا اس تکلیف سے ٹرپ رہا ہے۔ اللہ کے رسول ایسی تکلیف ہے کہ اب ہم کہہ رہے ہیں خداوندہ اسے موت دے دے۔ تکلیف سے توفیق جائے دیکھتے مرنے والا کتنی تکلیف میں ہو گا کہ سگہ بھائی کہہ رہا ہے اور یہ نہیں ہے کہ آج کے زمانے کا بھائی کہہ رہا ہے۔ بھائی آج تو خٹیں مانی جاتی ہیں دمانیں کی جاتی ہیں کہ وہ مرے، دیکھتے تو ہمارا کام ہے۔ رسول کے زمانے کا واقعہ ہے بخیر کے دور کے مسلمان ہیں کہ جہاں غیر مسلمان ہیں کہ جہاں غیر کو بھائی بنا لیا جاتا ہے۔ اور اپنی ہر چیز اس کے حوالے کر دی جاتی ہے تو یہ تو سگہ بھائی ہے۔ بھائی کہہ رہا ہے کہ اب اپنے مرنے والے بھائی کی تکلیف برداشت نہیں ہو رہی دعا کرتے ہیں کہ اسے موت آ جائے مگر موت بھی نہیں آرہی ہے۔ اللہ کے رسول سارے طبیب مع کر چکے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کی ذات کے علاوہ میری مدد کوئی اور نہیں کر سکتا ہے مگر رسول سے کہتے ہوئے بھی گھبرا رہا ہے کہ آج میرے ساتھ چلیں (معاذ اللہ) رسول کسی کا خادم تو ہے نہیں۔ مگر رسول فوراً کھڑے ہو گئے کہا کہ تم نے یہ کیسی بات

کی کیا تمہیں پتہ نہیں کہ اسلام کی بنیاد خدا کی توحید کے بعد اسی بات پر ہے کہ پریشان حال مسلمان کی مدد کرو۔ میں تمہارے ساتھ چل رہا ہوں اس کے ساتھ اس کے مکان میں داخل ہوئے واقعات دیکھا کہ اس کے بھائی کی حالت تو بڑی خراب ہے اتنی شدید تکلیف ہے کہ آنکھیں کھینچ چکی ہیں۔ زبان ہونٹوں سے نکل کر سینے پر لٹک رہی ہے۔ ہاتھ پاؤں تکلیف کی شدت سے مڑ چکے ہیں اور اتنی تکلیف ہے کہ تکلیف کی وجہ سے سارا جسم کالا پڑ چکا ہے اور گلے سے ایسی آواز نکل رہی ہے جیسی دوزخ ہوتے ہوئے نکرے کے منہ سے نکلتی ہے مگر بھائی کہہ رہا ہے کہ اسے اللہ کے رسولؐ 8 یا 9 گھنٹے سے ایسی حالت میں ہے۔ اتنی شدید تکلیف ہے روح نکلتی بھی نہیں ہے طبیعت صبح بھی نہیں ہوتی ہے۔ ظہیر اسلام اس کے قریب پہنچے مرنے والے کو دیکھا اور فوراً واپس آنے لگے جو لے کے آیا گھبرا گیا۔ اللہ کے رسولؐ آپ نے مدد نہیں کی۔ آپ نے دعا نہیں کی۔ ظہیرؒ نے کہا کہ ایسے کے لئے ہم دعا بھی نہیں کرتے۔ گھبرا کے پوچھا اے اللہ کے رسولؐ بات کیا ہے۔ کہا کہ میرے بھائی کی حالت یہ بتا رہی ہے کہ اس کی ماں اس سے ناراض ہے۔ جس کی ماں ناراض ہو وقت آخر اس کی بھی حالت ہوتی ہے اور جب ماں ناراض ہے تو ہم بھی اس کی مدد کرنے کو تیار نہیں۔ یہ کہہ کر ظہیرؒ واپس قہر لے لے جانے لگے ایک مہرچہ چھوٹا بھائی گھبرا گیا۔ اللہ کے رسولؐ میرے بھائی کو تو اس مصیبت سے نجات دلائے۔ کہا کہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی ماں سے جا کر کہو کہ وہ میرے بھائی کو معاف کر دے۔ کہا میری ماں تو اچھائی ناراض ہے۔ ظہیرؒ نے کہا کہ جب تک ماں راضی نہیں ہوگی ہم مدد نہیں کریں

مرنے کے بعد خطاب

گے۔ آخر چھوٹا بھائی دوڑ کے گیا ماں کو بلا کے لایا۔ اب دیکھئے ماں اتنی ناراض تھی کہ بیٹا مر رہا ہے اور ماں اس کو دیکھنے نہ آئی۔ ایک مرتبہ بیٹے کو دیکھا کہا کہ پروردگار حیران کرے کہ تو نے مجھ پر کئے جانے والے ظلم کا بدلہ لیا اور عدل سے کام لیا میرے بیٹے نے جیسا مجھے ستایا ہے اس کی یہی تکلیف ہونا چاہئے۔ ایک مرتبہ چھوٹا بھائی کہتا ہے۔ اللہ کے رسولؐ میری ماں تو حالت دیکھنے کے بعد بھی معاف کرنے کو تیار نہیں ہے۔ پیغمبرؐ نے کہا کہ جب تک یہ میری ماں معاف نہیں کرے گی۔ یہ تکلیف ختم نہیں ہو سکتی۔ کہا کہ اے اللہ کے رسولؐ پھر آپ ہی میری ماں کو راضی کریں۔ پیغمبرؐ نے کہا کہ ٹھیک ہے یہ ہو سکتا ہے جاؤ اور گھر میں جتنی کڑیاں ہیں سب کو لے آؤ۔ چودہ سو سال پہلے مکان میں نہ سوئی گئیں ہوتی تھی نہ مٹی کا تیل کھانا پکانے کے لئے ہر گھر میں کڑیاں جلائی جاتی تھیں۔ کڑیاں پیغمبرؐ نے کمرے میں جمع کروائیں حکم دیا کہ ان کو آگ لگاؤ۔ لوگ آگے بڑھے آگ لگانے کے لئے ماں حیرت سے دیکھ رہی ہے۔ اللہ کے رسولؐ یہ کمرے کے اندر مرنے والے کے قریب یہ آگ کیوں جلا رہے ہیں کہا میں آگ جلا کے حیرے بیٹے کو اس میں ڈالنا چاہتا ہوں تاکہ وہ جل جائے اب جو ماں نے سنا وہ گھبرا گئی۔ اللہ کے رسولؐ میرے بیٹے کا جسم آگ میں جلے گا۔ پیغمبرؐ نے کہا ہاں کہ یہ تو کوئی آگ نہیں ہے اگر تم نے اپنے بیٹے کو معاف نہ کیا تو اسے جہنم کی آگ میں جلتا پڑے گا۔ جس کے مقابلے میں دنیا کی آگ تو کچھ نہیں ہے ایک مرتبہ گھبرا گئی۔ اللہ کے رسولؐ یہ بیٹا جسے میں نے دھتیں اٹھا کے پالا ہے کیا یہ جہنم کی آگ میں جلے گا۔ پیغمبرؐ نے کہا ہاں۔ جب تک تو معاف نہ کرے۔ کہا کہ

مرنے کے بعد کلام

میں آپ کو گواہ بناتی ہوں کہ میں اپنے بیٹے کی تمام ظلطیاں معاف کرتی ہوں اور میں راضی ہوں اپنے بیٹے سے بس اتنا کہنا پڑا اور خنجر کو دو ماہی نہ کرنا پڑی اور بیٹے کی زبان سے نکلا خداوند تیرا شکر ہے۔ سب نے مڑ کے دیکھا اب آگ کی وجہ سے سب کی توجہ ادھر تھی دیکھا کہ وہ مرنے والا تو بالکل آرام کے اندر آ گیا ہے۔ اس کی زبان واپس منہ میں چلی گئی۔ آنکھیں اپنی حالت پر ہیں۔ جسم کا رنگ واپس آ گیا ہے۔ آواز گج ہو گئی ہے۔ ہاتھ پاؤں گج ہو گئے ہیں۔ خنجر نے کہا تاؤ تو گج تمہاری کیا حالت تھی کہا اللہ کے رسول جب میری موت کا وقت آیا تو میں نے دیکھا کہ ایک انتہائی طاقتور اور انتہائی کالے رنگ کا جشی میرے پاس آتا ہے میرے سینے پر سوار ہوتا ہے اور میری گردن کو اپنے ہاتھوں سے دہانے لگتا ہے وہ میری گردن دبا رہا ہے اور میں تکلیف سے تڑپ رہا ہوں۔ اللہ کو یاد کر رہا ہوں۔ آپ کا نام لے رہا ہوں مگر میری تکلیف کم نہیں ہو رہی ہے۔ سات، آٹھ گھنٹے گزرے مگر ایسا لگا ساری زندگی اس پہ گزر گئی ہے۔ پھر پوچھ نہیں کیا ہوا ایک دم سے وہ نوجوان مجھے چھوڑ کے چلا گیا۔ خنجر نے کہا یہ میری ماں کی معافی کا نتیجہ ہے۔ یاد رکھ اگر میری ماں معاف نہ کرتی تو ابھی تجھے اس سے زیادہ اذیت اور تکلیف کو برداشت کرنا پڑتا۔ چنانچہ اس روایت کے آخر میں امام مصوف نے کہا کہ جو آدمی چاہتا ہے کہ وقت آخر اپنی موت کو آرام دہ بنائے اور تکلیف سے نجات پائے اسے چاہئے کہ اپنے والدین کو راضی رکھے اور رشتہ داروں کا حق ادا کرے۔ کیونکہ والدین کی رضامندی اور رشتہ داروں کا حق یہ موت کی تکلیف کو کم کرتے ہیں۔ قبر میں آرام پہنچاتے ہیں اور جنت کو مومن کے قریب لاتے ہیں۔

﴿ مختلف عذاب الہی ﴾

مومنوں کی اقسام ::

قرآن مجید مومنوں کی دو قسمیں بتا رہا ہے ایک قسم وہ ہے جو اپنی نماز کو قائم کرے اور اپنی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پر دل سے یقین رکھتے ہیں۔ عجیب بات ہے کہ مومن کہا اسے جائے گا۔ جو اللہ رسول اور آخرت کو مانتا ہو۔ تو قرآن نے یہ کیوں کہا کہ مومن ہے جو آخرت پر ایمان رکھتا ہے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھے گا وہ مومن نہیں ہے۔ آخرت پر ایمان اس طرح رکھے کہ اسے یقین ہو کہ جو کچھ قبر میں ہونے والا ہے وہ سب سچ ہے اسے یقین ہو کہ جو کچھ میدان قیامت میں عذاب ملے گا، پہل صراط کو مشکلیں آئیں گی وہ سب سچ ہے۔ تو مومن کی ایک وہ قسم ہے جو نماز کو ادا کر کے زکوٰۃ کو ادا کر کے اور آخرت پر ایمان رکھ کر ایمان کو ظاہر کر دیا۔ اور دوسری وہ قسم ہے جو اپنے آپ کو مومنہ تو کہتی رہتی ہے۔ لیکن نہ نمازیں وقت پر ادا کرتی ہے نہ زکوٰۃ اور نہ آخرت پر یقین رکھے۔ نماز کی بات کی جائے یا تو نالا جائے یا مذاق اڑایا جائے یا بات کو نظر انداز کیا جائے۔ زکوٰۃ کا تذکرہ ہو تو اس طرح کان باندھ کر بیٹھ جائے جسے اس پر زکوٰۃ واجب ہی نہیں ہوتی۔ یہاں پر ہماری عورتیں

اس مرض کا زیادہ شکار ہوتی ہے دینی واجبات کی گفتگو کی جائے تو یہی سمجھا جاتا ہے کہ مردوں کا مسئلہ ہے ہم سے اس کا کوئی تعلق ہی نہیں۔ اور آخرت پر یقین کی یہ حالت کہ اگر کوئی بچہ آخرت کا ذکر کر دے سانپ اور چھو کا تذکرہ کر دے تو ایک مرتبہ یہ کہہ کر ٹال دیا جاتا ہے کہ یہ تو بکوس ہے ہم نے آج تک کسی سے نہیں سنا۔ وہ خدا جو ہم پر ماں سے زیادہ مہربان ہے وہ بھلا ہم کو اتنی بڑی سزا کسے دے سکتا ہے۔ اتنے چھوٹے سے گناہ پر۔ تو ایک مومن وہ ہے جو نماز، زکوٰۃ، فیس، آخرت پر یقین کا اعتراف کرتا ہے تو ایک وہ مومن وہ جو نماز سے بھی بھاگے، زکوٰۃ سے بھی دوری اختیار کرے۔ آخرت کی چیزوں کا مذاق اڑائے دے۔

جنت کی بشارت ::

قرآن کہہ رہا ہے کہ اے میرے رسول اگر آپ کے پاس آ کر پوچھے کہ مجھے جنت ملے گی یا نہیں۔ اگر کوئی دریافت کرے کہ قیامت کے روز مجھے عذاب سے چھٹکارہ حاصل ہوگا یا نہیں۔ اگر کوئی سوال کرے کہ میں عذاب قبر سے بچے گا یا نہیں تو جنت کی خوشخبری قیامت کے عذاب سے نجات قبر کے عذاب سے چھٹکارہ کی خوشخبری اسکو پہنچا دے صرف ان صاحب ایمان لوگوں کو جو نمازیں پڑھ کے زکوٰۃ کو ادا کر کے اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ اگر کوئی ایسا مومن آ جائے جو نہ نماز ادا کرے نہ زکوٰۃ ادا کرے اور نہ آخرت پر یقین رکھے۔ تو اے میرے حبیب اے میرے رسول اے میرے پیغمبر اس کو کسی قسم کی بشارت نہ دیجئے نہ جنت کے بارے میں نہ قیامت

کے عذاب کے نہ قبر کے عذاب نہ جان کنی کی تکلیف سے۔ قرآن نے یہ شرط لگائی ہے کہ آپ کا اعتقاد آخرت اور حساب و کتاب پر مکمل ہونا چاہیے۔ آخرت میدان قیامت کا دن وہ یوم محشر وہ خطرناک گھڑی جس کو یاد کر کے میرا چہ تھا امام رورہا ہے۔ جس کا تذکرہ کر کے جناب سیدہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، جس کو یاد کر کے امام زین العابدین لکڑی کی طرح ساکن ہو گئے۔

امام سجاد کا ایک واقعہ ::

وہ واقعہ جو علماء نے کثرت سے بیان کیا ہے، گھر میں آگ لگ گئی ہے اور جب آگ بجھ جاتی ہے تو سارے گھر والے جناب سید سہاڑ کے موصلے کے قریب کھڑے ہو گئے اور سوال کیا یا بن رسول اللہ آقا اور مولا گھر میں اتنی بڑی آگ لگی اور آپ اتنے آرام و سکون سے نماز پڑھ رہے ہیں، آپ کو بچہ بھی نہ چل سکا کہ گھر میں آگ لگ گئی ہے اور آگ کے شعلوں نے سارے گھر کو اپنی لپٹ میں لیا ہے مولا یہ آگ کی یاد کا اساس آگ کا خیال کسے آپ کے دل سے نکل گیا۔ امام نے کہا، جہنم کی آگ کے خوف نے اس دنیا کی آگ کا خوف میرے دل سے نکال دیا، یہ میرے آقا مولا چوتھے امام کی حالت کو لوگوں نے روتا ہوا دیکھا۔ یوں تو امام کو ہر وقت لوگ روپا ہوا دیکھتے تھے۔ کہ کبھی بابا کا ماتم کر رہے ہیں کبھی بہن کی چادر کو رو رہے ہیں۔ مگر آج میرے امام عجیب حالت میں رو رہے ہیں۔ جو روزانہ دیکھتے تھے وہ بھی سوال کر رہے تھے۔ آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ آج اس طرح آنسو بہا رہے ہیں۔

امامؑ نے کہا مجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میں کیوں روتا ہوں، میں روتا ہوں اس گمراہی کا یاد کر کے جب موت کا فرشتہ آئے گا اور میری روح کو کو میرے جسم سے نکالے گا میں روتا ہوں اس وقت کو یاد کر کے جب مگر کھیر اپنے تمام تر مذاہب لے کر میری قبر میں آئیں گے،

مختلف مذاہب الہی ::

اور مجھ سے سوال کریں گے کہ تو نے اپنی زندگی کسے گزاری۔ میں روتا ہوں اس وقت کو یاد کر کے جب قبر کی دیواروں کے اندر دبائے گی اور کھپے گی۔ میں روتا ہوں یہ یاد کر کے کہ گھر میں ایک لمحہ کے لیے روشنی چلی جائے تو انسان بے چین ہو کر گھر سے باہر نکل آتا ہے مگر قبر قیامت تک مجھے تنگ اور تاریک کوٹھی میں زندگی گزارنی ہوگی۔ قیامت تک تاریکی اور گلی میں رہنا پڑے گا، اور ماتم اس لیے کرتا ہوں جب قبر سے ذلت کے ساتھ نکالا جاؤں گا اور اپنی جگہ پر اپنے تمام تر گناہوں کا بوجھ اٹھا کر محشر کے میدان میں لایا جاؤں گا وہاں پچاس ہزار سال میں گمراہ رہنا پڑے گا۔ کچھ لوگ میدان قیامت میں لائے جائے گئے جب وہ سب کے سب پہنچ گئے تو گرم گرم کوٹوں کے کھڑے لائے جائیں گے اور ان کے منہ کھول کر ان کی زبان پر رکھے گئے، زبان چلے گی تمام منہ دہکتے ہوئے کوٹوں سے بھر دیا جائے گا، اور امامؑ نے یہ فرمایا، کچھ اور لوگ ہے ان کو قبر سے نکالا جائیگا اور قبر سے نکالا کر میدان قیامت میں لایا جائے گا۔ تو اس وقت لوہے تاجے اور شیشے کے کھڑوں کو لایا جائے گا، اور آگ

پر لوہے اور تاجے کو اتنا گرم کیا جائے گا۔ کہ وہ پھسل کر پانی بن جائے گا اور پھر یہ پھسلا ہوا پانی کچھ لوگوں کے کان میں ڈالا جائیگا، ایک قطرہ اس پچھلے ہوئے لوہے کا کتنا کھول رہا ہوگا کتنا گرم ہوگا کہ لوہا پھسل کر پانی بن جائے گا، اس جلتے ہوئے لوہے کے پانی کو کان میں ڈالا جائے گا، اور خود ہی یہ سوچیں اس شخص کی حالت کیا ہوگی، اس پر کیا گزر رہی ہوگی، جس کے کان میں یہ پھسلا ہوا لوہے کا پانی ڈالا جائے گا، خود امام کے الفاظ کہ کچھ لوگوں کو لایا جائے گا اور ان کو میدان قیامت میں لینا کر فرشتے ان کے سر پر مسلسل پہاڑ کے برابر وزن کے پتھر مارے رہے ہوں گے اور ان کا سر ٹوٹ جائے گا۔ روایات میں ہے جب ان کا سر پاش پاش ہو جائے گا اور اس کے بعد پہاڑ سے وزنی پتھر ان کے سینے پر پھنکا جائے گا۔ اور جب سینے کی ہڈی ایک ایک کر کے ڈٹ جائے گی اس کے بعد ان کے پیٹ کے اوپر پھنکا جائے گا، اور جب اس پہاڑ سے وزنی پتھر کی وجہ سے اسکا پیٹ پھٹ گیا اور اندر کی تمام عضلات باہر نکلے گئے، پھر یہ عمل ان کے گردوں پر کیا جائے گا اس طرح اس کا تمام جسم ٹوٹ جائے گا، مگر موت تو اس کو آئے گی نہیں، تکلیف اس کی آ رہی ہوگی، پھر امام نے فرمایا کچھ لوگوں کو اس حالت میں لایا جائے گا، کہ عذاب کے فرشتے لوہے کی قینچی لے کر آگے بڑھے گے اس قینچی سے اس کا پیٹ اور سینہ کاٹا جائے گا اور گوشت کو کاٹنے کے بعد ان کے آگے ڈال کر ان کو زبردستی کھلایا جائے گا۔ مجبور کیا جائے گا کہ اس کو کھاؤ۔

عذاب الہی کی وجوہات ::

قیامت کی یہ حالت ہے پوچھنے والوں نے پوچھا کہ مولا یہ سارا عذاب کس لیے دیا جائے گا۔ امام نے بتایا جو کسی نامحرم کو بوسادے گا اس کے منہ کو جلتے ہوئے کوئلوں سے بھر جائیگا۔ پچاس ہزار سال قیامت کے دن کھڑا کیا جائیگا۔ یہ اس کے لیے جو گانے اور غنائی آواز سنا کرتا تھا کان میں یہ لوہے کا پگھلا ہوا پانی ڈالا جائیگا، اور جو شخص اپنی نمازوں کو قصا کرتا تھا اس کی سزا یہ ہے کہ سینے پر پہاڑ سے وزنی پتھر پھینکا جائے گا اور اس کے سینے کو کچل کر توڑا جائے گا۔ جو شخص یا مومنہ کسی دوسرے شخص کی غیبت کیا کرتی تھی اس کے جسم کو لوہے کی قینچی سے کاٹا جائے گا قینچی آپکے گھر میں ہوگی۔ کبھی محسوس کیا ہوگا شاید کبھی خیال کیا ہو اگر اسی قینچی سے اپنے پیٹ کے گوشت کو کاٹا جائے اور مجھ کو کھلایا جائے تو مجھ پر کیا گزر رہی ہوگی۔ امام نے کہا یہ اس پر گزرے گی جس نے دنیا میں کسی کی غیبت کی ہو۔ جس نے دنیا میں کسی کی برائی کی ہو۔ یہی قیامت کے میدان کا خوف تھا یہی تو قیامت کے میدان کا ڈر تھا۔ اس لیے میرا امام رات کی تاریکی میں روتا جاتا تھا۔ لوگوں نے دیکھا میرے مولا کو رات کی تاریکی میں جب تارے نکل آتے تھے رات چھا جاتی ہے، میرا مولا مہراب میں عبادت میں کھڑا ہوتا تھا اپنی ریش مبارک کو ہاتھ میں پکڑا کر اس طرح تڑپا کرتے تھے جس طرح سانپ کا کاٹنا تڑپا کرتا ہے۔ اور اس طرح رویا کرتے تھے جس طرح جوان بیٹے کی لاش پر ماں رویا کرتی ہے اور کہا جاتا تھا، علی کے پاس عبادتیں کم ہے

اور سفر طویل ہے۔ نگ اور تاریک قبر میں سو کر خدا کے سامنے جانا ہے۔ قیامت کے میدان کی کیفیت ہے طلقِ رور ہے ہیں قاطعہ رور ہے۔ سید سجاد اور چٹھے امام سے ایک مرجہ میدان قیامت کو یاد کر کے فحش کھا کر زمین پر گر پڑے۔ چہرہ کا رنگ سفید ہو گیا۔

ہلِ صراط کا سفر ::

میدان قیامت کی پریشانی سے بچ کر اگر جنت کی جانب جائیں گے تو بھی ایک مرحلہ باقی ہے اور وہ ہے ہلِ صراط، وہ ہال سے ہار یک جو تلوار کی دھار سے زیادہ تیز اور آگ سے زیادہ گرم جس سے ہر مومن اور مومنہ کو گزرنا ہے، چاہے کتنی عبادت کی جائے جتنے عقائد بنا لیے جائے، ہر حال میں مومن اور مومنہ کو ہلِ صراط سے گزرنا ہے اور جب ہلِ صراط سے گزارے گئے تو روایات یہ ہے کہ ہلِ صراط پر جگہ جگہ روکا جائے گا، جگہ جگہ سوال کیا جائے گا، ملک الموت کی تکلیف سے بچ کر آگے قبر کے طاب سے بچ کر آگے تو ہلِ صراط پر کئی سوال کیے جائے گئے، اور امام فرما رہے ہیں کہ سب سے زیادہ عجیب سوال اور سب سے زیادہ حیرت انگیز سوال جو مومن کو سب سے زیادہ پریشان کر دینے والا سوال ہوگا۔ وہ یہ ہوگا، کیا تو نے دنیا کے اندر اپنے مال سے آلِ محمد کا مال نکالا تھا، کیا تو نے اپنے مال سے فس کو نکالا تھا، یہ امام متارہے ہیں کہ یہ سوال سب سے زیادہ پریشان کر دے والا ہوگا۔ اس سوال میں ایسی کون سی بات ہے جس سے مومن زیادہ پریشان ہوگا۔

مومن کی غلط فہمی ::

ایک خاص بات اس سوال میں ہے وہ یہ کہ مومن دنیا میں اب تک جتنی غلطی کر کے آ رہا تھا یہی سوچ کر غلطیاں کرتا تھا کہ آل محمد بخشش کروادے گے، نماز چھوٹ گئی آل محمد بخشواں دے گے روزے قضا ہو گے اہل بیت بخشوالے گے والدین کی اطاعت نہ کی آل رسول میری شفاعت کر دے گے کسی اور کے حق کو ادا نہ کیا آل محمد سارے گناہ معاف کر دے گے۔ امام فرما رہے ہیں کہ سب سے زیادہ پریشان کن بات حیرانگی کی بات ایک مومن کے لیے یہ ہوگی کہ جس آل محمد کے سہارے وہ گناہ کرتا آ رہا تھا جب وہی امام آگے بڑھے گا اور گربان کو پکڑ کر خدا کی بارگاہ میں لے جائے گا خداوند یہ ہمارے ماننے کا دعویٰ کرتا ہے، یہ ہم سے محبت کرنے والی مومنہ ہے، اسے خداوند دنیا میں کبھی بھی اس نے اپنے مال سے ہمارا حق نہیں نکالا، خداوند دنیا میں کبھی بھی ہمارا حق ادا نہ کیا، ہم اس کو تیری بارگاہ میں لے کر آ رہے ہیں، کہ تو اس سے ہمارا حق دلوا۔ اس سے کہیں کہ ہمارا حق ادا کرے، ایک مومن کے لیے کتنی پریشانی کی بات ہوگی ایک مومنہ کے لیے کتنی حیران کن بات ہوگی کہ ہم تو یہ دیکھتے تھے، کہ کالے کپڑے پہن کر حسین کا ماتم کر کے جناب سیدہ کی محبت کا دعوہ کر کے ہر گناہ سے بچ جائے گے اور آل محمد ہمیں جنت میں لے جائے گے، لیکن اب جنت کے راستے بنا چکے ہیں ہل صراط پر پہنچ چکے ہیں اور آل محمد ہمیں وہاں سے پکڑا کر لائے، خداوند اس کو آگے نہ جانے دے، یہ ہمارا حق غصب کر

کے آ رہا ہے ہمارے حق کو ادا کیے بغیر چلا آ رہا ہے۔ تو کتنا فرق ہو جائے گا اور کتنا فرق ہے ہمارے عقائد میں اور آلِ محمدؐ کے عمل میں، ہم گناہ کر رہے ہیں یہ سوچ کر کہ آلِ محمدؐ ہمارے منہ میں کھس کر دے گے اور آلِ محمدؐ یہ کہے کہ تو نے غس نہیں نکالا تو قیامت کے دن ہم سب سے پہلے تمہارا گریبان کو پکڑے گے اور پہلی صراط پر ہم تمہیں عذابِ دلوائے گے تو یہ غس کتنا اہم حق بنایا گیا ہے، اگر دوسرے گناہ اگر دوسری غلطیاں آلِ محمدؐ بخشواں بھی دے دوسری غلطیاں معاف بھی کروادے، لیکن غس تو وہ غلطی ہے، خود آلِ محمدؐ پکڑ کے میدانِ قیامت میں لائے گے، اور جس کو آلِ محمدؐ خدا کی بارگاہ میں پیش کر دے اب اسے کون بچائے گا۔ اور اس کو کون نجات دلائے گا، غس نہ نکالنے کی غلطی کبھی نہ کریں ورنہ آلِ محمدؐ مقدمہ چلائے گے۔ عجیب منظر ہوگا پیغمبرؐ ہمارے خلاف، علیؑ ہمارے خلاف، جنابِ سیدہ ہمارے خلاف، جنابِ حسن و حسینؑ ہمارے خلاف، اور کہیں گے خداوندِ اہل ہمارے ماننے والے مومن اور مومنہ ان کے مال پر ہمارا حق واجب ہو گیا، اس نے کبھی بھی ہمارا حق نہیں نکالا۔ جب امام زمانہ تشریف لائے گے، ہر مومن اور مومنہ کی خواہش مولا خداوند آپ کو جلد از جلد ظاہر کریں آپ کی زیارت کرنا چاہتے ہیں، آپ کی حکومت کے سایہ میں زندگی گزارنا چاہتے ہیں، لیکن روایات یہ ہے جب امام آئیں گے اور آ کر کہے کہ جس جس نے ہمارا حق ادا نہیں کیا، اس اس کی گردن اڑادی جائے گی۔ جو غس غس نکلاتا ہے اس کے جنازے میں امام شریک ہوتے ہیں۔

مختلف عذاب ایک واقعہ ::

ایک شہر جس کا نام بگل ہے جو اب روس میں شامل ہے اس بگل کے اندر ایک مومن کا انتقال ہو گیا، لوگوں نے اس کے بیٹے کو بڑا خوش خرم پایا، سوال کیا تیرے باپ کا انتقال ہو گیا اور تم اتنا سرور اور خوش نظر آ رہے ہو کہا کہ ہاں میرا باپ مجھ سے جدا ہو گیا، اس کا بڑا صدمہ ہے، لیکن مجھے اس چیز کی خوشی ہے کہ اب میرا باپ جنت کے مزے لے رہا ہوگا، اب میرا باپ نعماتِ جنت سے لطف لے رہا ہوگا، لوگوں نے دریافت کیا تو یہ کیسے غم دے رہا ہے کہ تمہارا باپ جنت میں ہوگا، کہا کہ اس لیے میں نے اپنے باپ کو روانہ نماز پڑھتے دیکھا ہے اور مجھے پتہ ہے کہ میرے بچپن سے لے کر اب تک کوئی نماز تھا نہیں کی، نہ اپنے والدین کو کوئی تکلیف پہنچائی نہ کسی کے حق کو غضب کیا۔ نہ کبھی گانا سنا اور کوئی ایسا کام نہیں کیا۔ جس کی وجہ سے میرے باپ کو عذاب آ سکتا ہو۔ اس عادلِ خدا سے مجھے یقین ہے کہ اس نے میرے باپ کو جنت عطا کی ہوگی، خیر لوگوں نے بیٹے کو مطمئن دیکھا، بیٹے کو خوش دیکھا۔ چند دن گزر گے ایک مرتبہ پڑوسی سو رہے تھے، سوتے سوتے آنکھ کھل گئی تو ایک مرتبہ حیران ہو کر سوچنے لگے کہ ہماری آنکھ کیسے کھل گئی کیا دیکھا برابرو الے مکان سے چیخ پکار کر آواز آرہی ہے تو گھبرا کر اس مکان کی طرف گئے، کیا دیکھا وہی بیٹا جس کا باپ انتقال کر چکا تھا اور بیٹا بڑا راضی اور مطمئن تھا، بندوں کی چیخ پکار کر رہا ہے اس کے سر کے بال سفید ہو چکے ہیں، اس کے چہرے سے ایسا لگ رہا ہے کہ اس نے کوئی بڑا خطرناک

اور دہشت ناک مہر دیکھا ہے چہرے سے پاگیا پن کے آثار نمودار ہو رہے ہیں
 آنکھوں کی وحشت بدلتی جا رہی ہیں، سر کے بال جو سونے سے پہلے سیاہ تھے سفید ہو
 چکے تھے، وہ لوگ گھبرا گئے بڑھی اس کو قتل دی اور دلاسا دیا، اس سے دریافت کیا
 بات ہے، روتے روتے بڑی مشکل سے اس نے ٹوٹے پھوٹے الفاظ اس نے بتایا
 کہ آج رات خواب میں نے دیکھا اسی اطمینان کے ساتھ کہ میرا باپ جنت کی
 نعمتوں کے مزے لے رہا ہوگا، رات کو جب میں سویا میں نے دیکھا کہ میں ایک
 میدان میں کھڑا ہوں اتنے میں کچھ فرشتے میرے پاس آئے، اور آ کر کہتے ہیں آ
 ہمارے ساتھ چل، ہم تم خدا کچھ تم کو دکھانا چاہتے ہیں، میں ان کے ساتھ چلا، چلتے
 چلتے میں ایک میدان میں داخل ہوا، جہاں قدم رکھتے ہی وحشت طاری ہونے لگی،
 قدم رکھتے ہی خود بخود دل دھڑکنے لگا، قدم رکھتے ہی آنکھوں میں آنسو آگے مسلسل
 چاروں طرف سے لوگوں کی چیخے اور چلانے کی آوازیں آرہی تھیں۔ ڈرتا گھبراتا
 آگے بڑھا، ہر طرف تاریکی تھی اندھیر تھا میں اس مکمل میں آگے بڑھا تھوڑی ہی
 دور گیا ایک مہر دیکھا کہ ایک درخت ہے اس درخت کے ساتھ ایک آدمی کو پاؤں
 کے بل لٹایا ہوا ہے، سر سے لے کر پاؤں تک ایک کڑتا ہے، مگر بنا کس سے ہوا ہے
 آگ سے، جو اس شخص کو پھنپایا ہوا ہے آگ کی گرمی کی وجہ سے اس کا سیدھ جل رہا
 ہے بیٹھ بھی جل رہی ہے اس کا سارا جسم جل رہا ہے، ایک ننگے کی وجہ سے تلیف
 دوسری آگ کے لباس کی وجہ سے تلیف، اس کے پاس فرشتے کھڑے ہیں، فرشتے
 ایسے ہیں ان کے سر کے بال لوہے کی سیخوں کی مانند کھڑے ہیں، آگ کے کوڑے

وہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد پوری طاقت کے ساتھ اس شخص کو لگاتے ہیں، اس تکلیف کی وجہ سے اتنا جیوں پکار کرتا ہے اتنا روتا ہے کہ اس کی آوار کون کر پھر بھی شاید پکمل جائے۔ وہاں کوئی نہیں جو اس پر رحم کرے میں گھبرا گیا۔ اور آگے بڑھنا چاہا۔ فرشتے نے کیا ہم آپ کو بھی دیکھنے کے لیے لائے ہیں۔ میں نے حیران ہو کر پوچھا، اس منظر سے میرا کیا تعلق ہے۔ کہا غور سے دیکھو لٹکا ہوا شخص کون ہے، میں نے غور سے دیکھ، لٹنے والے کا چہرہ صاف نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس طرح جسم سے بہنے والا خون اس کے منہ میں جا رہا تھا اس کے جل جانے کے بعد اس کی جو چربی پکمل گئی تھی وہ سب اس کے منہ اور ناک میں داخل ہو رہی تھی اس لیے اس کی صورت نظر نہیں آ رہی تھی، جب میں نے بڑے غور سے دیکھا کہ اس میں میرے باپ کی صورت نظر آ رہی ہے، میں نے پوچھا ایسا لگ رہا ہے کہ یہ میرا باپ ہے۔ فرشتوں نے کہا، ہاں یہ تمہارا باپ ہے۔ یہ جو میں نے سنا اگر میرا باپ گناہ گار ہوتا تو میں اس کی تکلیف کو دیکھتا تو مجھے اتنی تکلیف نہ ہوتی۔ لیکن میرا باپ نمازی ہے متقی ہے میرا باپ تمام عبادتوں کو انجام دینے والا، اس حالت میں ہے تو میں ایک مرجہ گھبرا گیا، میں نے اپنے باپ سے سوال کیا، یہ عذاب آپ کو کس لیے دیا جا رہا ہے، میرا باپ میری جانب متوجہ نہیں ہو رہا تھا مسلسل چیخنے کی آواز آ رہی تھی اور توجہ دے بھی کسے، آکھ کھلتی نہیں آنکھ میں چربی ہے۔ اور منہ کو کھول کر بات کرنا چاہتا ہے، لیکن منہ میں چربی اور خون داخل ہو رہا ہے، آخر میں نے اپنے ارد گرد دیکھ کر ان فرشتوں سے دریافت کیا کہ میرے باپ کو کیا ہوا، میرے باپ کو کیوں عذاب دیا

عذاب عذاب ہی

جار رہا ہے، میرے باپ کو کیوں الٹا لٹکایا جارہا ہے، کیوں آگ کا لباس پہنا کر کوڑے لگائے جارہے ہیں۔ فرشتوں نے جواب دیا۔ حیرے باپ کی کوئی نماز خدا کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوئی، نماز چھوڑنے کی وجہ سے الٹا لٹکایا گیا ہے اور آگ کا کڑنا اس لیے پہنایا گیا ہے کہ جس لباس سے اس نے آخری عمر میں نمازیں پڑھی ہے اس لباس کی سلائی کی اجرت ادا نہیں کی تھی، میں نے پہلی عمر کی نمازیں کہاں مگی فرشتوں نے کہا پہلی عمر کی نمازیں جہاں ادا کی تھی وہی جگہ ضعیفی تھی اس کی نہیں تھی وہ جگہ تمہارے چاہا کی تھی وہ فوت ہو گئے اس کے بچے چھوٹے تھے بھائی کی جگہ میں خود رہنے لگا کیوں کہ وہ جگہ تمہارے چاہا کے بیٹوں کی تھی۔ انھوں نے سخت محنت کر کے نیا مکان بنالیا تھا۔ کوڑے اس لیے لگائے جارہے ہیں، کہ اس کی آنکھوں کے سامنے اس کی بنیاں بے پردگی اختیار کر کے باہر نکلتی تھی۔ غیر محرم کے سامنے جاتی تھی، کبھی پردہ کیا کبھی نہ کبھی بال چھپائے کبھی بال نہ چھپائے، جب اس کی بیٹی اس کی نافرمانی کرتی تو مارتا جب خدا کی نافرمانی کرتی تو کچھ نہ کہتا، قیامت تک اس کو کوڑے مارے جائیں گے۔ یہ بتا دیکھ کر کہتا ہے۔ میں ایک مرجہ گھر کے ان فرشتوں سے کہا کہ اے فرشتوں جب میرے باپ کو بے پردگی دیکھ کر خاموش رہا اس کو یہ سزا اور جو بے پردگی کرتی ہے ان کے لیے کیا عذاب ہوگا۔ ان کے لیے جہنم میں ایک بہت بڑا اڑدھا سانپ مقرر کیا ہے اس سانپ پر ایک ایک ٹٹ کا کاٹنے ہیں یہ اڑدھا اپنے جسم کے درمیان اس بے پردہ عورت کو لے کر اپنے جسم کے اندر دبائے گا اپنے جسم کو اس کے ارد گرد لپیٹے گا اور جب پوری طاقت سے دبائے گا تو ایک ایک ٹٹ کے کاٹنے اس کے پاؤں سے لیکر تک سر اس کے جسم کے اندر داخل ہو جائے گا۔

﴿ موت بقاء ہے فنا نہیں ﴾

موت کی حقیقت امام کی نظر میں ::

امام حسن مکرئی سے سوال کیا گیا کہ مولا آپ موت کے بارے میں کچھ بتائیے تو امام نے ارشاد فرمایا: موت درحقیقت زندگی کا آغاز ہے۔ تمہارا یہ خیال کہ تم مرنے کے بعد فنا ہو جاتے ہو بالکل غلط ہے۔ بلکہ درحقیقت تمہاری اصل زندگی مرنے کے بعد ہی شروع ہوتی ہے اور اس حقیقت کو یاد رکھو کہ مومن اگرچہ تمہاری لگا ہوں کے سامنے مردہ نظر آتا ہے۔ لیکن حقیقت میں وہ ہمیشہ زندہ رہتا ہے اور کافر جو تمہیں زندہ چلا بھرتا کھاتا پیتا نظر آتا ہے۔ یہ درحقیقت ابتداء ہی سے مردہ ہے۔ کیونکہ اس کو کفر کی بیماری لگ چکی ہے۔ تو مومن کو کبھی موت نہیں آتی اور کافر کو کبھی زندگی نصیب نہیں ہوتی۔ اس وقت امام نے اپنے محلے کو اختتام پر پہنچایا تو ایک شخص نے سوال کیا کہ یا بن رسول اللہ آپ نے بات تو بہت اہم بتائی لیکن ہم اس بات کو کیسے ذہن میں محفوظ رکھیں۔ امام نے جواب دیا **يَا بُنْدُ كُمْرِ الْمَوْتِ** کہ سلسل اور متواتر موت کا تذکرہ کرتے رہو، تو سوال کیا گیا کہ یا بن رسول اللہ ہم تو متواتر موت کا تذکرہ کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ آپ کی صحبت میں حاضری بھی دیتے ہیں اس کے باوجود موت کا تصور ہمارے ذہنوں میں نہیں رہتا۔ امام نے فرمایا بیٹیا کچھ

موت چاہئے نہیں

نہ کچھ مال تم نے اپنے پاس جمع کر کے رکھا ہے۔ حیران ہو کے سوال کرتا ہے کہ یا میں رسول اللہ آپ اس حقیقت سے کیسے آگاہ ہوئے۔ امام نے فرمایا کہ یاد رکھو جب تم اس دنیا میں کسی کو دیکھو گے جو موت کا تذکرہ کرنے سے ناراض ہوتا ہے۔ موت کا تذکرہ کرنے سے گھبراتا ہے کہ یاد رکھو اس نے کسی کا حق دبا یا ہو گا یا ناجائز طور پر جمع کر کے کچھ مال رکھا ہوا ہے۔ اور یہ ناجائز اور حرام مال جو اس کے لئے قبر کی زمی میں طراب، تکلیف، اذیت اور مصیبت لانے والا ہے۔ یہی ناجائز مال اسے موت کا تذکرے سے روکتا ہے۔ لیکن اگر کسی کی گردن پر کسی مسلمان کا حق نہ ہو اور تم دیکھو گے کہ وہ ہر لمحے موت کا تذکرہ کرتا رہتا ہے۔ بلکہ دنیا کی چھوٹی چھوٹی چیزیں دیکھ کر اسے موت یاد آ جاتی ہے۔

موت کا تذکرہ کرنے والا اللہ کا دوست ::

ہمارے گیارہویں امام نے ایک واقعہ بیان کیا کہ تم نے میرے جد کے صحابی سلمان فارسی کا نام تو سنا ہو گا۔ سلمان فارسی گورنر بننے کے بعد مدائن کے بازار سے گزر رہے تھے کہ یکایک دیکھا کہ لوگوں کا مجمع ہے اور لوگ حیران و پریشان کھڑے ہیں۔ بے اختیار آگے بڑھے۔ میں گورنر ہوں پتہ نہیں یہاں کیا عجیب صورتحال پیش آگئی ہے۔ لوگوں کے قریب پہنچے تو دیکھا لوگ ایک شخص کو گمیرے میں لے کے کھڑے ہیں اور وہ شخص بے ہوش زمین پر پڑا ہے۔ ایک مرتبہ سوال کیا کہ اے لوگو اس شخص کو کیا ہوا۔ کس نے نقصان پہنچایا۔ سب نے جواب دیا یا سلمان ہم نہیں

جانتے کہ یہ کس طریقے سے بے ہوش ہوا۔ ہم نے تو اتنا دیکھا کہ یہ اس وقت پر
 چل رہا تھا۔ بازار سے گزر رہا تھا کہ یکا یک اس کی نگاہ اپنے سامنے والی دکان پر
 پڑی دکان پر اس کی نگاہ پڑتی ہے اور ایک مرتبہ اس نے چیخ ماری اور پھر مارنے کے
 بعد بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ سلمان قاری نے نگاہ اٹھا کر دیکھا کہ کون سی
 دکان ہے۔ پتہ چلا کہ ایک لوہار کی دکان ہے جو اپنے کام میں مشغول ہے۔ اس کے
 ہاں آگ دھک رہی ہے اور وہ لوہے کی سلاخ کھانے کے اندر ڈالا ہے گرم اور سرخ
 کر کے اس کو نکالا ہے جب لوہا پگھل چکا ہوتا ہے تو اس کو توڑ کر اپنے مختلف اوزار
 بنایا کرتا ہے۔ سلمان قاری نے سمجھ چکے تھے کہ اس دکان کو دیکھ کر اس کو کیا ہوا۔ ایک مرتبہ
 کہا پانی لے آؤ۔ پانی لے کے آئے پھر اس جوان پر پانی چھڑک کے ہوش میں لایا
 گیا۔ ہوش میں آتے ہی سلمان قاری نے سوال کیا کہ اے جوان یہ تیری کیا حالت
 ہے تو اس طریقے سے بے ہوش ہو کے کیوں گر پڑا تھا۔ کہا کہ یا سلمان قاری میری
 نگاہ اس لوہار کی دکان پر پڑی کہ یہ تو لوہے کے کھوے کو آگ میں ڈال رہا ہے اور
 اسے سرخ کر رہا ہے۔ یہاں تک کہ لوہے کا کھوہ بالکل سرخ ہو گیا۔ جیسے ہی لوہے
 کے سرخ کھوے کو میں نے دیکھا مجھے سورہ جمر کی آیت یاد آ گئی۔ جہنم کے اندر لوگوں
 کو لوہے کے سرخ گرد مار مار کر جہنم کی آگ میں دھکیلا جائے گا۔ یا سلمان! تو ہے
 کے گزر اور آگ کی بھٹی نے میرے ذہن میں جہنم کا تصور پیدا کر دیا میں اپنے
 اعمال کو دیکھ کر ایک مرتبہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ سلمان قاری ایسے صاحب معرفت کو
 دیکھتے ہیں تو اپنا دوست بنا لیتے ہیں۔ دوستی ہو جاتی ہے۔ تمام زندگی سادگی کے

ساتھ گزاری۔ گیارہویں امام کی روایت کا آخری جز کہ جب اس کی موت کا وقت آیا اور سلمان قاریؑ اس کے سر اپنے کمرے تھے تو سلمان قاریؑ نے ملک الموت کی آمد کو محسوس کیا اور موت کے فرشتے سے کہا کہ اے موت کے فرشتے یہ نوجوان تمام زندگی تجھ سے ڈرتا رہا تھا اور اس ڈر کی وجہ سے دنیا کی ایک ایک چیز کو دیکھ کے عبرت پکڑا کرتا تھا تم اس کے ساتھ نرمی سے پیش آنا۔ تو ہمارے گیارہویں امامؑ یہ فرماتے ہیں کہ یہ فقرہ جیسے ہی سلمان قاریؑ کی زبان سے نکلا ہے ایک مرجہ لوگوں نے یہ آوازیں کہ اے سلمانؑ ہم اللہ کے دوستوں کے ساتھ نرمی اور محبت کا سلوک کرتے ہیں اور یہ نوجوان یتیم اللہ کا دوست ہے کیونکہ جو اپنی تمام زندگی میں موت کا تذکرہ کرتا رہے۔ اس کے اعمال قاسدہ ہی کیوں نہ ہوں لیکن ھَسُوْ حَبِیْبُ اللّٰہ۔ وہ اللہ کا دوست بن جاتا ہے اور اس کے بعد امامؑ کی یہ روایت ختم ہوتی ہے۔ امامؑ نے یہ بتایا کہ عبرت حاصل کرنے والے نصیحت حاصل کرنے والے اللہ کی دوستی کو اختیار کرنے والے دنیا کے اندر جب ہر ہر مقام اور منزل سے گزرتے ہیں تو آنکھوں کو بند کر کے نہیں گزرتے بلکہ عبرت پکڑتے ہوئے گزرتے ہیں اور موت کا تذکرہ کرتے ہوئے گزرتے ہیں۔ لیکن بعض اوقات خداوند قافو قافو لوگوں کی نصیحت کے لئے کچھ ایسے امور کو ظاہر کرتا ہے کہ جن کے ذریعے لوگوں کو بتایا جاتا ہے کہ اب بھی سنبھل جاؤ۔ اب بھی ہوش میں آ جاؤ۔ اس منظر کو دیکھو اور یاد رکھو کہ اس نے ایک دن تم پر بھی گزرتا ہے۔ عالم برزخ میں جانے کے بعد جسم انسانی فنا نہیں ہوتا بلکہ جسم انسانی ہر تکلیف اور ہر آرام کو محسوس کرتا ہے۔ اس کو فنا نہیں ہے۔

سوت چائے ملائیں

ہوا ہے خُلِقْتُ لِلْبَهَاءِ لَا لِلْهِنَاءِ۔ انہیں اس لئے خدا نے پیدا نہیں کیا کہ ایک دن توڑ کے پھینک دو بلکہ خدا اسے ہمیشہ ہمیشہ باقی رکھنا چاہتا ہے۔ محدث جزاؤں کی انوار الصمانیہ میں یہ واقعہ نقل کرتے ہیں۔

حرامین یزید رحائی کی میت ::

شاہ اسماعیل صفوی ایران کا وہ بادشاہ کہ جس سے صفوی خاندان کی ابتداء ہوئی اور جس وقت یہ بادشاہ برسر اقتدار آیا۔ اس وقت تمام کا تمام ایران دشمنوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس ایک بادشاہ نے ملائے دین کو دعوتیں دے دے کے تمام ایران کے اندر مذہب کی ترویج کی۔ ایک زمانہ میں اس کا جانا کر بلائے معلیٰ میں ہوا۔ جب کر بلا پہنچتا ہے تو وہاں پہنچ کر اسے اطلاع ملی کہ وہاں کے کچھ باسی تمام اصحاب امام کی تعریف کرتے ہیں۔ لیکن حرامین یزید رحائی کے بارے ان کے اعتقادات درست نہیں ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ کیونکہ امام کو کر بلا میں لانے کا سبب بنا۔ اس لئے کہ کسی بھی اہتمام سے بخشش کے قابل نہیں ہے اور حرجی ہے۔ (معاذ اللہ) اس لئے اس کے لئے دعا کرنا کیوں اس کے توسط سے دعا کرنا جائز نہیں ہے۔ شاہ اسماعیل صفوی کا ابتدائی زمانہ تھا۔ چنانچہ حرامین یزید رحائی کے بارے میں سنا کھا اچھا تو حرامین یزید رحائی کے بارے میں لوگوں کو شک ہے تو اس کی قبر کو کھودا گیا۔ چنانچہ شاہ اسماعیل صفوی کے حکم سے حرامین یزید رحائی کی قبر کو کھودا جاتا ہے۔ یہ تاریخ کا واقعہ ہے۔ جب قبر کو کھودا گیا تو حرامین یزید رحائی قبر میں اس طرح سے نظر

آئے کہ جس طرح سے ایک شخص اپنے بستر پر آرام سے لیٹا ہوتا ہے اور جسم سینکڑوں سال گزرنے کے بعد اسی طرح تروتازہ ہے اور حرائین یزید رحائی کے سر پر وہی رومال باندھا ہوا ہے یہ تو آپ نے سنا ہوگا کہ جب شہید ہو کر امام کی گود میں گرا تھا امام نے اپنے رومال مبارک کو حرائین یزید رحائی کے ماتھے پر باندھا تھا۔ جس سے خون بہتا ہو گیا تھا۔ اور خون اس رومال پر اسی طرح موجود کہ کل کا رومال ہو۔ شاہ اسماعیل صفوی کے حکم سے رومال کو کھولا جاتا ہے۔ رومال کو کھولا گیا تو ایک مرتبہ خون کا فوارہ پھوٹنے لگا۔ خون بہنے لگا۔ یہ دیکھتے ہی شاہ اسماعیل نے کہا اچھا اس کے سر پر رومال باندھو۔ لیکن اس رومال کو ہٹا کر میرا پتار رومال باندھو۔ اس رومال کو بطور تہرک میں رکھوں گا۔ شاہ اسماعیل کا رومال باندھا گیا۔ حر کا خون بند نہ ہوا۔ اور مسلسل بڑھتا رہا چنانچہ باعث مجبوری امام کے رومال کو دوبارہ اس کے سر پر باندھا گیا۔ اب اس کی قبر کو بند کیا گیا۔ اس کے بعد شاہ اسماعیل نے ایک طرف سے اس کے رونے کی تعمیر کا حکم دیا اور دوسری طرف مذہب حق پر ایمان لے کے آ گیا۔ اس طرح ایک مرتبہ اصول کافی کے مؤلف محمد ابن یعقوب کلینی کی قبر کو کھودا گیا اور شیخ صدوق کی قبر کو کھودا گیا تو وہاں کی تاریخ کا واقعہ ہے کہ جب ان کی قبریں کھودی گئیں تو ان کے جسم تروتازہ اسی حالت میں ملے کہ جس طریقے سے ہر شخص اپنے بستر پہ سکون سے سویا ہوا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ شیخ صدوق کے انگوٹھوں کے اوپر مہندی کے نشانات بھی تھے کہ جوان کے ہارے میں تاریخوں میں ہے کہ وہ اپنے انگوٹھوں پر مہندی لگایا کرتے تھے۔ مہندی کے نشانات قبر کی تاریکی

میں تروتازہ باقی رہے اور ایک واقعہ جو آج سے 30 سال یا 40 سال پہلے کا ہے۔
 پھر اس کو واضح کر دیا جائے کہ ہمارا موضوع یہ ہے کہ بزرگ کے اندر انسان کو فنا نہیں
 ہے۔ بلکہ بقاء ہے اب سے 50 سال پہلے کا واقعہ ہے عراق کے بادشاہ نے جب
 خواب میں دیکھا کہ دو صحابی آتے ہیں۔ آنے کے بعد عراق کے بادشاہ سے یہ
 کہتے ہیں کہ ہماری قبریں جس مقام پر ہیں دریائے دجلہ کا پانی اس طرف آنے والا
 ہے۔ کیونکہ دریا میں طوفان برپا ہو گا تم ایسا کر دو ہماری قبروں کو کھود کر ہماری میتوں کو
 وہاں منتقل کرو۔ ہمارے ساتھی جناب سلمان فارسی کے پہلو میں عراق کے بادشاہ
 نے خواب دیکھا لیکن ایسا خواب تو ہر شخص دیکھتا رہتا ہے۔ لیکن توجہ نہ دی لیکن پھر
 اگلی رات یہی خواب دیکھا اور خواب دیکھتے ہی آنکھ کھل گئی۔ اور تیسری رات پھر
 اس نے یہی خواب دیکھا چنانچہ چوتھی صبح کو حیران پریشان بیدار ہوا اور عراق کے
 مفتی اعظم کو بلایا اور کہا کہ میں ایسا خواب دیکھ رہا ہوں۔ مفتی اعظم عراق نے
 جواب دیا کہ یہی خواب تیسری رات سے بڑی کثرت سے میں بھی دیکھ رہا ہوں اور
 میں بھی آپ کے پاس آنے کے لئے سوچ رہا تھا۔ چنانچہ اب یہ طے ہو گیا کہ تمام
 علماء سے رائے لی جائے۔ سامرہ سے نجف سے بصرہ سے موصل سے اور قم سے
 علمائے کرام کو بلا کے اس مسئلے میں فتویٰ طلب کیا گیا اور اس کے بعد تمام علماء کے
 متفقہ فیصلے کی روشنی میں اب یہ 40 سال یا 50 سال پہلے کا واقعہ ہے اور یہاں
 ہمارے پاکستان میں وہ لوگ موجود ہیں جنہوں نے ان میتوں کو کاغذ عادیات یا تھا قبروں
 کو کھودا جاتا ہے اور قبر کو کھودنے کے بعد بزرگ اور صاحب تقویٰ مومن قبر کے اندر

داخل ہوتے ہیں اور نکلنے کے بعد ان لوگوں نے گواہی دی کہ ہم نے ان لوگوں کو اس طرح سوتے دیکھا کہ جس طرح خود ہم اپنے بستروں پر سوتے ہیں اور جب ان کی میٹوں کو قبر سے نکالا گیا تو جسم کے اندر رومی نرمی ہے جو ایک زندہ انسان کے اندر ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ جو واقعہ دیکھنے والے ہیں ان کا نقل یہی ہے کہ جسم کے کسی حصے کے اوپر ہزار سال قبر میں رہنے کے آثار نہیں۔ جبکہ بالکل ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے کوئی زندہ سلامت انسان موجود ہے اور اس کے بعد وہاں پر موجود ایک جرمن ڈاکٹر نے معائنہ کیا۔ بغض دیکھی، ہاتھوں کی انگلیاں دیکھیں اور اس کے بعد دل کی دھڑکن کو محسوس کیا تو معائنہ کرنے کے بعد کلمہ شہادتین پڑھ کے اسلام کو قبول کر لیا اور دونوں کے جنازے کو انتہائی آرام کے ساتھ سلمان قاریؒ کے پہلو میں منتقل کیا گیا تھا۔ یہ واقعات ایسے نہیں ہیں کہ انسان ان سے ترک نظر کرے بلکہ یہ ہمیں حقیقت بتاتے ہیں کہ یقیناً قبر کی زندگی ایک ایسی زندگی ہے کہ جس کے اندر فنا نہیں ہے۔ اب اگر ہم صبح راتے پر چلتے رہیں تو قبر کی تاریکی یا قبر کی گرمی یا قبر کا مذاہب یا قبر کی وحشت ہم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے اور اگر ہم سیدھے راتے سے ہٹ جائیں تو اس کے بعد ہمارا وہ حشر ہوگا جو ہم باہر قبر پر دیکھتے رہتے ہیں کہ انترواں نکلیں ہوئی ہیں کھوپڑیاں پڑی ہوئی ہیں۔ جانوروں کے منہ کے اندر کے اکثر حصے دبے ہوئے ہیں۔ سانپ اور کچھوکاٹے رہتے ہیں۔ یہ صرف اس وقت ہوگا جب ہم سیدھے راتے سے ہٹ جائیں اور اس علاج کو بھلا دیں جو ہمارے آئندہ نے بتایا۔

ابوموسیٰ کا واقعہ ::

ایک واقعہ کہ ابوموسیٰ کا انتقال کے بعد خواب میں ایک آدمی ان کو دیکھتا ہے ان کا انتہائی قریبی دوست اور ابوموسیٰ کون ہیں ہمارے چھٹے امام کے ساتھی۔ اکابرین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ کام ان کا کیا ہوتا تھا کہ وہ غلام بننے کے بازار میں فروخت کیا کرتے تھے۔ ذرہ غور کریں کہ قبر کا مرحلہ کتنا سخت مرحلہ ہے۔ امام کے صحابی ہیں اور تجارت کا کام کرتے ہیں لیکن علم فقہ کے ماہر ہیں اور اتنے زبردست ماہر ہیں کہ مدینے کے بڑے بڑے فقہاء بڑے بڑے علماء خاص طور تجارت کا مسئلہ اگر ان کی سمجھ میں نہ آئے کہ ابوموسیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ابوموسیٰ اپنے کاروبار میں انتہائی محتاط۔ کبھی کسی قسم کی نہ ذخیرہ اندوزی کی اور نہ کبھی کسی قسم کی ملامت کی۔ بلکہ جس قسم کا غلام ملتا تھا اور اگر کوئی خرابی ہے تو خریدنے والے کو بتا دیا کرتے تھے۔ بازار کے اندر غلام کی کتنی ہی کمیوں نہ ہو لیکن یہ اپنے ذخیرے کو حوا تر نکالتے رہتے تھے اور وہ موسیٰ اسنے محتاط۔ ان قتال ہو گیا۔ اور دوست یقین کے ساتھ کہتے ہیں ابوموسیٰ جیسا محتاط یقیناً قبر کے عذاب سے بچ جائے گا۔ چند دنوں کے بعد ابوموسیٰ اپنے انتہائی قریبی دوست کے خواب میں آتے ہیں جب خواب میں آئے تو ساتھی نے پہلا سوال یہی کیا کہ اے ابوموسیٰ آپ کی کیا حالت ہے تو جواب دیا قبر کے عذاب میں گرفتار ہوں۔ یہ سننا تھا کہ ساتھی نے سوال کیا کہ آخر آپ پر عذاب قبر کیسے آیا۔ جواب دیا کہ کاروبار میں دوسروں کے حق کی پوری میرے ذمہ

آگئی تھی۔ یہ کس طرح سے ہوا تو کہا میں روزانہ غلہ فروخت کیا کرتا تھا۔ عرب میں پرانے زمانے میں غلہ جو ہے پکانے سے بھر کے فروخت کیا جاتا تھا جس طرح آجکل ہمارے ہاں دودھ جو ہے برتنوں میں بھر کے دیا جاتا ہے۔ پہلے غلہ بھی برتن میں بھر کے دیا جاتا تھا۔ برتن کو بھرا ایک سیر یا دو سیر کا برتن اور اس کے بعد وہ حوالے کر دیا۔ لینے والے کے تو ابو موسیٰ یہ کہتے ہیں کہ اللہ کا عدل ہے ابو موسیٰ یہ کہتے ہیں کہ میں روزانہ پکانے کے اندر غلے کو بھر کر فروخت کیا کرتا تھا لیکن صبح میں جب دکان کھولا تھا شام کو دکان بند کرتا تھا۔ عرب کا رہنے والا ابو موسیٰ دن بھر گرد و غبار چٹا رہتا ہے۔ چنانچہ صبح کو پکانے صاف ہوتے تھے۔ دوپہر کے بعد پکانے کی تہہ میں گرد و غبار بیٹھا شروع ہو جاتا تھا اور شام تک گرد و غبار کی موٹی تہہ جمع ہو جایا کرتی تھی۔ لیکن اب وہ غلہ فروخت کرتے ہیں۔ پکانے میں تو جتنا گرد و غبار اتنا غلہ جو ہے کم ہو جاتا ہے۔ وہ خریدنے والے کو نہیں مل پاتا ہے۔ تمام زندگی کا حساب کیا گیا یہ پھرہ پوری گرد و غبار کی وجہ سے رہ گئی تھی۔ وہ ان کے ذمے لگی تھی کہ ایک مسلمان کا پھرہ پوری حق مارا ہے۔ یہ قیامت تک تم عذاب کے اندر دوچار ہو گے۔ امام کے ساتھی ہونفقہ کے ماہر ہو۔ سب سے بہترین عبادت یعنی تجارت کرتے ہو اور انتہائی احتیاط کے ساتھ کرتے ہو لیکن پھرہ پوری کا قرض صرف گرد و غبار کا خیال نہ رکھنے کی وجہ سے ابو موسیٰ کو گرفتار کرتا ہے اور قیامت تک قبر کے عذاب میں گرفتار کرے گا۔ تو خود اعزہ کریں کہ خدا واقعی عدل و حقیقی سے کام لے تو اس کے پاس کون فحسکتا ہے۔ اس لئے چوتھے امام مجتہد کا ملہ میں رورو کے خدا سے دعا مانگتے

ہیں خداوندہ تو میرے حساب و کتاب کے وقت اپنی رحمت کو کام میں لانا۔ اپنے بدل سے کام نہ لیتا، ورنہ ہم بھی اس منزل سے صحیح سلامت نہیں کھل سکتے ہیں لیکن وہ رحمت کا مسئلہ ہی جدا ہے۔

کفن چور کا واقعہ ::

ایک روایت کو نقل کیا تھا امام کے پاس آ کے ایک کفن چور نے کہ یا بن رسول اللہ میرا پیشہ یہ ہے کہ میں کفن چرایا کرتا ہوں اور ایک مرتبہ پھر یہ بات ثابت کر دی جائے کہ جتنے واقعات اب آئیں گے یہ کوئی اصول نہیں ہیں کہ ہمیشہ یہ پیش آئیں بلکہ یہ خدا اپنی قدرت کا کبھی کبھار مظاہرہ کرتا ہے۔ اسی ایک واقعے کو ہماری اور تمہاری عبرت کے لئے پیش کر دیا تھا۔ چنانچہ کفن چور یہ واقعہ نقل کرتا ہے کہ یا بن رسول اللہ میں ایک گناہ کر کے آ رہا ہوں۔ امام نے ایک مرتبہ سوال کیا تیرا گناہ کیا ہے کہا کہ یا بن رسول اللہ بہت بڑا میرا گناہ ہے۔ امام نے فرمایا کہ آخر کتنا بڑا ہے کیا زمین اور آسمان سے زیادہ بڑا ہے۔ یقیناً یا بن رسول اللہ۔ کیا تیرا گناہ عرش و فرش سے زیادہ بڑا ہے۔ یقیناً یا بن رسول اللہ۔ تیرا گناہ عرش و فرش سے زیادہ بڑا ہے۔ کیا تیرا گناہ چاند اور ستاروں سے زیادہ بڑا ہے۔ یقیناً یا بن رسول اللہ میرا گناہ چاند اور ستاروں سے زیادہ بڑا ہے۔ امام کا سوال کہ کیا تیرا گناہ خدا کی رحمت سے بھی زیادہ بڑا ہے تو اس کا جواب یا بن رسول اللہ خدا کی رحمت تو بہت زیادہ وسیع ہے۔ لیکن پھر بھی میرا گناہ بہت بڑا ہے۔ امام سوال کرتے ہیں کہ تیرا

گناہ کیا ہے تو یہ کہتا ہے کہ یا بنی رسول! اللہ میرا کام یہ ہے کہ جب کسی کے مرنے کی اطلاع پاتا ہوں تو اسی رات کو جاتا ہوں۔ اس کے کفن کو کھینچنے کے لئے اس کے کفن کو چرانے کے لئے تو یا بنی رسول! اللہ ایک دن میرے گھر میں قافہ تھا اور میری حالت انتہائی خراب تھی۔ چنانچہ میں گھر سے نکلا اس ارادے سے کہ کچھ کاروبار کروں اور اپنے گھر والوں کا پیٹ پالوں چنانچہ اس ارادے سے گھر سے نکل کر قبرستان پہنچتا ہوں جب قبرستان پہنچا تو ایک تازہ قبر کو دیکھا اور قبر کو دیکھتے ہی بے ساختہ دل میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ چنانچہ قبر میں سوراخ کرتا ہوں۔

قضا نماز کی سزا ::

کفن کو نکالنے کے لئے اور یا بنی رسول! اللہ۔ جیسے ہی قبر میں میں نے سوراخ کیا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص قبر کے اندر ہے کہ جس کو لوگوں نے قبلے کی طرف لٹایا تھا لیکن یہ حالت ہے کہ اس کی گردن کو توڑ کر قبلے سے اس کے منہ کو پھیر دیا گیا ہے اور ایک لوہے کی فینچی اس کے جسم پر ہے۔ اس طرح سے چل رہی ہے کہ متواتر سینے سے پیٹ کے گوشت کو کاٹتی ہے اور کانٹے کے بعد دوبارہ گوشت جڑتا ہے تو لوہے کی فینچی بھر ایک مرتبہ حرکت میں آ جاتی ہے۔ یا بنی رسول! اللہ یہ منظر دیکھتے ہی بے ساختہ ہما گا جیسے ہی میں ہما گا دیسے ہی ایک آواز آئی کہ اے کفن چور کیا تو اس فرشتے سے سوال نہیں کرے گا کہ اسے یہ مذاپ کیوں دیا جا رہا ہے۔ میرے منہ سے یہ فقرہ نکلا کہ نہیں مجھ میں اتنی جرأت نہیں تو اسی آواز نے کہا اچھا میں تمہیں بتاتا ہوں اس قبر

کے مردے کو یہ عذاب اس لئے دیا جا رہا ہے اور قیامت تک ہی عذاب دیا جاتا رہے گا۔ اس لئے کہ یہ اپنی واجب نمازوں کو وقت پر ادا نہ کرتا تھا۔ ذرا تصور کیجئے ذرا عملی تجربے کی کوشش کیجئے ذرا اسی کمال کو فہمی سے کانٹنے کی کوشش کیجئے۔ پتہ چل جائے گا کہ اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر حواشر قیمتی چلائی جائے تو انسان کی کیا کیفیت اور حالت ہوتی ہے۔ تو یابن رسول اللہ میں بھاگتا ہوں اور بھاگ کے قبرستان سے میں اپنے گھر کی طرف آیا۔ جب گھر میں داخل ہوا تو اپنے بچوں کے چہرے کو دیکھا اور ایک مرحبہ پھر دوسرے قبرستان کی طرف چلا۔

چٹل خور کی سزا ::

دوسری روایت کے مطابق اسی قبرستان کی دوسری قبر کی طرف چلا۔ قبرستان میں داخل ہوا ایک اور تازہ قبر نظر آئی تو بے ساختہ اس کی جانب گیا اور جانے کے بعد قبر کو کھودا سوچا کہ کفن نکالوں اور یابن رسول اللہ جس وقت کفن کو نکالنا چاہا اس وقت میری نگاہ پڑی کہ وہ مردہ جس کے کفن کو میں کھینچے جا رہا ہوں۔ وہ مردہ تو سوری شکل میں تبدیل ہو چکا ہے اور سر سے پاؤں تک طوق اور بیڑیوں کے اندر اس کو جکڑ دیا گیا ہے۔ ایک انسان کو سوری شکل میں تبدیل کر دیا جائے تو کتنی اذیت ہو رہی ہو گی۔ اس شخص کو کہ جس کے ساتھ یہ قلب ماحیت کی گئی تھی۔ یابن رسول اللہ اس کے تڑپنے اور رونے کو دیکھ کر میں بے اختیار بھاگا جیسے ہی میں قبرستان میں سے نکلنے والا ہوا۔ یکا یک میرے کان میں آواز آئی اے شخص کیا تو اس مردے سے یہ سوال

نہیں کرے گا کہ اسے یہ عذاب کیوں دیا جا رہا ہے۔ بے ساختہ میرے منہ سے یہ فقرہ نکلا کہ نہیں مجھ میں اتنی ہمت نہیں۔ جواب آیا چل خور تھا اس دنیا کے اندر اس کے علاوہ اس میں کوئی اور خرابی اور کمی نہ تھی یہاں تک کہ یہ نماز شب تک کا پابند تھا۔ لیکن اس ایک خرابی کی وجہ سے قیامت تک اس عذاب کا مستحق رہے گا۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی سزا ::

یا بن رسول اللہ پھر اس گھر سے آتا ہوں دوبارہ قبرستان کی طرف اور انہی مراحل سے گزرا قبر کو کھودا تا کہ کفن کو نکالوں تو میری نگاہ اس مردے پر پڑی۔ اس حالت میں کہ اس کی منہ کو چیر کر اس کی زبان کو وہاں سے نکالا گیا۔ یا بن رسول اللہ جب کہ وہ شخص زندہ ہے اور تمام عذاب کو محسوس کر رہا ہے۔ یا بن رسول اللہ میں گھبرا کے بھاگتا ہوں گھر کی طرف آواز آئی کس لئے بھاگا کیا اس سے سوال نہیں کرے گا۔ میرا وہی جواب کہ مجھ میں اتنی ہمت نہیں تو وہاں سے صاحب شبی نے آواز دی۔ اسی آواز نے مجھ کو بتایا کہ اس کا قصور یہ تھا کہ یہ لوگوں کے مال کو دباؤ کی کوشش کرتا تھا۔ خصوصاً غس و زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد ان کے حق داروں تک غس و زکوٰۃ نہ پہنچاتا تھا۔ چنانچہ قبر کے اندر قیامت تک اس حالت میں عذاب دیا جائے گا۔ یا بن رسول اللہ میں ڈرتا ہوا اور گھبراتا ہوا اپنے گھر میں داخل ہوا۔ دوبارہ بچوں کی حالت نہ دیکھی گئی۔ وقفے وقفے سے یہ واقعہ ہو رہا ہے۔ بہر حال یہ شخص دوبارہ قبرستان میں آتا ہے۔

جھوٹ بولنے کی سزا ::

چوتھی قبر کو کھودتا ہے۔ دیکھتا ہے کہ اس شخص کی پیٹھ کو باندھا گیا ہے اور اس کی پشت کا گوشت آگ کے ستون سے لگا ہوا ہے۔ گوشت کے ساتھ اس کی کھل جل چکی ہے اور چربی کھل رہی ہے۔ اور کھل کھل کر زمین پر بہہ رہی ہے۔ اس کی عجیب حالت ہو رہی ہے۔ شخص قرا نہیں لیتا۔ لیکن اسے اوپر سے دبا کر مجبور کیا جا رہا ہے کہ قبر ہی کی زمین کے اوپر لیٹا رہے اور وہاں سے حرکت نہ کرنے پائے۔ یا بن رسول اللہ جب میں نے یہ حالت دیکھی تو میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوا بھاگا لیکن آواز آئی کہ اس کا قصور دریافت کر میں نے کہا کہ مجھ میں ہمت نہیں تو جواب ملا اس کا قصور صرف یہ تھا کہ یہ اپنے ذاتی مفاد کے لیے اور بغیر کسی مفاد کے اپنے دوستوں اور رشتہ داروں سے جھوٹ بولا کرتا تھا۔ وہ جھوٹ جو ہماری اور آپ کی نگاہ میں کوئی گناہ ہی نہیں ہے لیکن گناہ قدرت میں اتنا بڑا گناہ ہے کہ قیامت تک اسی حالت میں زمین کے ساتھ اس کی پیٹھ لگی رہے گی کہ اس کی پیٹھ جل رہی ہے اور گوشت جو ہے وہ دک رہا ہے اور چربی پھل پھل کے زمین پہ بہہ رہی ہے اور اسی حالت میں مجبور کیا جائے گا کہ تمام قیامت کا عرصہ گزارد۔

اللہ کے احکامات کو فراہوش کرنے کی سزا ::

یا بن رسول اللہ گھبرا کے گھر آتا ہوں۔ بھریچوں کی حالت کو دیکھ کے قبرستان میں جاتا ہوں۔ اب جو قبرستان میں داخل ہوا میں اور قبر کو کھودا تو میں نے اندر یہ حالت

دیکھی مردے کی کہ ایک آگ کا بنا ہوا ڈھرا ہے جو اس کے پاخانے کے مقام سے اور آگ کا دوسرا بنا ہوا ڈھرا اس کے حلق سے دھکیلا جا رہا ہے۔ اس کی حالت بگڑ رہی ہے وہ اس چیز کو برداشت نہیں کر پا رہا ہے لیکن عذاب کے فرشتے تو کسی قسم کی کوئی نرمی نہیں کر رہے۔ میں بھاگتا ہوں اور بھاگ کے قبرستان سے نکلتا ہوں تو وہی سوال جواب ہوتے ہیں اور اس کے بعد مجھے وجہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ کھلاڑی تھا اللہ کے احکامات کو فراموش کر کے کھیل اور کود میں لگ جایا کرتا تھا۔ ایک طرف نماز کا وقت آیا تو توجہ نہ دی روزے کا وقت آیا تو کھیل سے توجہ نہ ملی۔ ذکر الہی ہونے لگا تو اپنے کھیل میں مست رہا۔ چنانچہ حکم الہی سے قیامت تک اس حالت میں عذاب دیا جائے گا اور کوئی اس کو اس عذاب سے بچانے والا نہ ہو گا۔

بخش کا ذریعہ ::

تو یابن رسول اللہ میں اتنا بواگناہ کر کے آپ کی بارگاہ میں آیا ہوں۔ کیا میں کسی طریقے سے اپنے گناہ کو معاف کرنا سکتا ہوں۔ تو امامؑ نے کہا کہ تیرا گناہ معاف ہو گیا تو بخشا گیا صرف اس لئے کہ تو نے قبر کی حالت بتا کے بہت سے مومنوں کو ان گناہوں سے بچالیا تھا۔ تیرا یہ ایک کام خدا کی نگاہ میں اتنا بواگناہ بن گیا ہے کہ تیری تمام زندگی کے گناہ معاف کر دیئے گئے۔ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ جہاں جا۔ اس پیغام کو لیتا جا اور خدا کے اس نمونے کا تذکرہ ہر مقام پر کرتا رہے تو بہر حال قدرت بعض اوقات اپنی قدرت کاملہ کا نقشہ دیکھانے کے لئے یا ہم جیسے

عالموں کو بیدار کرنے کے لئے اس قسم کے مظاہرے ہماری اور آپ کی آنکھ کے سامنے پیش کر دیتی ہے۔ تاکہ پتہ چل جائے اب ہوش میں آ جاؤ۔ اب بھی اس منزل میں جانے سے پہلے سنبھل جاؤ۔ جہاں جانے کے بعد سوائے ندامت اور پشیمانی کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

طہارت کی پرواہ نہ کرنے کی سزا ::

پیغمبر اسلام کے ایک صحابی سفر پر جاتے ہیں اور سفر سے واپس آتے ہیں۔ جب سفر سے واپس آئے تو پیغمبر اسلام نے اپنے صحابی کو دیکھا کہ چہرے کا رنگ زرد ہے۔ تمام جسم کانپ رہا ہے۔ بے ساختہ سوال کیا کہ اے میری محبت میں بیٹھنے والے تجھ پر اس سفر میں کیا گزری۔ جو اس طرح سے تیری حالت بدل گئی ہے ایک مرتبہ آہ بھر کے کہا یا رسول اللہ بس یہ سوال نہ کیجئے جو کچھ میں نے دیکھا ہے اب وہ تمام زعمی میرے لئے کافی ہے۔ یا رسول اللہ میں ابھی سفر کے لئے جا رہا تھا۔ راستے میں میرا گزر اس مقام سے ہوا۔ جہاں کچھ پرانی قبریں بنی ہوئی ہیں۔ میرے کانٹے کے ساتھ میری ٹھک جوتھی وہ ٹھک رہی تھی۔ میں ایک قبر کے کنارے سے گزرا تو اس وقت میں نے دیکھا کہ ایک شخص قبر سے نکل کے آیا۔ اس حالت میں کہ پاؤں سے لے کے تمام جسم میں جل رہا ہے اور بے ساختہ وہ چیخ رہا ہے کہ پانی پانی ایک گھونٹ پانی۔ یا رسول اللہ اس کی حالت کو دیکھ کے مجھ سے رہا نہ گیا۔ میں نے کوزے میں سے پانی نکال کر اس کی طرف بڑھا نا چاہا کہ یکا یک میں نے دیکھا کہ قبر سے ایک

دوسرا شخص باہر آتا ہے اور باہر آنے کے بعد کہتا ہے کہ تم تو پیغمبرؐ کے صحابی ہو۔ یہ شخص درحقیقت پیغمبرؐ اسلام کا زبانی اقرار کرتا تھا۔ لیکن کبھی کبھار پیغمبرؐ کی باتوں پر عمل نہ کرتا تھا۔ چنانچہ اس کو ابھی عذاب دیا جا رہا ہے۔ تم اسے پانی پلا کر کسی قسم کی مسرت نہ پہنچاؤ۔ یہ کہہ کر اس نے ایک مرتبہ لوہے کی زنجیر اس آگ میں جلنے والے کی طرف پھینکی۔ زنجیر نے اس کی گردن کو اپنی گرفت میں لیا اور ایک مرتبہ کھینچ کے اس کو قبر میں گرا دیا۔ یا رسول اللہ اس منظر کو دیکھ کر میں کانپتے ہوئے آگے بڑھا تو رات کا وقت ہو رہا تھا۔ میں نے ایک بڑھیا کا مکان تھا۔ یہ ایک روایت ہے جو پیغمبرؐ کے صحابی نے نقل کی۔ وہاں ایک بڑھیا کا مکان تھا۔ رات کا وقت قریب آچکا تھا۔ چنانچہ میں نے بڑھیا سے سوال کیا۔ اے بڑھیا کیا آج رات مجھے اپنے ہاں گزارنے دے گی۔ تو بڑھیا نے کہا کہ شوق سے آپ تشریف لائیے۔ جب میں بڑھیا کے مکان کے اندر داخل ہونے لگا تو میں نے دیکھا کہ محن میں ایک قبر بنی ہوئی ہے۔ میں نے توجہ نہ دی اور گھر کے اندر داخل ہو گیا۔ آدمی رات کا وقت تھا۔ ایک مرتبہ ایسی چیخ کی آواز آئی کہ سارا مکان لرز کے رہ گیا۔ میری آنکھ کلی میں گھبرا کے اٹھا تو متواتر میرے کانوں میں چیخوں کی آواز آنے لگی اور اس کے ساتھ ساتھ انتہائی درد بھری آواز تمام رات میں نے اس حالت میں گزاری کہ کوئی چیخ رہا ہے رو رہا ہے۔ آواز آرہی ہے۔ کان ٹمپا بول فنق فنا فنق۔ اتنا درد اور تکلیف تھی کہ میں اپنی نیند کے اوپر قابو نہ پاسکا۔ نیند فرار ہو گئی۔ مجھ سے اور میں ایسی حالت میں بستر پر بیٹھا رہا۔ مجھے پتہ نہیں کہ یہ کون چیخ رہا ہے اور کیوں چیخ رہا ہے۔ صبح سویرے میں

سوت جاتے نہیں

اس بڑھیا کے پاس گیا اور جانے کے بعد یہ سوال کیا کہ اے بڑھیا کل رات کو میں نے ایک عجیب بات یہاں محسوس کی کسی کے رونے کی آواز کسی کے چیخنے کی آواز۔ بڑھیا نے کہہ ہاں میں تو عادی ہو چکی ہوں۔ یہ آواز جو ہے اس سامنے والی قبر سے آرہی تھی۔ میں نے سوال کیا یہ قبر کس کی ہے تو جواب ملا یہ قبر میرے مرحوم شوہر کی تھی۔ میں نے سوال کیا کہ آخر اس جملے کا مطلب کیا ہے۔ ٹال مٹاؤں۔ پیشاب اور کیسا پیشاب فحش و فاحش مکہ اور کیسی مکہ۔ آخر اس کا مقصد کیا ہے تو اس بڑھیا نے جواب دیا کہ میں تو صرف اتنا سمجھ سکی ہوں کہ تمام زندگی یہ جب بھی پیشاب کرتا تھا تو کھڑے ہو کر پیشاب کرتا تھا۔

اور کبھی اتنی احتیاط نہ کیا کرتا تھا کہ اپنے کپڑے اور پاؤں کو پیشاب کے قطرات سے بچالے۔ میں اس کو نصیحت کرتی رہتی تھی کہ اے شخص اونٹ جو ایک جانور ہے وہ بھی پیشاب کے وقت اتنی احتیاط کرتا ہے کہ بھروسہ کو پھیلا لیتا ہے اور تو اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود توجہ نہیں دیتا۔ تب یہ شخص یہ کہہ کے ٹال دیا کرتا تھا ٹال وٹال۔ پیشاب اور کیسا پیشاب اور کیسی نجاست۔ مجھے یقین ہے کہ اب وہ اسی وجہ سے اس عذاب کا شکار ہے اور اپنے اس جملے پر افسوس کر رہا ہے۔ میں نے سوال کیا فحش و فاحش مکہ اور کیسی مکہ۔ آخر اس کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔ بڑھیا نے کہا مجھے اتنا یاد آرہا ہے کہ ایک دن ایک شخص انتہائی بیا س میرے اس مکان میں داخل ہوا تھا۔ اتفاق سے میرا مرحوم شوہر سامنے بیٹھا تھا۔ اس بیا سے شخص نے میرے اس مرحوم شوہر سے سوال کیا کہ مجھے پیاس لگی ہے۔ تھوڑا سا پانی پلا دے۔

میرے مرحوم شوہر نے مکہ کی طرف اشارہ کیا جاؤ اور جا کے پی لو۔ میرے شوہر کو معلوم تھا کہ یہ مکہ بالکل خالی ہے۔ لیکن اس نے مذاق کرتے ہوئے اس شخص کو مکہ کی طرف بھیج دیا۔ وہ مکہ کی طرف گیا۔ بے ساختہ اس نے اٹھا کے منہ سے لگایا اور جب پانی کا ایک قطرہ نہ پایا لیکن اس کے چہرے کی عیساں کی وجہ سے ایسی ہوئی کہ میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتی۔ اگرچہ میں نے بعد میں پانی پلا دیا۔ غالباً اس ضرورت مند کے ساتھ مذاق کرنے کی وجہ سے اب قیامت منت یہ اس عذاب کے اندر گرفتار ہے۔ غالباً اسی وقت کو یاد کر رہا ہے۔ کہ جب اس نے ایک ضرورت مند کے ساتھ مذاق کیا تھا۔ روایت میں ہے کہ یہ سن کے بے ساختہ پیغمبرؐ رونے لگے اور رونے کے بعد یہ حکم دیا کہ اس ملائے سے کوئی شخص اپنے ساتھی کے بغیر نہ جائے۔ کیونکہ وہ علاقہ وادی برصغور کے قریب ہے۔

ماں کی نافرمانی کی سزا ::

آبان ابن تغلب کا گزر ہوتا ہے۔ ایک گاؤں سے عصر کا وقت آچکا تھا۔ اور آبان ابن تغلب گاؤں کی مسجد کے اندر داخل ہوتے ہیں۔ ظہر اور عصر کی نماز کو انجام دے کر باہر نکلتے ہیں۔ مسجد کے پہلو میں قبرستان تھا کہ یکا یک آبان ابن تغلب نے ایک ایسی آواز سنی کہ جیسے کہیں سے زمین کو پھاڑ دیا گیا ہو بے ساختہ غور سے دیکھا تو نظر پڑی کہ قبرستان کی ایک قبر درمیان سے پھٹ رہی ہے اور اس میں سے ایک شخص باہر نکل رہا ہے۔ اس کی حالت یہ کہ اس کا تمام جسم آدمیوں جیسا اور اس کا چہرہ

گدھے کی طرح ہے۔ عین مرتبہ کھڑے ہو کر گدھے کی طرح انتہائی تکلیف میں چنچا اور اس کے بعد اپنی قبر میں واپس چلا گیا۔ قبر بند ہو گئی۔ امام کے ساتھی گھبرائے پریشان ہوئے کہ یہ کیا بات ہے اور اس میں زیادہ پریشانی یہ کہ اتنا بڑا واقعہ ہو گیا گاؤں کا کوئی شخص نہ آیا۔ مسجد سے نکلے ہیں گاؤں والوں کے پاس جاتے ہیں۔ سوال کرتے ہیں اے گاؤں والو ابھی میں نے یہ واقعہ دیکھا۔ آخر یہ کیا تھا تو گاؤں والوں نے جواب دیا ہم تو اس کے عادی ہو چکے ہیں۔ یہ شخص درحقیقت شرابی تھا اور شرابی ہونا اس کا گناہ نہیں شراب پیا کرتا تھا۔ روزانہ جب بھی وقت آیا کرتا تھا تو اس کی ماں اس سے کہا کرتی تھی اور جا جا کر مسجد میں نماز پڑھ لیا کر۔ اور یہ اپنی ماں کو جواب دے کر بل جایا کرتا تھا۔ اے عورت زیادہ گدھے کی طرح نہ چیخ مجھے اپنا کام کرنے دے۔ جس کی وجہ سے غالباً کچھ کھانا اپنی ماں کو گدھے سے سبست دی۔ اس لئے غالباً آخرت تک خدا نے اس کے لئے یہ عذاب مقرر کر دیا ہے۔ یہ امام کے ساتھی کا واقعہ ہے جس میں کسی شک و شبہ کی محبت نہیں۔

﴿ اگر خدا کسی کے ساتھ ہو جائے ﴾

لا الہ کا مطلب کیا ہے ::

جو ہم لا الہ الا اللہ کہتے ہیں یہ لا الہ الا اللہ کیا ہے۔ یہ لا الہ الا اللہ ایسا نہیں کہ آپ ٹیپ ریکارڈر میں جیسے لا الہ الا اللہ بھر دیں مٹن دیا یا ایک جملہ نکل آیا مٹن دیا یا ایک جملہ بند ہو گیا اس طرح سے مادے سینوں میں یہ جملہ نہیں بھرا ہوا ہے کہ ہم کو پتہ ہی نہ ہو کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں لا الہ الا اللہ ایک بہت بڑی بات ہے ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جب ہم کہتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جس کے سامنے ہم سر جھکائیں جس سے ہم ڈریں جس سے ہم خوف کھائیں تو اسی ایک جملہ میں پورے معاشرے سے جنگ کرنے کا اعلان چھپا ہوا ہے۔ تو آج کے بعد نہ ہم اپنے نفس کی بات مانیں گے نہ معاشرے کی مانیں گے نہ ہم اپنے دوستوں کی بات مانیں گے اور نہ ہم اپنے کاروبار یا ملازمت جہاں کر رہے ہیں۔ وہاں لوگوں کی بات نہیں مانیں گے نہ ہم دنیا کے کسی حکمران یا ڈکٹیٹر کی بات مانیں گے لا الہ الا اللہ یہ اس بات کا اعلان ہے کہ نہ سوائے خدا کے کسی سے ڈرتے ہیں اور سوائے خدا کے نہ کسی کے آگے ہماری پیشانی جھکتی ہے۔ وہ جو ایک حدیث کا جملہ ہے کہ کئی بڑی کائنات کی حقیقت پوشیدہ ہے کہ جو اللہ سے ڈرا اس کے بعد اس کو کسی سے ڈرنے کی

ضرورت نہیں اور جو اللہ سے نہیں ڈرا وہ یہ نہ سمجھے کہ بڑا بہادر ہے پھر اسے ہر ایک سے ڈرنا پڑے گا۔ کبھی وہ اپنے دفتر والوں سے ڈرے گا۔ کبھی وہ اپنی دکان پر آنے والے گاہکوں سے ڈرے گا کہ وہ ناراض نہ ہوں کبھی۔ وہ اپنے دوستوں اور رشتہ داروں سے ڈر جائے گا کہ ان کی بات نہ مانی تو یہ ہمارا بایکٹ کر دیں گے۔ کبھی وہ اپنی حکومت کے قانون سے ڈرے گا کبھی وہ سپر پاور سے ڈرے گا۔ ایک خدا سے جو نہ ڈرا اب اسے ہر ایک سے ڈرنا پڑے گا اور جو خدا سے ڈرا ایک ڈر تو اس کے دل میں آجائے گا اس کے بعد سارے ڈر اس کے دل سے نکل جائیں گے۔ کیونکہ اسے پتہ ہے کہ دنیا پوری اگر میری مخالف ہو جائے پوری دنیا بھی اگر میری دشمن ہو جائے تو مجھے کیا نقصان پہنچا سکتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ میرے رزق کے ذریعے کو بند کر سکتی ہے یا زیادہ سے زیادہ میری جان لے سکتی ہے مگر اسے پتہ ہے کہ جس کے ساتھ خدا کی طاقتیں ہو جائیں اس کے بعد نہ کوئی ہمارا رزق بند کر سکتا ہے اور نہ جان لے سکتا ہے اس اعتبار سے کہ قرآن کریم کا ایک وعدہ ہے سورہ طلاق 65 واں سورہ ہے، 28 ویں پارے کے تقریباً آخر میں ہے اس کی دوسری اور تیسری آیت جس کے بارے میں پیغمبر کی حدیث ہے کہ کوئی آدمی کسی مصیبت اور پریشانی میں مبتلا ہو جائے اور نماز صبح کے بعد 7 مرتبہ ان دو آیتوں کو پڑھے تو وہ خود دیکھے گا کہ کتنی جلدی اس کی یہ مصیبت اور پریشانی دور ہو رہی ہے اور خدا اس کی اس پریشانی کو کتنے جلدی راحت اور سکون میں بدل رہا ہے وہ کون سی دو آیتیں ہیں ”وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ“ جو اللہ سے ڈرتا ہے یہی اسی آیت کا ترجمہ ہے۔ ”يَجْعَلْ لَّهِ

اگر خدا کسی کے ساتھ ہو جائے

محرر جاہ “اللہ بڑی سے بڑی پریشانی میں بھی اس کے بیچ نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دیتا ہے” و یوزلہ من حیث لا یحسب ط “آیت کا ایک ایک لفظ اتنا قیمتی ہے اگر آپ اس پر غور کریں تو گھنٹوں گزر جائیں گے آیت کی معرفت حاصل کرنے میں اور اللہ اسے رزق دیتا ہے ایسے مقام سے کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہاں سے بھی مجھے رزق مل سکتا ہے۔

فطرت بدل جاتی ہے اگر خدا چاہے ::

”وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ“ تو جو اللہ پر بھروسہ کر لے تو اللہ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے ان الہ بالغ امرہ ط کیونکہ اللہ جب کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ اپنے ارادے کو پورا کر کے رہتا ہے ”قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا“ یہ دوسری بات ہے کہ اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک مقدار معین کی ہے کہ اتنے دنوں کے بعد آپ کا امتحان مکمل ہو گا لیکن اللہ پہ بھروسہ کر لو اللہ سے ڈر جاؤ اب تو یہ قرآن کی آیت آگئی جسے آپ کسی بھی پریشانی کے لیے سات مرتبہ نماز صبح کے بعد تلاوت کریں اور جب اس کام کو کرنے جائیں جس میں آپ گھبرارے ہیں اس وقت بھی اس آیت کی تلاوت کر کے داخل ہوں آپ دیکھیں گے کہ پیغمبر کا وعدہ بھی ہے خود اس آیت میں بھی یہی پیغام دیا جا رہا ہے ہم تمہارے بچنے کا راستہ نکالیں گے ہم تمہارے رزق کا انتظام کریں گے ہم تمہارے مددگار بنیں گے اور ہم جو ارادہ کر لیں اس ارادے کو پایہ تکمیل تک پہنچا کر رہتے ہیں۔ تو یہ آیت ایک ایسی آیت

ہے جو پیغام دے رہی ہے کہ اللہ سے صحیح معنوں میں ایک آدمی ڈر گیا اور اللہ پہ
 بھروسہ کر لیا تو اب دنیا کی کوئی طاقت اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی اس لیے کہ اللہ جس
 کی سائیڈ میں آ گیا اللہ جس کی حمایت میں آ گیا اللہ جس کا سپورٹر بن گیا اب اس
 کے لیے قوانین قدرت بدل جایا کرتے ہیں اللہ کی مدد تو لیجئے اگر اللہ کی مدد مل جائے
 تو ناممکن کام ممکن بن جایا کرتا ہے اگر اللہ کی مدد نہ ہو تو 2 جمع 4 کی طرح قیمتی کام
 بھی ایک دم سے ختم ہو کے رہ جایا کرتا ہے۔ اللہ اگر کسی کا مددگار بنے۔ قوانین
 قدرت بدل جایا کرتے ہیں۔ مثلاً آگ میں جا کر بیٹھے گا تو آگ گلستان بنے گی
 ابراہیمؑ ہمارے سامنے ہیں پانی کا کام ہے ڈیونا اگر اللہ کسی کے ساتھ ہو تو موسیٰؑ کا
 لشکر اسی پانی میں سے گزر رہا ہے اور بڑے آرام سے گزر رہا ہے چھری کا کام ہے
 کاٹنا لیکن اگر اللہ کسی کے ساتھ ہو تو اساحیلؑ کی گردن چھری تلے تو کوئی نقصان نہیں
 پہنچ رہا۔ یہ ساری مثالیں ہمارے سامنے ہیں اگر اللہ کسی کے ساتھ ہو تو ہاتھیوں کا
 کام ہے روند کے جاہ کر دینا اگر اللہ کسی کے ساتھ ہے تو کعبہ محفوظ ہے یہ ساری
 مثالیں ہمارے سامنے ہیں کہ اگر اللہ تمہارے ساتھ ہو جائے تو یاد رکھو قانون
 قدرت بدل جایا کرتے ہیں آگ ہوتی ہے جلاتی نہیں ہے پانی ہوتا ہے ڈیونا نہیں
 ہے چھری ہوتی ہے مگر کاٹتی نہیں ہے ہاتھی ہوتے ہیں اور کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے
 ہیں اسی لیے تو اللہ اپنی قدرت دیکھاتا ہے

کبھی تکبر نہ کرو ::

ایک عجیب بات بعض مورخین نے لکھا ہے انہوں نے کہا ہے کہ جب ہم تاریخ پڑھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ چار بہت ہی بڑے طبیب گزرے ہیں میڈیکل سائنس کے ماہر ڈاکٹر ستراطو اتنا مشہور ہے کہ آج بھی میڈیکل کالج میں اس کا حلف اٹھوایا جاتا ہے نئے ڈاکٹر سے۔ اس کے علاوہ افلاطون فلسفی ہیں منطقی ہیں مگر ایک بہت بڑا حکیم بھی ہے ارسطو اپنے زمانے کا مانا ہوا طبیب ہے اور جالی نوس یہ سب یونانی حکماء ہیں اور یہ جتنے بھی حکیم ہیں ویسے تو یہ ہر بیماری کا علاج کر سکتے ہیں مگر ان میں سے ہر ایک کسی ایک ایک بیماری میں سپیشلسٹ تھے جیسے ستراطو۔ بی کی بیماری کا ماہر تھا افلاطون ہر بیماری کا علاج کرے گا لیکن ماہر تھا قالج کی بیماری کے علاج کا۔ ارسطو ویسے تو ہر بیماری کا علاج کر سکتا تھا مگر ٹائیفائیڈ کی بیماری کے علاج میں اس جیسا کوئی طبیب نہیں گزرا۔ اب عجیب بات ہے کہ جب تاریخ دانوں نے حالات پڑھے تو حیران ہو گئے ستراطو کسی بھی بیماری میں مر سکتا تھا لیکن مرادہ اسی ٹی۔ بی کی بیماری میں کہ جس کا وہ سب سے بہترین طبیب تھا۔ اور حالات میں ملتا ہے کہ جب وہ ٹی۔ بی کی بیماری آخری سٹیج پر تھا اس کی اس وقت کی دوا دوسرے ٹی۔ بی کے مریضوں کو قائدہ پہنچا رہی تھی اس پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ افلاطون کسی اور بیماری میں مر سکتا تھا مگر وہ مرا اسی قالج کی بیماری میں جس کا وہ اسپیشلسٹ تھا اور جب وہ قالج کی بیماری میں چلا تھا تو اس کی دوا دوسرے قالج کے مریضوں کو ٹھیک کر رہی تھی مگر وہ اپنا

علاج نہ کر پا رہا تھا۔ ارسطو جو ٹاکھائیڈ کی بیماری کا بہترین معالج تھا وہ اسی بیماری سے مراد دوسروں کا علاج اس بیماری میں بھی کر رہا ہے اور اپنا علاج نہیں کر پا رہا ہے۔ جالی نوس وہی اسحال کی بیماری میں مرا ہے اس بیماری میں وہ دوسروں کا علاج کر رہا تھا اور وہ ٹھیک ہو رہے ہیں مگر اپنا علاج نہیں کر پا رہا ہے۔ جو سب سے بڑا اسپیشلسٹ ہوتا ہے اسی کے اندر وہ ہمیشہ ٹھوکر کھاتا ہے نقصان اٹھاتا ہے۔ تو ایک چیز جو بار بار مومن سے کہی گئی اپنے علم پر اپنی معلومات پر دیکھیں یہ بات جب ہم کہتے ہیں تو دنیا مذاق بھی اڑاتی ہے اپنے میزائلوں پر اسلوں پر کبھی بھی وہ تکبر نہ کریں نہ ہم ان چیزوں سے ڈریں اس لیے کہ اللہ ہمارے ساتھ ہو گیا یہ ساری چیزیں بیکار ہو جائیں گی انسان اتنا طاقتور ہو کے بھی کتنا حقیر ہے آڑ میڈی زلزلہ آیا روس دنیا کی سب سے بڑی دوسری طاقت جو اپنے آپ کو خدا سے بڑا سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا کہاں ہے ذرہ بتاؤ لیکن وہ زلزلہ جس کے باعث مجبوراً کہنا پڑا روس کے حکمرانوں کو کہ انسان آج بھی کتنا مجبور ہے اپنے آپ کو اتنا طاقت ور سمجھ کے اور جب کہ زلزلہ وہ چیز ہے کہ اکثر جانوروں کو پتہ چل جاتا ہے کہ زلزلہ آنے والا ہے آج بھی جدید ترین لیسٹ رپورٹ زلزلے کے بارے میں یہ نہیں جانتے ہیں۔ جانوروں کی حالت دیکھ کر بتایا جاسکتا ہے کہ فلاں علاقے میں بارہ گھنٹے کے اندر زلزلہ آئے گا کتوں کی حالت بدل جاتی ہے خرگوش کی حالت بدل جاتی ہے چوہوں کی حالت بدل جاتی ہے انسان کی بہترین سے بہترین چیز کبھی نہیں بتا سکتی ہے کہ کب زلزلہ آئے گا محقق طوسی کا ایک واقعہ بڑا مشہور ہے محقق طوسی ہمارے بہت ہی

اگر خدا کیساتھ ہو جائے

بڑے عالم ہیں اور وہ عالم ہیں جن کو ایک لقب ملا ہوا ہے ہماری طرف سے خیر لقب تو خاصا سب سے تمام شیعہ علماء کی طرف سے کہ معصومین کے علاوہ سب سے زیادہ اگر کسی نے شہادت کو پھیلایا ہے تو وہ محقق طوسی ہیں۔ محقق طوسی ہلاکو خاں کے وزیر اعظم تھے اور انہوں نے ہی ہلاکو خاں اور اس کے خاندان میں دین اسلام کو پہنچا یا وہ ہلاکو خاں کا خاندان جو بعد میں ایسا مسلمان بنا کہ یورپ تک اسلام کو لے کر گئے ہیں وہ سارا کریڈٹ جاتا ہے محقق طوسی کو تبلیغ میں مبلغ اول کہلاتے ہیں ان سے زیادہ دین اہل بیت کی تبلیغ کسی نے نہیں کی۔ غیر معصوم میں سے یہ محقق طوسی ہیں یہ اپنے زمانے کے فلکیات کے بہت بڑے ماہر تھے اور آج بھی مغربی دنیا جن تین یا چار مسلمان سائنسدانوں کو مانتی ہے ایک محقق طوسی ہیں اگرچہ یہ شیعہ عالم ہیں بلکہ فقہ پر اور تاریخ پر زیادہ ریسرچ کرنے کی بجائے انہوں نے علم نجوم علم فلکیات، علم ریاضی علم فلسفہ اور علم منطق میں زیادہ بحث کی۔ بہت ہی بڑا اور بلند ان کا مقام ہے ان علوم کے اندر، آج بھی روس میں ان کی بتائی ہوئی چیزیں موجود ہیں کیونکہ پہلے روس مغلوں کے ہاتھ میں تھا ان کی بتائی ہوئی آئینہ روٹری موجود جس پر چڑھ کر یہ چاند، سورج، مریخ اور عطارد کا جائزہ لیا کرتے تھے اور ایسا ان کا انکوریٹ حساب کتاب آج بھی سائنسدان حیران ہوتے ہیں کہ بغیر کسی آلات کے انہوں نے حساب کتاب کیسے لگایا۔ تو خیر ان علوم کے ماننے ہوئے ماہر تھے ایک مرتبہ سفر پر جا رہے تھے تو دوران سفر ایک بھکی والے کے قریب سے ان کا گزر ہوا بھکی والے دیرانے کے اندر چلکیاں بنا کے رہتے ہیں اور وہی پہ گندم وغیرہ کو پیتے ہیں تو طریقہ

اگر خدا کیساتھ ہو جائے

یہ ہوتا ہے کہ عام طور پر جنگوں میں دیرانوں میں اور کوئی طے یا نہ طے چکی دلائل جاتا ہے جس کے گھر ایک رات انسان آرام کر سکتا ہے ان کو بھی شام ہو گئی اور آرام کرنا تھا قریب ایک چکی والا تھا چنانچہ محقق طوسی نے اس سے کہا یہ ایک دستور تھا چکی والوں کو بھی پتہ ہے کہ ہمارا مکان جو ہے وہ راتھ ساتھ مہمانوں کے لیے بھی ہوتا ہے وہ بھی ان چیزوں کے لیے تیار ہوتے ہیں پہلے زمانے میں خیر مہمانوں کا بہت ہی احترام کیا جاتا تھا چنانچہ اس نے کہا ٹھیک ہے اگر چہ اسے پتہ نہیں کون ہے لیکن یہ اس نے کہا محقق طوسی سے کہ جب رات کے وقت محقق طوسی نے آرام کرنا چاہا صحرا کی راتیں بڑی ٹھنڈی اور پیاری ہوا کرتیں ہیں جتنے بدترین دن ہوتے ہیں صحرا میں اتنی ہی حسین رات ہوتی ہے۔ صحرا کی رات محقق طوسی نے چکی والے کے گھر کے باہر اپنا بستر لگوا دیا کہا کہ رات کو میں باہر آرام کرتا ہوں اس نے کہا خیر آپ مہمان ہیں آپ کی مرضی لیکن آج رات تو بارش ہونے والی ہے اس لیے آپ گھر ہی میں آرام کریں تو بہتر ہے۔ محقق طوسی نے کہا اور کہا آپ جا مل آدی جسے کچھ ہی نہیں پتہ اور یہ ظلمات کے سب سے بڑے ماہر دوبارہ سارا حساب کتاب لگایا اچھو سہیل بالکل ناممکن ہے بارش ہو ہی نہیں سکتی محقق طوسی پاکستان کے محکمہ موسمیات کی طرح نہیں ہیں کہ چھوٹن کوئی کریں اس کا الٹ ہو بلکہ یہ ماہر ہیں اپنے علم کے دنیا آج بھی ان کو ماہر مانتی ہے ایک مرتبہ کہا کہ ناممکن ہے حساب کتاب جو چاند سورج کی جو کہت ہواؤں کا رخ ہے ساری چیزیں آج تو بارش ہو ہی نہیں سکتی اس نے ایک مرتبہ کہا کہ ٹھیک ہے آپ کی مرضی جو میرا اپنا اندازہ تھا میں نے آپ کو بتا دیا محقق طوسی

اگر خدا کسی کے ساتھ ہو جائے

سکرائے جس طرح سے بڑے عالم تھے کہ بالکل چھوٹا سا جاہل نادان بچہ کوئی مسئلہ بتائے گا تو توہین تو نہیں کریں گے سکرا کے اس کی بات کو ٹال دیں گے اور سو گئے۔ جب آدمی رات ہوئی تو ایک دم سے اتنی تیز بارش ہوئی کہ گھبرا کے کھڑے ہوئے دھڑ دھڑ بڑے زور سے دروازہ کھٹکھٹایا، بڑی مشکل سے نکلا اور جب وہ لے کے گیا تو اس کا انداز تو ٹھیک ہو گا میں تو پہلے ہی آپ سے کہہ رہا تھا، مگر آپ نے میری بات نہیں مانی، اور آپ اس کا فذ قلم کے پیچھے لگے رہے آج تو بارش ہونا ہی تھی۔ اچھا محقق طوی کو تجس ہوا جہاں علم کی بات آتی ہے وہاں آدمی یہ نہیں دیکھتا کہ میری توہین ہو گئی ہے اور اپنی بات کو کسی طرح صحیح ثابت کروں اور دلیل بھی لے کے آ جاؤ کہا کہ نہیں واقعاتم نے صحیح کہا تھا مگر بتاؤ آپ کس طرح حساب کتاب لگاتے ہے تیرا طریقہ کار کیا ہے جیسے میٹھی میٹکس میں فارمولے ہوتے ہیں میں نے تو یہ فارمولا اچھائی کیا تیرا فارمولا کیا ہے جس نے اسے یقین کے ساتھ تجھے یہ بات بتادی اس نے کہا۔

مجھے تو یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ ان الفاظ کا مطلب کیا ہے آپ کہہ کیا رہے ہیں محقق طوی نے کہا میں معلوم یہ کر رہا ہوں کہ جب سارے حساب بتا رہے ہیں کہ بارش ہوئی نہیں سکتی ایک تو وہ حساب ہوتا ہے کہ فنٹی فنٹی چالس ہے مگر حساب میں تو 100 پرسنٹ ہے کہ بارش نہیں ہوگی تم نے کیسے کہہ دیا تم نے کیسے حساب لگایا۔ اس نے کہا حساب کتاب تو میں کچھ نہیں جانتا ہوں میرے ہاں ایک طریقہ ہے کہ جب کبھی بارش ہونے والی ہوتی ہے اس دن میرے گدھے کے کان لگے ہو جاتے ہیں کہ

اگر خدا کے ساتھ ہوتا ہے

کبھی باہر رہنے کو تیار نہیں ہوتا آج شام کو میں نے دیکھا کہ گدھے کی وہی حالت ہے اور کتے کی وہی حالت ہے میں سمجھ گیا کہ یعنی بارش ہونے والی ہے محقق طوسی نے فوراً کہا بے شک پروردگار نے انسان کو کتنا حقیر بنایا ہے کہ اتنا بڑا عالم جو آج تک ضرب الشل ہے جیسے آج کل کے دور میں کوئی آئن سٹائن کا واقعہ پیش کرے وہ محقق کا مقام ہے لیکن ایک گدھا اور کتا خدا کی طرف سے زیادہ طاقتیں رکھتا ہے اس لیے یہ علم یہ پتہ یہ صلاحیتیں سب بیکار ہیں جب خدا چاہے گا تو ایک کمزور ترین انسان سے ایک بہترین کام لے سکتا ہے اور اگر خدا نہ چاہے تو علم ہے تو دھرا رہ جاتا ہے۔ طاقت ہے تو دھری رہ جاتی ہے مال ہے تو دھرا رہ جاتا ہے بس ایک مرتبہ انسان یہ کوشش نہ کرے کہ دنیاوی طاقت ہی میرے پاس آئے ہاں میں یہ نہیں کہہ رہا کہ سب کچھ چھوڑ کر گھر میں بیٹھ جائے اسلام تو وہ دین ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا ہے۔ اگر تمہارے ہاتھ میں ایک کجور کی شاخ ہے تم زمین میں یونا چاہ رہے تھے کوئی بھی فصل تمہارے ہاتھ میں بیج یا شاخ ہے کہ تم بیج یونا چاہ رہے ہو اور قیامت آجائے تب بھی تمہیں کوشش کرنا چاہیے جتنا نام مل جائے اس بیج کو یوں ضرور دوں تو جو کام ہے وہ ضرور کرنا ہے کبھی نہیں کہتا قیامت آگئی کس کے لیے بیج یونا ہے کون فصل یہ کھائے گا۔ نہیں کام ضرور کرنا ہے چاہے قیامت کیوں نہ آجائے چاہے ناممکن ہی چیز کیوں نہ ہو۔ اسلام یہ نہیں کہتا کہ انسان یہ ظلیات اور میتھی میٹکس کو کونے میں رکھ کے گھر میں ایک گدھا پال لے کہ بس اسی سے گزارہ کرنا ہے اپنی صلاحیتیں بڑھانا ہے مگر یہ ذہن میں رکھنا ہے کہ بہر حال خدا کی طاقت سب سے

اگر خدا کسی کے ساتھ ہو جائے

زیادہ ہے اگر خدا ناپا ہے تو سارے علم بیکار ہو جاتے ہیں اور اگر خدا کی خواہش نہ ہو تو انسان کتنا ہی زور کیوں نہ لگا دے وہ ناکام ہو کے رہ جاتا ہے۔

یقین کامل ہو تو خدا مدد کرتا ہے ::

ایک واقعہ ”جسے امام جعفری نے رمض الریاحین میں لکھا ہے یہ اس قسم کے واقعات تو بہت ہوتے ہیں۔ مگر میں اس لیے لکھ رہا ہوں تاکہ آپ کو اندازہ ہو جائے کہ جب خدا مدد کرنے آتا ہے اور اگر انسان کا خدا پر یقین کامل ہو خدا کے اوپر یہ دنیاوی دولت، پیسہ یہ طاقت یہ سب بیکار ہے اصل چیز خدا ہے جب یقین کامل ہو تو اس طرح سے خدا اچھائی میں سے خرابی کو نکال دیتا ہے اور میں یہ واقعہ لکھنے سے پہلے بہت ہی زیادہ احتیاط کے ساتھ ایک بات کہوں۔ نہ ہمارے پاس کوئی وسائل تھے نہ ہمارے پاس کوئی طاقت تھی نہ ہی ہمارے پاس کوئی پلاننگ تھی اور نہ ہی اس وقت ہمارے پاس کوئی اچھا مرکز تھا، لیکن آج سے پانچ سال پہلے اتنے مصائب اور اس انداز سے حکومت وقت کی مخالفت اور غلطیوں اور بد معاشیوں اور منشیات فروشوں کے ہاتھ میں اسلحے دے کر جس طرح سن 83 میں شہر کراچی میں صاحبان ایمان کی بستیوں کو اجاڑا گیا جس طریقے سے مسجدوں اور امام بارگاہوں کو نظر آتش کیا گیا تھا۔ اتنے زیادہ موٹین کے حوصلے پست ہوئے اس طریقے سے ہر ایک کے چہرے پر انفرادی چھائی ہوئی تھی اور اس طریقے سے ہر ایک یہ سوچ رہا تھا کہ حکومت ہمارے خلاف ہے حکومت نے باقاعدہ طور پر ایسے لوگوں کو سامنے کیا کہ جن کا کام ہی یہی

تھا ظلم و تشدد اپنے مفادات کی خاطر اس طریقے سے نقل عام کرنا اور اس کے بعد کچھ بھی نہیں تھا نہ کوئی وسیلہ اس وقت تھا اور نہ اب ہو سکا لیکن پھر ہم نے دیکھا کہ صرف دعا کا سہارا تھا دعائیں لوگوں نے مانگی ہیں اور گڑ گڑا کے مانگی ہیں غلوں دل کے ساتھ مانگی ہیں خواتین نے گھروں کے اندر بیٹھیں مانی ہیں اور نتیجہ کیا نکلا چند سال کے اندر ایسا انقلاب آ گیا کہ ان کا نام و نشان تک مٹ گیا جو یہ سمجھ بیٹھے کہ اب نہ کراچی میں کوئی مجلس ہوگی نہ کوئی جلوس نکل سکے گا اور نہ کوئی عزا داری ہوگی بغیر کسی ہماری محنت و کوشش کے پروردگار نے ایک ایسا انقلاب عظیم برپا کر دیا ہے کہ اگر انسان مکمل بھروسہ خدا پر کرے تو ایسا ہی آکھوں دیکھا انقلاب ہے یہ کوئی 50، 100 یا 200 سال پہلے کی بات نہیں کہ اس وقت سمجھ دار تھے ان کو معلوم تھا کہ کیا حالت ہوگئی تھی صاحبان ایمان کی اور آج کیا حالت ہوگئی ہے کہ وہی سب سے بڑے دشمنی کے جو مراکز تھے ان لوگوں کا نام و نشان مٹ گیا ہے اور آج انہی مقامات سے الحمد للہ پہلے سے زیادہ شان و شوکت کے ساتھ ہر جگہ محبت اہل بیت کے مظاہر نظر آرہے ہیں خدا پر انسان کا اگر مکمل بھروسہ ہو وہ جو ہے ”بمعروج الحمی من المیت بمعروج الحمی من الحمی“ مردے میں سے خدا کی زندگی نکال دیتا ہے جیسے امام جافعی نے یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک بادشاہ وقت نے بادشاہوں کے شوق تو آپ کو معلوم ہیں ’کیا شوق ہوتے ہیں۔ چنانچہ جواہرات کا بڑا شوق تھا یمن کے اس بادشاہ کا یہ واقعہ ہے اسلام کے بعد کا چھٹی یا 7 دین بھری کا بڑا شوق تھا اسے جواہرات کا موتیوں کا اس کے دربار میں ایک دفعہ ایک آدمی ایسا موتی لے کے آیا

اگر خدا کی دعا ہو جائے

بہر حال وہ تو قاری کا محاذ بہی ہے کہ جو ہر کی یا گوہر کی قدر بادشاہ جانتا ہے یا جوہری جانتا ہے، بادشاہ کھڑا ہوا موتی اٹھایا اور اسے دیکھا اور ایسا قیمتی موتی عظیم المثال بے نظیر اس جیسا کوئی تھا ہی نہیں اس ثانی ہی نہیں وہ واحد یکتا موتی اس کی جوڑی بن ہی نہیں سکتی بہت ہی پسند آگیا منہ مانگی قیمت دے کے خرید لیا۔ یہ چیزیں اس لیے خریدی جاتی ہیں کہ حکمران اپنے آپ کو دوسرے حکمرانوں سے بڑا ظاہر کر سکیں بادشاہوں میں اس زمانے میں کپیشن چلتے تھے چنانچہ اس بادشاہ نے بھی بہانے سے دس، دس، بارہ دن کے بعد کبھی برابر کے حکمران کو بلایا اور اس کو یہ ایڈمونیٹریشن دی یا اپنی حکومت کے پرائیڈ کے طور پر یہ چیزیں دیکھایا کرتا تھا یہ ایک طریقہ تھا جو بہت زیادہ رائج تھا چنانچہ تاریخ کے اوراق میں آپ کو ملیں گے کہ مغل بادشاہوں نے اور ایران کے بادشاہوں میں اس قسم کا کتنا کپیشن چلتا رہتا تھا تو خیر یہ بہت ہی قیمتی موتی تھا بادشاہ نے دیکھا اپنے غلاموں میں سے ایک انتہائی وقادار کہا کہ یہ موتی میں خزانے میں بھی رکھنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا ہوں اتنا قیمتی موتی اور اس کی کوئی اور جوڑی بھی نہیں ہے کہ یہ ٹوٹ جائے اور دوسرا مل جائے یہ یکتا موتی ہے چنانچہ یہ میں تمہارے پاس رکھواتا ہوں تم پہ مجھے پورا بھروسہ ہے لیکن یہ یاد رکھنا ہے بہت قیمتی موتی اگر اسے ذرا بھی خدشہ آئی تم بھی جاؤ گے تمہارے زن بچہ سب کے سب ختم کر دیئے جائیں گے تمہارے مکان کو اکھاڑ کے پھینک دیا جائے گا تمہارے خاندان کا نام و نشان تک اس دھرتی سے مٹ جائے جو بچوں کی کہانیوں میں بعض اوقات چلے آتے ہیں وہ بادشاہ کہا کرتے ہیں یہ اتنی بڑی

ذمہ داری ہے تو اتنی ہی بڑی سزا بھی ہے خیر حکم حاکم ہے غلام نہیں کہہ سکتا کہ میں رکھنے کو تیار نہیں ہوں رکھنا تو تھا 'وہ موتی اب جان سے زیادہ عزیز ہو گیا اور بادشاہ نے اس کی تمام اور مصروفیات ختم کر ادیں ہر دس دن کے بعد ۱۲ دن کے بعد ایک قاصد آتا ہے محل سے کہ لاؤ وہ موتی لے کے جاتا ہے یہی ملازم اور پھر واپس لے کے آتا ہے ایک مرتبہ اس کے بچے کی نگاہ پڑی۔ اس نے اپنے کی ضد کر دی 'اب نا سمجھ بچہ ہے کیا کہیں کیا سمجھائیں مارنا بیٹنا بھی بیکار ہے جتنا ماریں وہ اور روئے آخر ڈرے ڈرتے یہ موتی اس کے ہاتھ میں بہت محفوظ جگہ بیٹھا کے دے دیا لیکن بہر حال جو ہوئی ہے وہ ہو کے رہتی ہے کھیتے کھیتے ایک مرتبہ اس کے ہاتھ سے یہ موتی پھسلا اور زمین پہ گر کے چکنا چور ہو گیا بس جب یہ حالت دیکھی تو ان لوگوں کی بڑی عجیب کیفیت و حالت ہو گئی وہ جتنے بھی کھڑے تھے جلدی جلدی صبح کیے لیکن کیا حالت ہو گی یہ آج کل کا جمہوری زمانہ نہیں ہے کہ آدمی کے پاس ایک طاقت ہوتی ہے وہ اخبارات میں اپنا موقف پیش کر سکتا ہے اسمبلی کے ممبران سے بات کر سکتا ہے کچھ اور نہ ہو تو بینر لے کر روڈ تو بند کر سکتا ہے یہ سب تو ہوتا نہیں یہ تو حکم حاکم ہے یہاں تو زبان نہیں کھول سکتا بھاپ نہیں نکال سکتا اور پتہ ہے جو حاکم نے کہا ہے اس پر عمل کر کے رہے گا۔ اور یہ کتنے دن کی بات ہے دس بارہ دن کے بعد تو قاصد ضرور آئے گا اب کس طرح اس کے دن درات گزر رہے ہیں اندازہ کر سکتے ہیں وہ صاحبان ایمان جن کا کبھی کسی ظالم سے ٹکراؤ ہوا ہو۔ اب عجیب حالت ہے اس کے پڑوس میں ایک بیچارہ مومن رہا کرتا تھا اس نے جب اس کا اتنا برا حال دیکھا پوچھا

اگر خدا اس کے ساتھ ہو جائے

بھئی پڑوسی کا حق ہے کیا بات ہے اچھا یہ کسی سے کہہ بھی نہیں سکتا ورنہ بھی ڈر ہے کہ جو بات دس دن بعد کھلتا ہے کہیں جلدی نہ کھل جائے انسان تو بھی چاہتا ہے کہ جتنا اس مصیبت کو ٹال سکتا ہے اتنا اس مصیبت کو ٹالے جب مومن نے بہت اصرار کیا تو مجبوراً بتایا کہ یہ ماجرہ ہے پیغمبر اسلام کی حدیث کے حوالے سے مومن نے کہا کہ سورہ طلاق کی ان دو آیتوں کا یہ عمل کرو یہ دو آیتیں تم روزانہ نماز کے بعد پڑھنا اور جب اس موتی کو منگوایا جائے تو اس وقت تو ضرور یہ آیتیں پڑھنا پیغمبر کی حدیث ہے اور یخچن کا نام لینا یہ مجرب ترین اعمال میں سے دو عمل ہیں پھر تم دیکھنا کہ کس طرح تمہاری پریشانی دور ہوگی۔ اس ملازم نے کہا کیا عاقبت کی باتیں کرتے ہو یہ دعا کا وقت تو گزر گیا یہ دعا اس وقت مانگنا چاہئے تھی جب موتی نہیں ٹوٹا تھا اس وقت تو کوئی توجہ نہیں دی اب فائدہ کیا کیا دعا مانگنے سے ٹوٹا ہوا موتی جڑ جائے گا موت کو تو آتا ہی آتا ہے مرنا تو ہے اس نے کہا بہر حال مرنا ہی ہے تو اس عمل کے کرنے میں نقصان کیا یہ اسکی بات سمجھ میں آگئی اس نے کہا اچھا ٹھیک اب دو دن چار دن تو کہا جاتا ہے بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی وہی منزل آگئی کہ ایک دن وہی قاصد آ رہا ہے جو ہمیشہ اس موتی کے لیے آیا کرتا ہے جیسے ہی اس کو دروازے پہ کھڑا دیکھا اب تو جان نکل گئی جتنا ہم سوچ رہے تھے کہ بلائیں جائے گی چلو دو دن بعد تین دن بعد مصیبت سر پر آن کھڑی ہوئی کیا کریں اب منع تو کر نہیں سکتے بہر حال ملاقات تو کرنا ہے بادشاہ کا قاصد ہے سورہ طلاق کی دوسری اور تیسری آیت جس کا میں بار بار ذکر کر رہا ہوں یہ آیت پڑھتے ہوئے اور یخچن کا نام نہ لیجئے

اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو جائے

ہوئے دروازہ کھولا قاصد کھڑا ہے گھبرا کے کہا کہ بادشاہ نے تجھے موتی کے لیے بھیجا ہوگا قاصد نے کہا ہاں ہاں موتی کے لیے بھیجا ہے لیکن تجھے کیسے پتہ چلا۔ اب اور سوچا میں نے سورہ طلاق کی دو آیتیں پڑھ کے اور مچھن کا نام لے کے دروازہ کھولا تب بھی کیا فائدہ ملا مجھے قاصد تو لینے آگیا۔ ایک احتمال تھا شاید آج کسی اور کام سے آیا ہو مگر اس نے قصد یقینی بھی کر دی کہ موتی کے لیے آیا ہوں کہا بس ٹھیک ہے میں تیار ہو جو سزا ملنا چاہے لے ایک مرتبہ قاصد نے کہا کیا بھیگی بھیگی باتیں کر رہے ہو بہت تھوڑا سا تاخیر ہے بہت ہی امیر جنسی کا مرحلہ ہے بادشاہ نے فوری پیغام بھجوایا ہے بادشاہ کی ایک ہی بیٹی ہے وہ تیار پڑی ہے اور اس وقت مرنے کے قریب پڑی ہے طبیعوں نے کہا ہے کہ وہ فلاں موتی اگر اسے پوڈر بنا کے کھلایا جائے تو وہ فوراً ٹھیک ہو جائے گی بادشاہ نے کہا ہے جتنے جلدی ہو سکے اس موتی کو پوڈر بنا کے سفوف بنا کے جلدی لاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ میری بیٹی مر جائے اب بادشاہ کی اکلوتی بیٹی اب اس کی کیا حالت ہوگی یہ بھی آپ کو پتہ ہے یقین نہیں آ رہا تھا میں اپنے کانوں میں کیا سن رہا ہوں یہ کیا ہو گیا کہ جس موتی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا وہی حکم آ رہا ہے کہ جان کے بچانے کے لیے دوا کے طور پر لے جانا ہے۔ ایک مرتبہ شکر کا سجدہ کرتے ہوئے چلا اور وہ قرآن کی آیت یاد آگئی کہ یہی وہ لوگ ہوتے ہیں کہ جن کے لیے اللہ برائیوں کو اچھائیوں میں بدل دیتا ہے اگر اللہ پر اتنا یقین کامل ہو کہ بالکل ناممکن چیز ہو لیکن آپ کہیں میں تو دعامانگوں کا اللہ چاہے تو ناممکن کو ممکن بنا دے جیسے قرآن نے کہا ابراہیم کی عمر 120 سال ہے سارہ کی عمر 91 سال کی

عورت کے ہاں اولاد کیسے ہو سکتی ہے مگر ابراہیم نے کہا کہ میں دعا کا سلسلہ نہیں بند کروں گا پروردگار تو ناممکن کو ممکن بنایا کرتا ہے اور ناممکن ممکن بن گیا جناب ذکر کیا کی عمر 99 سال اور ان کی بیوی کی عمر 96 سال تھی مگر آپ دیکھیں سورہ مریم کے شروع میں ذکر کیا دعا ضرور کرتے رہے تو یہ جو ہمارے ہاں ایک کوتاہی آ جاتی ہے کہ اگر کوئی ایسا ناممکن کام لگے مثلاً طیب نے کہہ دیا ہے کینسر کی آخری ڈگری دعا تو مانگتے ہیں ایک رکی دعا ہوتی ہے کہ بھی اللہ اس دعا کو دیکھتے لیکن دعا اس طرح ہوتی ہے کہ بھی نہیں تو پتہ ہے کہ پتا نہیں ہے تمام میڈیکل سائنس جواب دے چکی ہے یہ خیال ہی کیوں آپ کے دل میں آ گیا جہاں یہ خیال آیا وہی ناکامی ہوئی پورے یقین کے ساتھ کہ اب تو یقیناً یہ وقت دعا ہے اور اگر دعا ہو جائے تو ساری میڈیکل سائنس دھری رہ جائے گی۔ ساری دنیا کے اسلئے دھرے رہ جائیں گے ناممکن کام ممکن ہو جائے گا۔ تو جب اللہ پہ بھروسہ اٹھتے پڑے بڑے مقامات پر کام آتا ہے تو تعجب ہوتا ہے اس مومن کی عقل پر دیکھیں ناممکن ممکن ہو جاتا ہے اگر دعا اور اللہ پر یقین کامل ہو تو تعجب ہوتا ہے اس مومن پر جو اس لیے مال دنیا کو پچاتا ہے کہ میں فس نہیں ٹالوں گا فس ٹال لیا تو وہ جو طیث بنانا ہے اس میں کی آجائے گی پیسے کہاں رہے فس نہیں ٹالوں گا بیٹی کی شادی کے لیے پیسے رکھے ہیں تو یہ پیسے کہاں رہے فس نہیں ٹالوں گا اتنی مشکل سے تو بڑھا ہے کے لیے پیسے جمع کیے ہیں اتنا زیادہ ایک بد پانچ حصہ نکل جائے پھر میرا گزارہ کس طرح سے ہوگا ارے تو نے کیا کلمہ لا الہ الا اللہ کا پڑھا ہے ارے کیا تو نے خدا کو سمجھا ہے مال دنیا تجھے خدا پر بھروسہ نہیں آ رہا اور خدا

ارضہا کی کے ساتھ ہو جائے

تو کہتا ہے مجھ پر ایسا بھروسہ کرو کہ ناممکن میں بھی بھروسہ کرو کہ خدا ممکن بنا دے گا۔

آل محمد کسی کا حق نہیں رکھتے ہیں ::

آگ پر بیٹھو تو بھروسہ کرو کہ خدا آگ میں سے جلان کی طاقت کو ختم کر دے گا اور تم پیسے کے بارے میں شک میں پڑ رہے ہو کہ فُس دے دیں تو کیسے دیں اتنا سارا پیسہ ایک دم سے نکل جائے گا۔ باقی تو ایسی چیزیں ہیں بندے کا اللہ سے معاملہ ہے فُس تو وہ ہے جس کے بیچ میں تو اہل بیت کا تعلق بھی ہے ایک تو خدا کا بھی وعدہ ہے اور ایک تو اہل بیت کا بھی وعدہ ہے کہ فُس تم ہمارے نام پہ دے رہے ہو۔ دے دے خدا کے لیے رہے ہو۔ خدا پر بھروسہ ہو یا تو آل محمد بھی بیچ میں داخل ہو جاتے ہیں کیا فُس نہ کالے والا آل محمد پر شک نہیں ظاہر کر رہا کہ مولا میں آپ کو اتنا فُس دے تو دوں گا پتہ نہیں مجھے اس سے فائدہ ہو یا نقصان ہو یہ تو آل محمد پر بھی شک ہو گیا خدا پر تو ہوا ہی ہوا لیکن ان آل محمد پر بھی شک ہو گیا جن کی محبت اور معرفت کو مومن میں ایمان سمجھتا ہے۔ یہ کیا معرفت ہوئی کہ آل محمد کا حق نکالتے وقت اس سے گھبرائے کہ پھر مکان نہیں بن پائے گا پھر بیٹیوں کی شادی نہیں ہو پائے گی پھر بڑھاپے میں گزارہ نہیں ہو سکے گا اور کون آل محمد آل محمد کون جن کا طریقہ کار یہ تھا عام حالت کو چھوڑیں مصیبت اور پریشانی کے اندر بھی وہ اپنی خدمت کرنے والے کو فراموش نہیں کرتے اور ہم جیسے جو غلوں کے ساتھ آل محمد کا حق ادا کر رہے ہیں آل محمد ہمارا پیسہ اس لیے لیں گے کہ ہم کو غربت میں مبتلا کریں۔ دیکھیں اللہ کی بات ذہن میں

رکھیں وہ اپنی جگہ آل محمد کیا ہم نے آل محمد کی سیرت کا یہ رخ نہیں دیکھا کہ اگر بیا سے بھی ہوں پہلے دوسرے کو پانی پلاتے ہیں بھوکے بھی ہوں پہلے دوسرے کو کھانا کھلاتے ہیں لباس کی ضرورت بھی ہو تو پہلے دوسرے شخص کو لباس دیتے ہی ایک عام شخص پران کی اتنی مہربانی تو ان کا مومن جوان کے نام پر شخص دے رہا ہے اسے کیسے بھول جائیں گے یہ اہل بیتؑ کے طریقے کے خلاف ہے۔ چلو ایک بار کوفہ کے بازار کا جائزہ لے لیں بازار کوفہ گواہی دے رہا ہے کہ آل محمد کس طرح اپنے ماننے والوں کا حق ادا کیا کرتے ہیں بازار کوفہ پورے کربلا کے واقعے میں مشکل ترین مرحلہ ہے سید سجادؑ کے بلا میں کم روئے ہیں اور کوفہ اور شام میں زیادہ روئے ہیں۔ پیغام آگیا امن زیادہ کا اے عمر ابن سعد اس لئے ہوئے قافلے کو روک دو ابھی دربار کی سجاوٹ نامکمل ہے مگر دیکھو کسی دیرانے یا جنگل میں نہ روکنا بلکہ بھرے بازار میں روکنا تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ رسولؐ زاد یوں کا تماشا دیکھیں وہ بیٹیاں جن کے بالوں پر سورج کی روشنی بھی کبھی نہیں پڑی اس وقت منج عام میں کھڑی ہیں کیا حالت ہوگی کیا کیفیت ہوگی جھکا ہوا سر اور ایک مرتبہ ان نئی زاد یوں کا تماشا دیکھا جا رہا ہے اعلان ہو رہا ہے ہذا الصبا یا من مات رسول اللہ اے دنیا والے دیکھ لو یہ رسولؐ کی بیٹیاں ہیں جو تمہارے درمیان قیدی بن کے آئی ہیں۔ اور زینبؑ کا اونٹ ایک ایسے مکان کے سامنے رکھا جہاں ایک مومنہ ام حبیبہؓ رہتی تھی۔ جس کے کان تک نہ اطلاع پہنچی نہ اعلان پہنچا کہ یہ کون بیٹیاں ہیں اس کو تو حاکم کا یہ حکم پتہ چلا کہ خبردار کوئی مرد گھر میں نہیں بیٹھ سکتا ہے کوئی بچہ پرانے کپڑے نہیں پہن سکتا ہے کوئی

عورت مکان کے اندر نہیں رہ سکتی۔ مردوں کو سڑکوں پر آنا ہے عورتوں کو بچوں پر جانا ہے تاکہ زیادہ سے جمعہ زیادہ یہ مضر دیکھے۔ وہ آ کے بیٹھی ہے اپنے مکان کی سمیت پہ اس کی نگاہ پڑی کہ ایک بی بی ہے جس نے اپنا چہرہ بالوں سے چھپایا ہوا ہے اور گود میں ایک نعلی سی بیٹی ہے جس کے دھیمی کان تو یہاں سے بھی نظر آرہے ہیں اور گال پہ لمبا نیچوں کے نشان بھی نمایاں ہیں وہ بیٹی سراٹھاتی ہے اور کہتی ہے بھو بھی اماں یہ سب تو میرے نانا کے ماننے والوں کا شہر ہے یہاں بھی مجھے کوئی پانی نہیں دے گا۔ کربلا میں تو سب دشمن تھے مگر یہاں تو مسلمان کھڑے ہیں رسول اور اللہ کا نام لہوں پہ آرہا ہے ہائے نسب قتل بھی نہیں دے سکتی ہیں عمارت و اکبر زندہ ہوتے تو انہی کا نام لے کر قتل دیتیں اب تو قتل بھی نہیں دے سکتی ہیں مگر ام حبیبہ سونہ ہے یہ مضر دیکھا تڑپ اٹھی مجھے نہیں پتہ یہ بی بی کون ہے۔ لیکن بہر حال وہ دوڑ گئی پانی کا جام لے کر آئیں۔ کیا یہ لونگی پانی ایک مرتبہ سیکڑنے ہاتھ بڑھا کے پانی لیا اس لیے کہ پانی لینا شان اہل بیت کے خلاف نہیں ہے حسین بھی علی اصغر کے لیے پانی کا سوال کرنے آئے تھے۔ ایک مرتبہ پانی لیا ہونٹوں کے قریب پانی ہاتھ انقباضات کا مسئلہ ہے کہ پیاس کی حالت میں پانی آجائے تو پیاس اور بڑھ جاتی ہے سیکڑ تو بہت دلوں سے پیاسی ہے 7 عرم کو جو پانی بند ہوا تو اب تک کسی نے سیکڑ کو پورے طریقے سے پانی نہیں پلایا اور اب جو پانی کا کوڑا سا سائے آ یا پیاس اور بڑھ گئی ایک مرتبہ ہونٹ مس بھی ہو گئے مگر اس سونہ کی آواز آئی اے بیٹی پانی پینے کے بعد میرے حق میں دودو مانیں کر دینا کچھ مکہ میں نے سنا ہے خدا تعالیٰ یوں اور قیدیوں کی دعا کو بہت جلد سنا کرتا ہے ہائے سیکڑ بہت کم سن ہے بہت چھوٹی ہے لیکن ہے تو مشکل کشاء کی پوتی ہونٹوں کے قریب آنے والے جام کو دودر کر دیا پیاس کی حالت میں ہے اور بچے

اگر خدا کی دعا ساتھ ہو جائے

کی عیاس کس طرح تڑپ کے چپ بڑھتا ہے مگر یہ اہل بیت کا گمراہ ہے یہ مشکل کشاء کی اولاد ہے سیکنڈ پہلے حیرتی حاجت پوری کرے گی پھر اپنی عیاس بھائے کی جن آل عزیزی شان یہ ہے ان آل عزیزی کے ماننے والے کہتے ہیں ہم فحش نہیں دیں گے کہیں بیہ کم نہ ہو جائے کہیں بڑھاپے میں کم نہ ہو جائے کہیں بیٹیوں کی شادی نہ رہ جائے ارے سیکنڈ عیاس کے عالم میں اپنی عیاس کو نہیں بھجھا رہی پہلے خدمت کرنے والی کا حق ادا کر رہی ہے۔ اس نے پانی پیش کیا ہے پہلے اس کا حق ادا کر دے، تا تو کسی حیرتی پہلی دعا کیا ہے کہا پہلی دعا تو یہ ہے اور یہ دعا ابھی اس کے ذہن میں آئی کہ میرے بچوں کو خدا اس طرح سے جیم آسیر نہ کرے ہائے سیکنڈ خدا مظلوم کس طرح سے دعا مانگی ہوگی شاید ہاتھوں کو جوڑ کے بھی کہا ہوگا پروردگار! میرے بابا کے کئے ہوئے سرکا واسطہ جس طرح سیکنڈ جیم و قیدی ہوئی ہے اس طرح اس کے بچے جیم و قیدی نہ ہونے پائیں اور ہاں حیرتی دوسری دعا کیا ہے کہا بس ایک تمنا اب باقی ہے مرنے سے پہلے ایک عرجہ دینے کی زیارت کر لوں سیکنڈ تو دعا میں لگیں مگر کو نے میں اپنے شہر کا نام سن کر غضب چمگئیں کہا مدینہ مدینہ کس لیے جانا چاہتی ہے کہا مدینہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر ہے میری شہزادی فاطمہ کا وطن ہے غضب نے کہا مگر صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں اب تو فاطمہ نہیں ہیں کہا تو کیا ہو صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا اور میرا آقا حسین تو ہے فاطمہ کی بیٹی اور میری شہزادی غضب تو ہے اپنی شہزادی کو لٹے جاؤں گی اپنا نام سنا چونک کے سر اٹھایا غضب کیا تو غضب کو بچا جاتی ہے بڑے غر سے کہا ارے کیا سوال کیا ہر سال اپنی بی بی کی زیارت کو جاتی تھی بس اتنا سنا تھا غضب نے دائیں ہاتھیں دیکھا کوئی نامحرم متوجہ نہیں ہے ہالوں کو تھوڑا سا ہٹایا اب ام حبیبہ دیکھ مجھے غور سے دیکھ لے میں ہی فاطمہ کی بیٹی غضب ہوں جو تیرے شہر میں آئی ہوں۔

اگر خدا کسی کے ساتھ ہو جائے

﴿ایک روپیہ ایک لاکھ سے بڑا ہو سکتا ہے﴾

قیامت والے دن دو گروہ زیادہ پریشان ہو گئے ::

ایک مرتبہ کسی نے جا کے مولا سے سوال کیا تھا 'یا امیر المومنین! میدان قیامت کے بارے میں ہم بے مسلسل سے رہتے ہیں کہ قیامت کے دن اکثریت لوگوں کی پریشان ہوگی اور ایک ایسی پریشانی ہوگی کہ لوگ اس کا ذمہ دار اپنے آپ کو قرار دے رہے ہوں گے انسان کی فطرت کے خلاف ہے کبھی اپنی غلطی کو ماننا۔ کوشش کرتا ہے انسان کہ جتنا ہو سکے اپنی کوتاہیوں کا بھی ذمہ دار کسی اور کو ٹھہرائے۔ لیکن میدان قیامت وہ دن ہے جس دن تمام چھپی ہوئی چیزیں ظاہر ہو جائیں گی۔ ہر انسان کو مطوم ہو جائے گا کہ جو کچھ بھی اس وقت مجھ پر گزر رہی ہے اس کا ذمہ دار میں خود ہوں۔ تو ہر انسان بچتا رہا ہوگا راوی نے پوچھا کیا مولا اس میدان میں سب کا بچتا وادراہ ہوگا یا اس میں بھی فرق ہوگا۔ کہا مولا نے نہیں اس میں بھی فرق ہوگا۔ کسی کو کم بچتا وادراہ ہوگا تو کسی کو زیادہ راوی کہتا ہے مولا پھر اتنا بتا دیجئے کہ میدان قیامت میں سب سے زیادہ کون بچتا رہا ہوگا۔ تو مولا نے نہ فرعون کا نام لیا نہ نمرود کا اور نہ شداد کا نہ یزید کا نہ ذکرہ ہوا نہ اس کے گمرانے کا مولا نے فرمایا میدان قیامت میں سب سے زیادہ بچتانے والے دو گروہ ہوں گے۔ ایک طرح سے فرعون سے بھی

زیادہ ایک طرح سے نمرود سے بھی زیادہ اس لیے کہ فرعون اور نمرود کو پتہ ہے جو ہم نے کیا اس کی سزا ہم بھگت رہے ہیں۔ لیکن یہ دو گروہ تو سب سے زیادہ بچھتا رہے ہوں گے۔ العلماء والاغیا ایک صاحب علم اور ایک صاحب دولت۔ صاحب علم سب سے زیادہ بچھتائے گا وہ کب بچھتائے گا جب اس کو معلوم ہوگا کہ جن کو میں درس دیتا تھا جو میری باتوں پہ عمل کرنے والے تھے وہ تو میری وجہ سے جنت میں جا رہے ہیں اگر میں درس نہ دیتے آتا اگر میں ان کو حقائق نہ بتاتا اگر میں منبر سے مجلس نہ پڑھتا اگر میں کتابیں نہ لکھتا اگر میں مہراب سے مسئلے نہ بتاتا تو انہیں نہ نماز کا پتہ نہ روزے کا پتہ نہ ٹمس کا پتہ نہ حج کا پتہ نہ حقوق اللہ کا پتہ اور نہ حقوق الناس کا پتہ۔ وہ جہنم میں جاتے میری نظارہ سے وہ سنور گئے اور جنت میں جا رہے ہیں۔ لیکن دوسروں کو تو میں بتاتا رہا ہوں لیکن اپنی باتوں کو اپنے اوپر میں نے کبھی نافذ نہ کیا۔ اور دوسرا یہ تو عالم کا بچھتا ہوا ہوگا اور دوسرا اگر وہ ہے صاحبان مال اور صاحبان دولت کا ان کی تفصیل بھی مولانا نے اسی طرح بیان کی کہ ان کو بلایا گیا میدان قیامت میں۔ بارگاہ الہی میں ان کا کیس رکھا گیا پورے نامہ اعمال کو کھولا گیا۔ ایک عجیب ڈائری کھلے گی میدان قیامت میں کہ قرآن کہتا ہے کہ مومن یا انسان گھبرا کے کہے گا کہ کتنی عظیم ڈائری ہے کہ جس کے اندر چھوٹے سے چھوٹا گناہ بھی نظر انداز نہیں کیا گیا تو خیر اس کے بعد اس صاحب دولت کو مطمئن کیا جائے گا کہ اگر تجھے جہنم میں بھیجا جا رہا ہے تو اس کا حق دار ہے۔ میدان قیامت میں عدل ایسا ہوگا، خدا گناہ گار کو مطمئن کرے گا کہ مجھے سزا مل رہی ہے۔ جب تک کہ گناہ گار اس بات کا

اقرار نہیں کر لے گا خود اپنی خوشی سے اس وقت تک اس کا کس ختم نہ ہوگا۔

زحمت کسی کی ، فائدہ کسی کا ::

اسی لیے تو قرآن تعصیلات بتاتا ہے کہ شروع میں تو اتنا کڑے کڑا ہو گا گناہ گار کہ فرشتوں کی رپورٹ کو ٹکرا دے گا۔ کہ یہ فلفلہ ہے پھر اس کے ہاتھ پاؤں خود بولیں گے 'جب جا کے وہ قبول کرے گا۔ اس کو بتایا گیا یہ جو دولت تم نے جمع کی سولا کا جملہ ہے کہ میں نے کسی امیر کو نہیں دیکھا مگر یہ کہ اس کے پہلو میں کسی غریب کا حق دیا ہوا ہوتا ہے۔ جو صحیح صاحبان دولت ہیں ان کے بارے میں تو ایک روایت آئی کہ دین کی بنیاد چار گروہوں پر ہے۔ جس میں پہلا گروہ علماء کا ہے اور دوسرا گروہ دولت مندوں کا ہے ان پر دین کی بنیاد ہے اور ان پر بے دینی کی بھی بنیاد ہے۔ دین کی بنیاد تو ایسی کہ ظہیر حلیف شروع نہ کر سکے جب تک کہ ساتھ خدیجہ کی دولت کا ظاہری سہارا نہ تھا۔ حلیف تو ذات خدا تھی مگر ظاہری سہارا دولت اور بے دینی کا مرحلہ جو آپ عام طور پر دیکھتے رہتے ہیں تو جب ان کا نامہ اعمال کھولا گیا تو فیصلہ ہو گیا پتہ چلا یہ گناہ یہ فلفلہ یہ حرام یہ ناجائز کام جن کی سزا ان کو سنائی گئی یا پھر سزا سننے کے بعد چلے جہنم کی جانب۔ ابھی تک انہیں کچھ تاوان ہے لیکن سب سے زیادہ نہیں ابھی تک وہ اس ڈگری پر نہیں پہنچے جو سپر لٹو ڈگری کہلاتی ہے۔ جہنم کی جانب چلے تو ان کے قریب سے ایک اور گروہ گزرا وہ بہت خوش ہے خوشی کے نعرے لگاتا جا رہا ہے ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہوئے جا رہے ہیں۔ گلے ملتے ہوئے جا رہے ہیں

ایک مرتبہ یہ منظر جو دیکھا ان جہنم میں جانے والوں کو ایسا لگا جیسے یہ لوگ جانے بچانے لگ رہے ہیں۔ ان کی شکلیں جانی پہچانی لگ رہی ہیں یہ کون لوگ ہیں آواز دے کے ایک مرتبہ فرشتوں سے کہا کہ ہمیں اتنی اجازت دے کہ ہم اپنے برادر کی سڑک پر جانے والے آدمیوں سے بات کر لیں۔ فرشتوں نے جواب دیا کہ یہ ہمارے اختیار میں نہیں خدا سے بات کرو خدا کی بارگاہ سے اجازت ملی۔ اب یہ آگے بڑھے اور دوسرے گروہ کو روکا کہ تم ہو کون تمہارے پھرے جانے بچانے لگ رہے ہیں تم اتنے خوش ہو انہوں نے پہلے تو یہ کہا کہ ہم اس لیے خوش ہیں ابھی ابھی جنت کی خوشنودی ہمیں ہمارے پروردگار نے دی ہے۔ ارے، ارے آپ کہاں سے آگئے ہم تو خدا سے دعا کرتے جاتے تھے کہ پروردگار وہ جنت تو نے دے ہی دی مگر ایک مرتبہ آپ کی زیارت نصیب ہو جائے۔ چوگے وہ لوگ جو جہنم میں جا رہے ہیں صاحبانِ دولت صاحبانِ مال یہ تم نے کیا کہہ دیا ہماری زیارت کس لیے۔ کہا اس لیے کہ آج ہمیں میدانِ قیامت میں پہنچا کہ جنت ہمیں آپ کی وجہ سے ملی ہے آپ نہ ہوتے تو ہم اس جنت میں نہیں آسکتے تھے اس جملے نے اور زیادہ چکر اڑایا ہماری وجہ سے تم کو جنت ملی ارے اگر ہم کسی کو جنت دینے کے قابل ہوتے تو پہلے خود اپنے لیے جنت کیوں حاصل نہ کر لیتے اس جنتی گروہ نے کہا کہ شاید آپ نے صحیح طور پر نہیں سمجھا اب ہر ایک نے اپنا تعارف کروایا کسی نے ان پیسے والوں میں سے سمجھانے کہا کہ ہم آپ کے بیٹے ہیں کسی نے کہا ہم تمہاری بیوی ہیں کسی نے کہا ہم تمہارے والدین ہیں جنتی گروہ کا فرد جنہی گروہ کے ہر فرد کا قریبی رشتہ

دار لکھا ایسا قریبی رشتہ دار جس کو اس سے میراث ملتی ہو۔ اب جنتیوں نے کہا شروع کیا کہ آج جو ہم یہاں آئے ہمیں پتہ چلا کہ ویسے تو ہماری نمازون میں بھی غلطیاں تھیں ہمارے روزوں میں بھی کوتاہیاں تھیں ہماری دیگر عبادتوں میں بھی کمی تھی لیکن خدا نے ان سب کو نظر انداز کر دیا۔ صرف ہماری ایک ننگی کی وجہ سے کہ ہم نے راہ خدا میں دل کھول کے خرچ کیا۔ لیکن یہ جو کچھ ہم نے خرچ کیا ہمارا پیسہ تمہاری نہیں ہماری کہاں ایسی حیثیت اور استعداد یہ سارا آپ کا پیسہ تھا آپ کا انتقال ہوا بیٹے ہونے کے اعتبار سے ہمیں آپ کی دولت ملی بیوی ہونے کے اعتبار سے مجھے تمہاری دولت ملی والدین کے اعتبار سے مجھے تمہاری جائیداد میں سے حصہ ملا ہے۔ ہم نے سوچا گھر بیٹھے ہمیں یہ دولت ملی گئی ہے نہ ہماری محنت نہ ہمارا خون پسینہ گھر بیٹھے یہ پیسہ مل گیا ہے تو ہم نے اس میں سے آدھا اپنے اوپر خرچ کیا آدھا راہ خدا میں خرچ کر دیا۔ جیسے آپ نے دیکھا ہوگا جو لوگ ذرہ زیادہ سوچتے ہیں جب ان کا کوپرا تڑباٹھا یا انعام لکھا ہے تو وہ آدھا غریبوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ کیونکہ جو بیٹھے بٹھائے انعام مل جاتا ہے اس میں ہم دوسروں کو بھی شریک کر لیتے ہیں۔ ان لوگوں کی بھی یہی حالت ہوئی کیوں کہ بیٹھے بٹھائے ہمیں دولت ملی دولت جمع کرنا بھی کوئی آسان چیز نہیں ہر ایک کے بس کی بات نہیں حلال کمانے والی دولت کو چھوڑیں حرام طریقے سے دولت کمانے میں بھی بڑی ذہتیں اٹھانا پڑتی ہیں یہ تو بہر حال وہی جانتا ہے جس نے یہ ذہتیں اٹھائیں تب ہی تو اتنی زیادہ محبت ہوتی ہے۔ یہ جو وارث ہیں یہ جو اولاد ہے اس نے کہا جب ہم آئے پتہ چلا کہ جو ہم نے راہ خدا

میں خرچ کیا ہے اور آپ کا ملا ہوا پیسہ خرچ کیا وہ آج ہمیں جنت میں لے جا رہا ہے۔ جب تک ان پیسے والوں کو اپنے اعمال کی وجہ سے جہنم میں جانے کا حکم دیا گیا تھا۔ اس وقت تک ان کو زیادہ بچھتا واد نہ تھا۔ جو کیا ہے وہ بھرتا پڑے گا۔ جب یہ پتہ چلا ارے ہم نے کیسی حماقت و نادانی کی تھی جو پیسہ ہمارا، محنت ہماری، خون پسینہ ہم نے ایک کیا اور اسی کی وجہ سے ہم جہنم میں چلے گئے اور گھر بیٹھے ان لوگوں کو ہمارے پیسے سے جنت ملی ہے، کاش ہم اپنی زندگی میں اس بات کا خیال کر لیتے تو آج یہ تو نہ ہوتا کہ ہمارا مال دوسروں کو جنت میں لے جا رہا ہے کہ ہمیں جہنم کے اندر لے جا رہا ہے یہ وہی جملہ ہے جو پیغمبر اسلام نے اس وقت ارشاد فرمایا

اپنے ہاتھ سے سخاوت کا فائدہ ::

جب ایک بیٹے نے آکر آپ سے کہا کہ میرے باپا نے کہا ہے کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو میں ایک بہت بڑا بکجوروں کا گودام چھوڑ کے جا رہا ہوں یہ راہ خدا میں خیرات کر دینا اور اگر پیغمبر کے ہاتھ سے یہ خیرات ہو تو کیا کہنا، کتنی بابرکت وہ خیرات اور انصاف فی سبیل اللہ ہوگا، یہ باپ کی خواہش ہے باپ مومن ہے مومن کی خواہش کو حتی الامکان پورا کیا جاتا ہے، پیغمبر نے کہا چلو میں تیار ہوں۔ اچھا عرب میں بکجور کا مقصد ہے جیسے یہاں کہیں اطلاع ملے کہ فلاں جگہ بریانی تقسیم ہو رہی ہے۔ آپ دیکھیں غریب تو غریب اگر کسی مجلس میں بریانی تقسیم ہوتی ہے وہاں پہ عام صاحبان ایمان کی تعداد بھی کتنی زیادہ بڑھ جاتی ہے بلکہ لوگوں کی

ڈائریوں میں موجود ہوتا ہے کہ فلاں کی مجلس پہ ضرور جانا ہے اس لیے کہ اچھا تبرک ملا کرتا ہے۔ تو عرب کے ماحول میں مجبور ہماری بریانی سے زیادہ قیمتی تھی ہر جگہ پہ ایک دستور اور طریقہ ہوا کرتا ہے مجبور ایک انتہائی قیمتی چیز ہے مہینے کے فخراء کو پتہ چلا دوڑ دوڑ کر دور دور سے لوگ آنے لگے اور ہاتھوں ہاتھ گودام چند منٹوں میں خالی ہو گیا جب پورا گودام خالی ہوا بیٹا بڑا مطمئن کہ میرے باپ کو اس وقت قبر میں کتنا ثواب مل رہا ہوگا اور فرشتے لوٹے بھر بھر کے لے جا رہے ہوں گے ثواب کے کہ اتنا ثواب تمہیں مل رہا ہے تم نے بہترین چیز راہ خدا میں خرچ کر دئی اور پیغمبر کے ذریعے سے تو بیٹا تو بڑا خوش اور پیغمبر دیکھ رہے ہیں تو یہ واقعہ ایسا ہو گیا کہ سارا مدینہ جمع ہو گیا غریب اپنا حصہ لینے آگئے صاحبان دولت یہ منظر دیکھ کر جمع ہونے لگے پیغمبر نے دیکھا کہ اچھا مجمع ہے اور مومن جب اچھا مجمع دیکھتا ہے دیکھتے ہر آدمی کا اپنا ایک طریقہ ہوتا ہے کاروباری جب مجمع دیکھتا ہے تو سوچتا ہے کہ یہ کاروبار کے لیے بہت اچھا مجمع ہے۔ جب کوئی جیب کترنے والا دیکھتا ہے تو کہتا ہے میرے لیے اچھا مجمع ہے ہر آدمی اپنے اعزاز سے سوچتا ہے تو مومن کی بھی ایک فکر ہونی چاہئے جہاں اچھا مجمع نظر آتا ہے یہ ایک بہترین موقع ہے تبلیغ دین کے لیے مومن کو اپنے کاروبار کی فکر کرتا ہے چھداپنے کاروبار کی فکر کرتا ہے ایک کاروباری اپنے کاروبار کی فکر کرتا ہے ٹھیلے والا اپنے کاروبار کی فکر کرتا ہے کہ یہاں جا کر ٹھیلہ لگاؤ بھکاری لپٹا کاروبار سوچتا ہے یہاں مجمع زیادہ ہے یہاں بھیک مانگوں تو مومن کو بھی یہ سوچتا ہے جہاں مجمع اسے اتفاق سے مل جائے یہی تو بہترین

ایک روپیہ ایک لاکھ سے بڑا ہوتا ہے

موقع ہے دین کے پیغام کو پہچاننے کا چاہے میت پہ جمعہ ملے چاہے شادی پہ جمعہ ملے چاہے مجلس میں جمعہ ملے۔ تو ہر آدمی جو اس کی اہم ترین فکر ہوتی ہے اس سے وہ فائدہ اٹھاتا ہے مجھے کو دیکھ کر خیرِ دین کو پھیلانے والے ہیں اتنا بڑا مجمع ہے بہترین موقع ہے تبلیغ کا۔ اب وہ گودام تو خالی ہو گیا تھا ڈالگائی جا رہی ہے ایک بکجور پٹی وہ بھی زمین پر گری تھی اور اس پر سارا بوجھ تھا بکجوروں کا چنانچہ آدمی سے تو زیادہ بکلی ہوئی ہے گلی سڑی ہے محل و صورت کے اعتبار سے بھی خراب ہے مٹی میں ملی ہوئی ہے خیرِ اسلام نے ہماڑوں لگانے والے کو روکا وہ جو بکجور خیر کو نظر آگئی۔ بکجور اٹھائی بیٹے کو طالب کیا مگر سائی پورے دیے والوں کو کہ تمہارا باپ اگر یہ بکجور اپنے ہاتھ سے خیرات کر کے جاتا تو اس کا ثواب اس بھرے ہوئے گودام کے ثواب سے زیادہ ہو جاتا اگر اپنی زندگی میں دے کے جاتا اگر اپنے ہاتھ سے دے کے جاتا' مثلا ایک آدمی نے دوسرے کو 2 سو روپے قرض دیئے اب قرضہ جس نے دیا وہ بار بار مانگتا ہے کہ بھائی لاؤ میرا قرضہ واپس کر دو یہ آدمی نال منول آج نہیں کل نہیں پرسوں اسی طرح' ایک دفعہ یہ دونوں جا رہے تھے کسی سڑ پر راستے میں آگئے ڈاکو ایک مرتبہ سب کو لائن میں کھڑا کر دیا پتول سینوں پہ رکھا اور سب کا مال لوٹنے لگے اب جس نے قرضہ لیا جیب سے دو سو کال کے برابر والے کو دیئے کہ تم ہمیشہ قرضہ مانگتے تھے آج بہترین موقع ہے میں تمہیں تمہارا قرضہ دیتا ہوں' اس نے قرضہ دیئے کا موقع ڈھوڑا ابھی تو کس موقعے کا انتخاب کیا جب دیکھ رہا ہے میں دیے ہی لٹ رہا ہوں تو کہا چلو قرعے کے نام پہ واپس کر دوں' یہی فکر جو

ہے اسلام ختم کرنا چاہتا ہے کہ وہ لوگ جو وصیتیں کر کے جاتے ہیں ہمارے مرنے کے بعد اتنا مسجد میں اتنا امام ہارے میں وہ بھی بڑی نیکی ہے لیکن اس میں کم سے کم یہ چانس تو نظر آ رہا ہے کہ یہ آدمی ڈر رہا ہے کہ اگر ہم نے اپنی زندگی میں راہ خدا میں خرچ کر دیا تو ایسا نہ ہو کہ بعد میں ہم غریب رہ جائیں اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے۔ اس وقت اللہ کو دو کہا جب ہم قبر میں چلے جائیں۔ ہمارے لیے کوئی پیسے کا مسئلہ نہ ہو تو اس میں سے اللہ کو دے دو۔ تو وہ بھی ایک بہت بڑی نیکی ہے۔ اللہ قرآن میں کہہ رہا ہے میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتاؤں جو تمہیں عذاب خدا سے بچانے والی ہے وہ یہی تجارت ہے کہ دنیا میں راہ خدا میں خرچ کرو تو آخرت میں خدا دے گا اس گروہ کی طرح حماقت نہ کرنا جو اپنا پیسہ اس لیے جمع کر رہے ہیں کہ وہ خود جہنم میں جائیں اور دوسرے جنت میں جائیں۔ اور جس کا اپنا پیسہ اپنی محنت اپنی کمائی ہے وہ اس کا حساب کتاب دیتے دیتے جہنم میں چلا جائے تو بہترین موقع ہوتا ہے اپنی زندگی میں راہ خدا میں دینے کا۔ ورنہ قیامت کے دن وہ وقت آجائے گا کہ پیسے والے افسوس کے عالم میں ہاتھ مل رہے ہوں گے کہ ہم نے کیسی حماقت کی لیکن وہاں اپنی حماقت کو صحیح کرنے کا بھی کوئی طریقہ نہ ہوگا۔

خدا سے کاروبار کرو ::

مغیر نے حساب کا ایک سوال کیا ایسا سوال کہ اس کا جواب ایک بچہ بھی دے دے گا۔ مگر مغیر نے سب کے جواب کو غلط کیا مغیر سوال کرتے ہیں کیا کبھی ایک کا عدد دسٹلا

ایک ہزار سے بڑا ہو سکتا ہے یہ ممکن ہی نہیں ہے ساری ریاضی کے قوانین کے خلاف ہوگا ایک کبھی ہزار سے بڑا نہ ہوگا سب نے کہا اے اللہ کے رسول! یہ ناممکن ہے وغیرہ نے کہا نہیں یہ بالکل ممکن ہے اور اللہ کی بارگاہ میں یہ ہو بھی جاتا ہے کب ہوتا ہے ایک آدمی ایک لاکھ اس کا آگاہ ہے اور ایک ہزار اس نے راہ خدا میں دے دیا ایک غریب کے پاس دو روپے ہیں اس نے ایک روپیہ راہ خدا میں دے دیا اللہ کی بارگاہ میں 2 روپے کے مالک کا ایک روپیہ دینا کیونکہ اس نے اپنے مال کا 50% حصہ دیا ہے یہ ایک روپیہ خدا کے ہاں زیادہ قیمتی مانا جائے گا جس نے ایک لاکھ میں سے ایک ہزار دیا تو اس نے تو سوا حصہ دیا ہے خدا کی بارگاہ میں تو اس کی قیمت کم ہو جائے گی اور یہی تو وہ اس حدیث کا مطلب ہے کہ اللہ تمہارے عمل کو کم دیکھتا ہے اور تمہاری نیت کو زیادہ دیکھتا ہے جو دو میں سے ایک نکال رہا ہے اس کی نیت کتنی بھر ہے جو لاکھ میں سے ایک ہزار نکال رہا ہے وہ بھی بڑی قربانی دے رہا ہے ان حدیثوں کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کے پیسے ضائع ہو گئے مگر اس کو اتنا ثواب تو نہیں ملے گا لکھ جی سے اسلام اس کی حیثیت کے مطابق خیرات کی توقع کر رہا ہے مگر پانچ سو والے سے اس کی حیثیت کے مطابق انصاف فی سبیل اللہ کی توقع کی جا رہی ہے۔ اور یہی قرآن مجید نے آگے بڑھ کر آواز دی وہی امو اللہم حق للسانل و المنعروم سورة الدہیت یہ مت سمجھو کہ تم نے جتنا مال کمایا ہے یہ سب تمہارا ہے اس مال میں حق ہے سوال کرنے والے کا اور محروم کا بھی۔ روایت میں ہے کہ شریک پر مانگنے والے بھکاری نہیں آتے اس میں وہ لوگ آگئے جو اسے پریشان

ایک روپیہ آگے سے بڑا ہو سکتا ہے

ہو گئے ان کی زبان کل گئی اور وہ آپ کے پاس اپنی پریشانی لے کے آ گئے۔ اور وہ لوگ بھی جو پریشان حال ہیں مگر ان کی شرم ان کی حیا ان کی غیرت اجازت نہیں دیتی کہ وہ اپنی پریشانی کسی کو ظاہر کریں مگر مومن کا فریضہ ہے یہاں تک روایت میں آیا ہے کہ اگر محلے میں کوئی بھوکا ہوتا ہے اور تمہیں پتہ نہ چلا کہ وہ بھوکا ہوتا ہے یہ خود تمہارے ایمان کی کمزوری کی دلیل ہے تمہیں اتنا باخبر رہنا ہے لوگوں کے حالات سے کیوں کہ تمہارے مال میں سوال کرنے والے کا بھی حق ہے اور سوال نہ کرنے والے کا بھی حق ہے۔ جسے قرآن نے محروم کہا ہے اور خصوصیت کے ساتھ کہ جس وقت انسان راہ خدا میں دولت کو اس انداز سے دیتا ہے کہ جس سے کسی طرح بھی دین کو تقویت پہنچ رہی ہو دیکھیں ایک وہ خیرات ہوتی ہے ایک آدمی بھوکا ہے اس کو پیسے دینا تاکہ اس کی جان بچ جائے یہ بھی بہت بڑی نیکی ہے اور ایک نیکی وہ ہوتی ہے کہ کسی ایسے سلسلے میں پیسے خرچ کرنا جس سے دین کو طاقت ملے دین پہلے طالب علموں کو دینا علماء کو دینا دینی کتابیں چھاپنے والوں کو دینا یہ درس وغیرہ کا انتظام کرنے والوں کو دینا اس اعتبار سے اگر ایک غریب بھوکا ہے اور اسے روٹی نہیں ملی مر جائے گا اس کی جان جائے گی اور اگر ایک مومن اس کو علم نہیں ملا تو اس کا ایمان چلا جائے گا اور جان سے زیادہ قیمتی ایمان ہے یہ جو جتنے مدارس ہیں یہ ہمارے مومنین کے ایمان کو بچانے والی چیزیں ہیں جس سے ہسپتالوں میں جان بچانے والی دواؤں کو خریدنا جس طرح ایڈمی کا ادارہ یہ سب انسانوں کی جانوں کو بچانے کے لیے قائم ہیں وہ بھی بہت بڑی نیکی ہے۔ لوگ القاف سے غلامی مفہوم نکال

لیتے ہیں وہ بھی بہت بڑی نیکی ہے مگر وہ جان بچانے کے لیے تو جب جان بچانے والی نیکی کو انسان اتنا سراسر اچھا ہے اس سے بڑی چھڑ ہے وہ نیکی جو ایمان بچانے والی ہو ہمارا نجف کا حوزہ ہے اس لیے ان ظاہری مہبتا لوں کے نظام سے کم تر نہیں بلکہ اس سے کئی گنا بہتر ہے وہ اس لیے کیوں کہ وہ لوگوں کا ایمان بچا رہا ہے۔ اور مومن کہتے کہے ہیں کہ کبھی ایمان اور جان میں کھراؤ ہو تو جان دے کے ایمان کو بچالے گا اسی لیے رواجوں میں کثرت کے ساتھ ان لوگوں کو خدا پر احسان کرنے والا کہا گیا ہے اگر دین خدا میں نہیں تمہارا حصہ شامل ہو جاتا ہے دین کے پھیلانے میں کیوں کہ دین کو پھیلانے والا وہ کام ہے جو ایک لاکھ 24 ہزار انبیاء نے کیا بارہ اماموں نے کیا۔ اگر تم اس میں کسی عنوان سے شامل ہو جاتے ہو کسی مدرسے میں تمہاری محنت ہے کسی عالم کے پاس تمہارا حصہ ہے کسی طالب علم کو پرموت کرنے میں تمہارا دخل ہے دین کے کسی کام کی سپورٹ شپ میں تمہارا حصہ ہے تو گویا تم بھی ان خادموں میں شامل ہو گئے کہ جس کی صف اول میں انبیاء اور آئمہ نظر آ رہے ہیں۔ یہ دین کا کام تو براہ راست خدا کا کام ہوا کرتا ہے۔

طالب علم کی مدد کا اجر ::

چنانچہ شہید و معتب شیرازی اپنی ایک کتاب میں ملا عبدالحسین تهرانی مجتہد ہیں۔ تہران کا ایک واقعہ نقل کر رہے ہیں ملا عبدالحسین تهرانی جو کہ بلا کے حوزہ کے مدرس ہے ان کا یہ واقعہ ہے انہیں اطلاع ملی ناصر الدین بادشاہ انتخابی ظالم انسان ہے اس

کے ایک وزیر کا اطفال ہو گیا ہے اس کا نام نبی احمد ہے خیر اندازہ ہے کہ ایک ظالم بادشاہ کا ظالم وزیر کیسا ہوگا۔ لیکن یہ کہتے ہیں ایک رات کو میں سویا تو میں نے دیکھا کہ یہی انسان جنت کے باغات میں بیٹھا ہوا ہے اس کو چاروں طرف سے حوریں مل رہی ہیں دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہیں حوران جنت کے نئے آرہے ہیں اور ایک بہترین محل ہے میں انتہائی حیران و پریشان تھا میں اس کے قریب گیا اور قریب جانے کے بعد خوب سلام و دعا ہوئی۔ تم یہاں جنت میں کہا آپ اتنے حیران کیوں ہیں۔ کہا اس لیے اتنا حیران ہوں کہ ظاہری اعتبار سے تمہارے اعمال میں کوئی اتنی خوبی نہیں تھی کہ تم سیدھے جنت میں چلے آتے ٹھیک ہے بہت گمراہ آدمی بھی نہیں تھے ایک ایورج مومن جیسا ہوتا ہے دیکھا تھا کیوں کہ ظالم حکمران کے دربار میں رہتا ہے تو کچھ نہ کچھ فرامیادیں تو سراپت کر جاتی ہیں ٹھیک ہے کسی کو گل نہیں کیا کسی سے رونا نہیں کیا اتنے بڑے بڑے گناہ نہیں کیے لیکن بھی شراب میں بھی جلا ہو گیا بھی خاص میں بھی جلا ہو گیا یہ رحمت خدا ہے کسی کے ساتھ کس طرح شامل ہو جاتی ہے ملا حسین تہرانی جو مدرس ہیں درس خارج کے کربلا میں خود ایک مجتہد ہیں حیران ہوئے کہ تمہارے ظاہری اعمال ایسے نہ تھے کہ تم یہاں نظر آتے کہا کہ ہاں مجھے خود چھ جلا بلکہ پروردگار نے دیکھا یا یہ بھی ایک حدیث ہے کہ جب کسی کو جنت میں بھیجا جائے گا اور جب کسی کو جہنم میں بھیجا جائے گا جنت والے کو جنت مل گئی بہترین العام جہنم والے کو جہنم ملی بدترین سزا اگر رواجوں میں آیا ہے پھر جنت والے کی نعمتوں کو بڑھانے کے لیے دو چیزیں خدا اور ظاہر کرے گا اور جہنم والے کے عذاب کو

بہ خانے کے لیے خداداد چیزیں اور ظاہر کرے گا یہ دو چیزیں کیا ہیں جو نہ جنت میں ہیں اور نہ جہنم میں مگر یہ دو چیزیں پہلی چیز توبہ کہ انسان جنت میں چلا گیا بہترین نعمتیں اسے مل رہی ہیں یعنی نہیں آ رہا اپنی آنکھوں پہ کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں یا حقیقت ہے کیونکہ ہر چیز دوسرے سے بہتر نظر آ رہی ہے اس کے بعد ایک مرتبہ ایک روایت میں یہ آیا ہے، موت کو بلایا گیا اور بلانے کے بعد اسے پیش کیا گیا تمام جنت والے یہ منظر دیکھ رہے ہیں اور اس کے بعد سب تنکے سائے موت کو ذبح کر دیا گیا جنت والوں کی خوشی اور بڑھ گئی موت مر گئی ہے اس کا مطلب ہے اب ہمیں کبھی موت نہیں آئے گی یہ نعمتیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہماری ہوں گئیں ورنہ شروع میں تو جنت والوں کو دیکھ رہا تھا سوچ رہا تھا کہ موت نہ آجائے اور ان نعمتوں سے محروم نہ ہو جائیں جہنم والے ابھی جہنم کے عذاب کو دیکھ کے آئے اتنا سخت ترین عذاب گھبرا رہے ہیں لیکن ایک امید ہے کہ شاید کبھی جہنم مر جائیں اور اس عذاب سے چھٹکارا مل جائے لیکن جب موت کو مرتے دیکھا تو یہ آخری امید بھی چلی گئی اب تو موت آنے کا چانس بھی نہ رہا یعنی ہمیشہ ہمیشہ اس عذاب میں رہنا ہے مگر موت کو مار کے پروردگار جنت والوں کی خوشیوں میں اور اضافہ کر دے گا۔ جہنم والے کے پچھتاوے میں اور اضافہ کر دے گا اور دوسرا کام کیا ہوگا جب پوری طرح جنت کا سر دے کر یا ایک مومن سے کہا گیا ذرہ چلو ایک چھوٹا سا ذرہ تمہیں جہنم کا بھی کرنا ہے جنت والوں کو بھی جہنم میں لے جایا جائے گا اور کھڑا کیا گیا دیکھو کہ یہ جگہ جلی تمہیں جہنم میں اگر تم توبہ نہ کر لیتے یا اپنے ظلم گناہ کو دوسری نیکی کے ذریعے

ناصر الدین کا شاک کا وزیر تھا کہتا ہے نبی احمد پہلے مجھے جہنم دکھائی تھی کہ یہ

خیری جگہ ہے لیکن پھر کہا گیا کہ تم نے ایک نیکی ایسی کی اس کی وجہ سے خیری یہ ساری سزا معاف اور ہاتھوں کو تو جنت قیامت کے بعد ملتی ہے دیکھئے عام تفصیل تو یہ ہے کہ مرنے کے بعد ہمیں وادی اسلام میں لے جایا جاتا ہے لیکن کچھ مومن بے شک ایسے ہیں جنہیں مرنے کے بعد وادی اسلام میں نہیں ڈال رکھتے جنت میں لے جایا جاتا ہے اور کہا کہ صرف نہ جنہیں یہ کہ جہنم کا عذاب معاف کیا گیا بلکہ سیدھا جنہیں جنت میں لے جایا گیا کیوں اس لیے یہ آدمی کہہ رہا ہے کہ میری ایک محدثی کان قحی ساکان کے علاقے میں ایران میں ساکان کا علاقہ ہے جو نمک کے لیے بہت مشہور ہے نمک کی ایک کان قحی جس کو میں نے وقف کر دیا تھا۔ وقف ان مسنوں میں کہ میں نے اپنے آپ سے یہ عہد کر لیا تھا اس سے جتنی آمدنی آئے گی میں سیدھی نجف کے حوزہ علیہ میں بھیجوں گا اور نجف کا مدرسہ اس میں میرا حصہ شامل ہو جائے اور ساری زندگی میں نے اس کو ہاتھ ہی نہ لگایا ایک آدمی کو مقرر کیا جس کا کام یہ تھا مجھ سے بھی نہ پوچھے جو آمدنی آئی تو سیدھا نجف لے کے چلا گیا۔ اور پھر یہاں آ کے پتہ چلا کہ بعض اوقات میں نے عہد توں میں کوتاہی کی بعض اوقات احوال میں میں نے کوتاہی کی۔ لیکن چونکہ نجف کے حوزہ علیہ میں میرا حصہ ہو گیا تو اب نجف کا دین جہاں جہاں پھیلا جس جس نے نجف کے عالم سے فائدہ اٹھایا وہ سب کے ثواب میں میں بھی شریک ہو گیا۔ وہ ثواب اتنا زیادہ تھا کہ میرے اعمال کی خرابی پر غالب آ گیا۔ ملا حسین تهرانی نے بڑی پریشانی کے عالم میں آنکھ کھولی اب یہ جو خواب دیکھا اس میں ایک ایسی بات بھی ہے بظاہر بالکل ٹھیک ہے لیکن دوسری طرف بہر

حال اس کے عمل میں کچھ کوتاہیاں تو تھیں۔ خیر اسی پریشانی کے عالم میں تھے اب جو درس دینے گئے ذیل ماسٹر ڈیٹن میں کچھ خیال ہے پوری توجہ بھی درس میں نہیں دے پا رہے ہیں۔ اچھا درس خارج جو ہے ایک تو عام درس ہوتا ہے ایک درس خارج ہوتا ہے اس میں تو سب مجتہدین آکر بیٹھتے ہیں جو ایک جملے کی کی بیشی سے بچان لیتے ہیں کہ ہمارے استاد کی کیا کیفیت و حالت ہے چنانچہ ہمت کر کے ایک شاگرد کھڑا ہوا کہا کہ استاد محترم آج لگ رہا ہے کہ آج آپ کی توجہ درس کی جانب نہیں کیا بات ہے ایک مرتبہ جو کچھ ملاحظہ فرمائی کہ ہاں ایک خواب میں نے ایسا دیکھا ہے کہ مسلسل میرا ذہن مجھے پریشان کر رہا ہے یہ کہہ کر پورا خواب سنایا اسی درس کے اندر جو طالب علم مجتہد بننے کے لیے آئے ہیں مالکان کا ایک طالب علم تھا وہ کھڑا ہو گیا کہا کہ یہ آپ کو کیسے پتہ چلا یہ بات تو سوائے میرے والد کے اور میرے اور اس نبی احمد کے علاوہ کسی اور کو نہیں معلوم ملاحظہ فرمائی نے کہا کیا بات ہے تاؤ تو سنی کہا کہ نبی احمد نے میرے والد ہی کو تو متعجب کیا تھا ان کا یہ کام تھا کہ اس محدثی کان سے جو بھی آمدنی ہوتی صرف میرے والد کو پتہ ہے یہ کسی کی ہے وہ سیدمی آمدنی میرے والد میرے ذریعے سے نجف اشرف میں بھجوا کر دیتے تھے۔ یہ راز تو آج تک ہم نے کسی پر ظاہر نہ کیا تھا کیوں کہ اس کی طرف سے پابندی تھی کہ یہ بات کسی کو بتانا نہیں اور اس کے اندر دو مصلحتیں ہیں ایک اس لیے کہ ایڈوائس نہیں چاہتا تھا وہ غصہ دوسرا اس لیے یہ کان اگر چہ اس کی تھی لیکن خود وہ ظالم کے قریب تھا اس اعتبار سے نجف جس میں ایسے خطاط ملا بھی تھے جن کو پتہ چل جاتا تو وہ کبھی اس پے کو

نہج میں نہ آنے دیتے۔ صرف احتیاط کی وجہ سے تو یہ بات تو ہم نے بالکل چھپائی ہے ملاحسین تہرانی کہتے ہیں مجھے اب یقین کامل ہو گیا ایک ایسی چھپی ہوئی بات جو خواب میں مجھے بتائی گئی وہ یہ حق ہے اور پھر اس کے بعد ملاحسین تہرانی کہتے ہیں وہی حدیث میرے سامنے آگئی ایک عالم کا حکم دینے کا اثنا ثواب ہے کہ جتنا میدان احد میں علی کے ہاتھ میں تلواریں دینے کا ثواب ہے کیونکہ علی بھی تلواریں کو بچانے کے لیے چلا رہے تھے عالم بھی اپنا حکم دین کو بچانے اور پھیلانے کے لیے چلاتا ہے۔ تو غریب کا چاہے وہ خاموش ہو یا جا ہے اپنی پریشانی بیان کرے تمہارے مال میں حق ہے۔ اگر تم صاحب حیثیت ہو تو اس کے مطابق اگر تم غریب ہو تو پانچ روپے اپنے آپ پر باندھ لو کہ کسی نے کسی اپنے ادارے یا محض کو دینا ہے جس کا کوئی کام دین کو پھیلانے سے تعلق رکھتا ہو اگر پانچ روپے تمہارے لیے بڑی رقم ہے تو تم ایک روپیہ باندھ لو تاکہ ہزاروں نہ سکی لاکھوں نہ سکی کروڑوں حصہ بھی بہر حال تمہارا ہو جائے اس اسلام کے پھیلنے میں۔

﴿ شیطان کی دشمنی امام زمانہ کے ساتھ ﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فالعصر والی معکم من المنظرین (بارہ سورہ اعراف)

شیطان کی کوشش ::

اس فہم امام کے زمانے میں جب ہمیں معلوم ہے کہ شیطان سب سے زیادہ فکر مند ہے کہ اس کا براہ راست امام زمانہ سے کوئی مقابلہ نہ ہو تو بھی اس کی کوشش یہ ہوگی کہ جب امام آئیں امام کے ظہور کے وقت ہی امام کے مخالفین کو اتحادات ور کر دے اور امام کے ماننے والوں کو اتحاد کزور اور کم کر دے کہ شیطان اور امام کی جگہ کا موقع ہی نہ آئے۔ اس جگہ سے پہلے ہی شیطان کی فکر یہ ہے کہ امام کو شکست ہو جائے۔ چنانچہ فہم امام میں شیطان کی ساری کوششیں یہی ہیں کہ امام کے ماننے والے تعداد میں کم بھی ہوں اور جو ہوں وہ بھی اپنے عقیدے میں اتنے کمزور ہوں کہ اپنے آپ کو بے کس و بے بس سمجھنے لگیں۔ اور اس دجال اور سفیانی کے فکر کو فہم میں زیادہ سے زیادہ کیا جائے ایسے لوگوں کو بڑھایا جائے کہ جب دجال آئے یہ اس کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہو جائیں یہ شیطان کی کوششیں ہیں۔ ایک عام طریقہ جب انسان اپنی زندگی بچانا چاہتا ہے تو یہی کوشش کرتا ہے کہ جو ہمارے حامی ہیں ان کو بڑھایا جائے جو ہمارے مخالف ہیں ان کو کم کیا جائے۔ یہ

شیطان کی دشمنی امام زمانہ کے ساتھ

نبوت کی نشاں ::

تاریخ کہتی ہے کہ یہودیوں نے یہ دیکھ لیا کہ پیغمبر کی ساری نشاں اس بچے میں پائی جاتی ہیں پیغمبر اسلام کو خدا تعالیٰ نے 20 یا 22 جسمانی خصوصیات عطا کی تھیں پیغمبرؐ کے بالوں سے لے کر پاؤں تک جسم کے ایک ایک حصہ کی کوئی نہ کوئی خصوصیت ہے۔ مثلاً آنکھوں کی خصوصیت یہ کہ جس طرح پیغمبر کی آنکھیں سامنے دیکھتی ہیں اسی طرح بچے بھی دیکھتی ہیں پیغمبرؐ کے لیے سامنے اور پیچھے کا مسئلہ ہی نہیں پیغمبر کی آنکھ دونوں ڈائریکشن میں دیکھتی ہے اب پیغمبر کی جیسی جسمانی خصوصیات ہیں وہ تو سب اس بچے میں نظر آ رہی ہیں چنانچہ یہودیوں کے دل کو 99 پرستہ یقین ہے کہ یہ رسولؐ ہے۔ مگر اس کو 100% یقین میں بدلنا ہے اس کے لیے ان کے پاس ایک ہی نشانی تھی کیا نشانی تھی ان کی کتابوں میں لکھا ہے جو آخری رسولؐ ہوگا اس کی بالکل یقینی نشانی ایک ہے وہ کیا علامت ہے وہ شاید علامت یہ ہو یہ لکھا ہے کہ اس رسولؐ کو آگ میں ڈال دو تو آگ اسے نہ جلا پائے گی اگر اس رسولؐ کو پانی میں ڈال دو تو پانی اسے غرق نہیں کر پائے گا یا شاید یہ لکھا ہو کہ اس رسولؐ پر تلواروں سے حملہ کرو تو تلواریں اسے نقصان نہیں پہنچا پائیں گی نہیں ان میں سے کوئی علامت نہیں لکھی ان سے بھی جتنی بات یہودیوں نے اب اس علامت کے ذریعے رسولؐ کو پہچانا چاہا عہد المطلبؐ کے پاس آئے اور کہا ہم مہمان ہیں آپ کے آپ خانہ کعبہ کے حوالی ہیں آپ کا مقام بلند ہے ہم چاہتے ہیں کہ آپ کی

خدمت کریں آج بھی عراق ایران میں نورواج ہے کہ آپ وہاں جائیں یہ جو متولی ہوتے ہیں ان کی خدمت کرنا پڑتی ہے انقلاب سے پہلے ایران میں بھی یہ رواج تھا۔ جناب عبدالمطلبؑ کو دنیا بھر سے کئے آنے والے دعوت اور مدد دیتے رہتے ہیں انہوں نے کہا ہم بھی آپ کے ہاں سہان آئے ہیں خانہ کعبہ کی زیارت کے لیے اور خانہ کعبہ کے متولی ہیں اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ کل ہمارے گھر میں دعوت ہو اور آپ اپنے پورے خاندان کے ساتھ تشریف لائیے۔ جناب عبدالمطلبؑ نے مان لیا ٹھیک ہے ایک عام دستور ہے۔ کئے کے یہودیوں نے ایک مرتبہ بات سے بات نکالی یہ بچہ کون ہے جو آپ کے ساتھ بیٹھا ہے جناب عبدالمطلبؑ کا مقام اتنا بلند ہو گیا تھا کہ میں کہ کئے والوں نے ایک خاص فرش بنایا تھا جناب عبدالمطلبؑ کے لیے اور کئے والوں کا آپس میں معاہدہ ہے کہ کوئی شخص اس فرش پر قدم نہیں رکھ سکتا ہے کیوں کہ یہ جناب عبدالمطلبؑ کی توہین ہے یہاں تک کہ جناب عبدالمطلبؑ کی سکی اولاد بھی اس پر قدم نہیں رکھتی حضرت ابوطالبؑ حضرت حمزہؑ اور حضرت عباسؑ بھی اپنے باپ کے احرام میں اس فرش سے ہٹ کر بیٹھے ہیں۔

رنوق حرام ایمان کو ختم کرتا ہے ::

یہودیوں نے سوال کیا کہ یہ کون سا بچہ ہے جو آپ کے اتا قریب بیٹھا ہے عبدالمطلبؑ نے کہا کہ یہ میرا پوتا ہے اور میرے اس بیٹے کی یادگار ہے جو چوچانی میں انتقال کر گیا یہودیوں نے کہا ایسا لگتا ہے کہ آپ کو اس سے بہت محبت ہے تو ہماری

خواہش یہ ہے کہ کل اس بچے کو بھی اپنے ساتھ ضرور لائیں اصل مسئلہ اس بچے کو بلانا تھا مگر کس طرح کہیں اس طرح بہانہ نکالا اور جب یہ عبدالمطلب نے کہا یہ تو میری پہلی شرط ہوتی ہے کہ میں جہاں جاؤں گا وہاں پہلے میرے پوتے کو بھی دعوت دی جائے میں اکیلے اس کو چھوڑ کر جاتا ہی نہیں۔ اگلا دن آیا اور خلیفہ اسلام اپنے دادا کے ساتھ یہودیوں کے مکان میں پہنچے کھانے کا وقت آیا تو یہودیوں نے دسترخوان بچھایا تو جناب عبدالمطلب اور ان کا سارا خاندان اس دسترخوان پر بیٹھ گیا خاندان بنو ہاشم کا ایک طریقہ تھا کہ یہ لوگ اس وقت تک کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بدھتے تھے جب تک سردار عبدالمطلب کھانے کی طرف ہاتھ نہ بدھائیں اور حضرت عبدالمطلب اس وقت تک پہل نہیں کرتے تھے جب تک خلیفہ اسلام ہاتھ نہ بدھائیں تو سارا خاندان عبدالمطلب کو دیکھ رہا ہے کہ سردار ہیں پہل ان کو کرنا ہے اور عبدالمطلب خلیفہ اسلام کو دیکھ رہے ہیں دیکھا کہ خلیفہ اسلام کا ہاتھ آگے نہیں بڑھ رہا۔ یہودی آیا آکر کہتا ہے کہ آپ ہمارے مہمان بن کر آئے ہیں بسم اللہ کیجئے جناب عبدالمطلب نے کہا جب تک میرا یہ پوتا شروع نہیں کرے گا تو میں کھانا نہیں کھاؤں گا اب یہودی خلیفہ کی جانب متوجہ ہوئے اور جس طرح بچوں کو باتوں باتوں میں کہلا کر کھلایا جاتا ہے ایسی باتیں شروع کیں سوال کیا کہ بھائی کیوں نہیں کھا رہے ہو کیا تمہیں یہ کھانا پسند نہیں آتا؟ کیا چاہئے ہم وہ کھانا پکائیں گے۔ خلیفہ نے ایک ہی جواب دیا خلیفہ فرماتے ہیں کہ کھانا تو مجھے پسند ہے ایسی کوئی بات نہیں لیکن یہ کھانا میں کھا نہیں سکتا یہودیوں نے پوچھا کیوں خلیفہ 6، 7 سال کی عمر ہے کہا کہ

شیطان کی دغلی ماہر مانے کے ساتھ

میں نہیں کھا سکتا یہودیوں نے کہا کہ اگر اجازت ہو تو ہم کلائیں پیغمبرؐ نے کہا کہ ذرہ کھلا کے دیکھ لو یہ کھانا میرے ہونٹوں سے مس بھی نہیں ہوگا۔ اب یہودی ذرہ ٹھنڈے دل کے ساتھ کیوں کہ یہ کوئی نئی بات نہیں ان کی کتابوں میں لکھا ہے اگر سچا رسولؐ ہے تو یہی واقعہ پیش آئے گا انہوں نے ایک مرتبہ نوالہ توڑا سالن میں بھگوایا اور پیغمبرؐ کو کھلانا چاہا مگر عجیب بات یہ ہے کہ یہ یہودی باری باری یہ دیکھ رہا ہے کہ وہ آگے بڑھتا ہے اس کا ہاتھ پیغمبرؐ کے ہونٹوں کے قریب آتا ہے ادھر پیغمبرؐ کے داہنے مبارک کے قریب ہاتھ آیا اور ایک مرتبہ نوالہ خود بخود ہاتھ سے گر جاتا ہے سارے یہودی کوشش کر کے حیران ہو گئے مگر خدا معلوم کون سی ایسی طاقت تھی کہ خود بخود یہ لقمہ دسترخوان پر گر جاتا ہے اور پیغمبرؐ اطمینان سے بیٹھے ہیں سارا خاندان ہو ہاشم حیران بیٹھتے ہیں یہودیوں کو تو پریشان ہونا چاہئے ان کو معلوم تھا کہ یہ واقعہ پیش آکر رہے گا اگر یہ سچا رسولؐ ہے اب آخری نشانی رہ گئی تھی کہا کہ شاید اس کھانے میں کوئی خرابی ہو اپنے ساتھیوں سے کہا وہ دوسرا کھانا لے کے آؤ جو ہم نے بعد میں بکھوایا ہے وہ دوسرا کھانا لایا گیا۔ دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ اس کے بھی نوالے پیغمبرؐ کو کھلانے کی کوشش کی جا رہی ہے لیکن ادھر یہودیوں کا ہاتھ پیغمبرؐ کے داہنے کے قریب آتا ہے اب یہ ہاتھ چلتا تو بالکل سیدھے راستے پر ہے پیغمبرؐ کے ہونٹوں کے قریب آکر یہ دائیں طرف نکل گیا یا بائیں طرف ایک عجیب تماشا بن گیا دسترخوان پہ ہر یہودی آکے لڑائی کر رہا ہے اور ہر ایک کو ناکامی ہو رہی ہے یہاں تک کہ بظاہر بڑی پریشانی کا اظہار کیا اور حضرت عبدالطلبؐ سے کہا خدا معلوم کیا بات ہے کہ آج

اس دسترخوان پہ عجیب و غریب واقعات پیش آرہے ہیں۔ خیر ہم معذرت خواں ہیں لیکن دل ہی دل میں مطمئن نہ ہو گئے اور ادھر جناب عبدالملک واپس گئے فوراً یہودیوں کی میٹنگ ہوئی اور کہا کہ ہم نے پہچان لیا یہ چار رسولؐ ہے اب یہ کوشش کرو کہ یہ اس بچنے کی حالت میں مارا جائے جو ان ہو گیا تو مشکل ہو جائے گا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہودیوں کو کیسے پتہ چلا کہ یہ چار رسولؐ ہے یہودیوں کی ایک کتاب آخری نبی کے بارے میں اس میں ایک علامت لکھی گئی کہ آخری رسولؐ کی نشانی یہ کہ اگر کوئی حرام رزق ہوگا تو وہ ظہیر اسلام کے ہونٹوں سے من بھی نہیں ہو سکے گا اور جب کبھی ایسا نوالہ لے جایا جائے گا تو نوالہ خود بخود دسترخوان پہ گر جائے گا اور دوسری نشانی یہ لکھی کہ مشتبہ رزق ہو مٹھوک جس کے حلال اور حرام ہونے کے بارے میں طم نہ ہو سکے وہ نوالہ کبھی اس کے ہونٹوں کے قریب پہنچے گا تو یا دائیں نکل جائے گا یا بائیں نکل جائے گا حرام رزق وہ تو اتنا بدتر ہے فوراً زمین پہ گر جائے گا اور مٹھوک رزق مگر زمین پر بھی نہیں گرے گا اور ظہیر کے ہونٹوں سے بھی مس نہ ہو پائے گا چنانچہ یہودیوں نے آج کی دعوت اس طرح کی تھی کہ پہلا کھانا وہ کہ حرام کھانے کو لے کر آئے حرام پیسے سے کھانا تیار کیا گیا اور دوسرا کھانا وہ مٹھوک تھا کئی ایک بیدہ عورت زبیدہ جو مرفی اور اعڑے کا کاروبار کرتی تھی اس کے گھروں کو دیوار پھلانگ کے گئے تھے یہ سامان لے آئے یہ شک کر کے اپنے آپ کو یہ کہہ کر کہ ہم جا کر اگلے دن اس کے پیسے دیں گے مگر ابھی اس کی اجازت نہیں تو یہ مٹھوک کھانا ہو گیا۔ اب ذرہ دیکھئے یہ دو نشانیاں ان کی کتابوں میں لکھی

ہیں کہ آخری نبی کی پہچان ہو رہی ہے یہاں پر میں ایک بات اور بتا دوں پیغمبر اسلام کے بارے میں تاریخ یہ بتاتی ہے کہ مدینے کے اندر ایک مرتبہ رسول خدا کو زہر دیا گیا خیبر کی فتح کے بعد اور وہ زہر پیغمبر کے جسم تک پہنچ گیا اور پیغمبر کے جسم کو نقصان پہنچایا یعنی نبی کے جسم میں زہر پہنچ سکتا ہے حرام رزق کوئی اتنی بدترین چیز ہے کہ زہر تو نبی کے جسم میں پہنچے گا لیکن حرام نوالہ نبی کے ہونٹوں کے قریب بھی نہ پہنچے پائے گا ایک بات اور میں بتا دوں یہ جو موقعہ یہودیوں کے لیے یہ پیغمبر اسلام کی پہچان کا موقع ہے اگر ان کو یقین ہو جائے کہ یہ رسول ہیں تو ساری دشمنیاں رسول کی ذات سے مریوت ہو جائیں گی اور اگر اس امتحان میں یہودی ناکام ہو جاتے تو پھر وہ پیغمبر کو چھوڑ کہیں اور جا کے تلاش کرتے رسول کو یعنی پیغمبر کی جان کی حفاظت کا مسئلہ ہے اور اللہ کا طریقہ کیا ہے حضرت موسیٰ کے سر پرست ہیں۔ ایک دن فرعون اپنی بیوی آسیہ کے پاس اس وقت آیا جب وہ موسیٰ کو کھلا رہی تھیں اور فقط اس لیے کہ آسیہ اس بچے سے بہت محبت کرتی ہیں فرعون نے موسیٰ کو اپنی گود میں لیا موسیٰ ایک ایسے دشمن خدا کی گود میں پہنچے جو نبی اور معصوم ہیں تڑپ اٹھے اور فوراً فرعون کی داڑھی میں ہاتھ ڈالا اور اس انداز سے اسے کھینچا کہ فرعون تڑپ اٹھا اور جلدی سے موسیٰ کو گود میں سے اُتار لیا لیکن گود میں سے اُتارنے کے بعد جناب آسیہ سے کہتا ہے کہ مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ بچہ میرا دشمن ہے آسیہ نے کہا نہیں بچے تو ہر چکتی ہوئی چیز کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہیں یہ موتیوں کو دیکھ کہ اس کا ہاتھ تمہاری داڑھی کی طرف گیا تھا فرعون کہتا ہے کہ نہیں مجھے اندازہ ہے بچے کا ہاتھ کسی اور انداز سے بڑھتا ہے

شیطان کی دھمکی انام زمانہ کے ساتھ

یہ بچے کا ہاتھ نہیں لگ رہا تھا یہ دشمن کا ہاتھ لگ رہا تھا آخر یہ طے پایا کہ یہ دیکھا جائے یہ بچنے کی ادا ہے یا سوچ سمجھ کر فرعون کو نقصان پہنچایا گیا کس طرح امتحان لیا گیا مشہور واقعہ ہے کہ دھکتے ہوئے اٹکارے منگوائے گئے موسیٰؑ نبی جانتے ہیں کہ یہ آگ ہے آگ کو اٹھانے کے لیے تیار نہیں ہیں مگر پروردگار کا حکم آرہا ہے اسے موسیٰؑ اگر تم نے اس وقت یہ جلتے ہوئے کو تلے نہ اٹھائے تو تمہارا راز کھل جائے گا یہ پتہ چل جائے گا کہ تم نبی ہو یہ پتہ چل جائے گا کہ تم فرعون کے دشمن ہو اور تمہاری جان خطرے میں پڑ جائے گی۔ اس وقت تمہاری جان کو بچانا زیادہ اہم ہے موسیٰؑ ان جلتے ہوئے اٹکاروں کو اٹھا لو اور اسی طرح اپنے منہ میں رکھ لو جس طرح بچہ ہر چیز اٹھا کے منہ میں رکھتا ہے موسیٰؑ کا دل نہیں چاہ رہا مگر حکم خدا آگیا کہ میرے نبی کی جان کو بچانے کے لیے اس وقت آگ کو بھی ہاتھ میں لیا جاسکتا ہے موسیٰؑ نے آگ کو لیا اور اپنے منہ میں رکھا چنانچہ آگ مشہور روایت یہی ہے کہ حضرت موسیٰؑ کی زبان ان کو تلوں کی وجہ سے چلی اور اس انداز سے زبان چلی کہ ساری زندگی زبان میں لکنت رہی یہی وجہ ہے جب نبوت کا اعلان کیا تو خدا نے کہا فرعون کے پاس جا کے اپنے دین کو پیش کرو تو درخواست کی تھی پروردگارہ میرے بھائی ہارون کو بھیجا جائے کیونکہ میری زبان میں گرہ ہے "واحلل عقدہ من لسانی" میری زبان میں گرہ ہے اور میرا بھائی اصح منی مجھ سے زیادہ فصاحت رکھتا ہے پورا واقعہ ہی کہ حضرت موسیٰؑ نے آگ کو منہ میں رکھا تو نبی کی جان کو خطرہ ہو جائے تو آگ کو بھی منہ میں رکھا جاسکتا ہے تاکہ نبوت کا راز پوشیدہ رہے لیکن رزق حرام کوئی اتنی

شیطان کی دشمنی امام زمانہ کے ساتھ

بدترین چیز ہے زہرِ نبی کے حلق سے اتر سکتی ہے مگر رزقِ حرامِ نبی کے ہونٹوں کے قریب نہیں جاسکتا چاہے نبی کی جان کو خطرہ ہی کیوں نہ پیش آ رہا ہو۔ دیکھئے خطرہ تو ایک ہی ہے جو خطرہ موسیٰؑ کو فرعون سے تھا وہی خطرہ رسولؐ کو یہودیوں سے ہے۔ پروردگارِ عالم کی قدرت اگر ہے تو وہ موسیٰؑ کو بھی بچا سکتی ہے اگر موسیٰؑ کا راز کھل گیا کہا کہ نہیں راز کو چھپانا ہے وغیرہ اسلام کی نبوت کا راز کھل رہا ہے۔ کہہ دیا خدا نے اے میرے حبیب رزقِ حرام اتنی بدترین چیز ہے کہ اگر تمہاری جان بھی خطرے میں پڑ جائے تو کوئی بات نہیں تمہاری نبوت ظاہر بھی ہو جائے تو کوئی بات نہیں رزقِ حرام تمہارے ہونٹوں کے قریب نہیں آنا چاہئے۔ تو پتہ چلا اگر میں سیرت رسولؐ اور سیرت موسیٰؑ کی روشنی میں یہ غلط جملہ نہ ہوگا اگر ہم اپنے گمروں میں حرام رزق لے آتے ہیں اگر ہم اپنے بچوں کو حرام روزی کھلاتے ہیں اگر ہمارے ہاں حرام پیسہ استعمال ہو رہا ہے اسلام کی نگاہ میں یہ زہر کھانے سے زیادہ بدتر ہے یہ آگ کھانے سے زیادہ بدتر ہے آگ کھلائی جاسکتی ہے زہر کھلایا جاسکتا ہے حالتِ مجبوری میں مصلحت کے تحت مگر رزقِ حرام کبھی بھی استعمال نہیں کیا جاسکتا اور یہ بات ہے یعنی بالکل واضح کسی بھی مومن سے پوچھیں تمہارے نزدیک سب سے قیمتی چیز کیا ہے کہ زندگی ری تو دوبارہ کمالیں گے لیکن اگر عزت نہ رہی تو دوبارہ نہیں آسکے گی عزت بڑی اہم ہے لیکن عزت سے زیادہ جان قیمتی ہوتی ہے اسی لیے شریعت کا بھی حکم ہے اگر کبھی جان کو خطرہ ہے تو اپنی عزت کو جانے دو مگر جان سے زیادہ ایمان قیمتی ہوتا ہے اسی لیے حکمِ اسلامی ہے کہ اگر کبھی تمہارا ایمان خطرے میں پڑ رہا

ہے تو جان دو اور اپنے ایمان کو بچا لو تو زہر ہماری جان کو نقصان پہنچاتا ہے اور رزق حرام ہمارے ایمان کو نقصان پہنچاتا ہے ایمان بچانا زیادہ اہم ہے اسی لیے نبی اور امام کو زہر استعمال کرنے کا حکم دے دیا گیا مگر حرام لقمہ کبھی نبی اور امام کے طلق سے نہ اترتا۔ اب یہاں دو پیغام ہیں ہمارے لیے اس واقعے میں پہلا پیغام یہ کہ وہ نبی اور امام جو زہر کو کھانا پسند کرتے ہیں مگر رزق حرام ان کے ہونٹوں کے قریب نہیں آ سکتا جو آگ کھا لیتے ہیں مگر رزق حرام کبھی استعمال نہیں کرتے اگر نبی یا امام مضر دیکھے میرا ماننے والا میرا لقمہ پڑھنے والا میری دعوت کر رہا ہے اور میری دعوت میں وہ بدترین چیز رکھ رہا ہے کہ اگر زہر رکھا تو مجھے اتنی تکلیف نہیں ہوگی اعزازہ کریں امام کے دل کو کتنی تکلیف پہنچے گی اگر ہم امام کے سامنے رزق حرام رکھ دیں تو امام سوچیں گے یہ تو وہ چیز ہے جو ہمارے نزدیک زہر سے بدتر ہے یہ آپ میں سے یا ہم میں سے کوئی برداشت کر سکتا ہے کہ امام ہمارے گھر میں مہمان آئیں اور ہم ان کو زہر کلائیں (معاذ اللہ) ہم امام کو آگ کے آثارے کلائیں قطعاً نہیں کون مومن اسے برداشت کرے گا مگر عجیب بات یہ ہے کہ زہر کی بات کیلئے تو مومن ٹپ اٹھتا ہے آگ کھلانے کی بات کیلئے تو مومن گھبرا اٹھتا ہے لیکن وہ ان سے زیادہ بدتر چیز اپنے مصوم امام کے سامنے لاکر پیش کرتا ہے کیا یہ مسئلہ واضح نہیں کہ انسان کی کمائی رشوت کی نہیں انسان کی کمائی سود کی ہے انسان کی کمائی جھوٹ کی کمائی ہے انسان کی کمائی ملاوٹ کے مال کو بیچنے سے ہے رزق حرام کی اسلام میں جتنی بھی صورتیں ہیں چار صورتیں اسلام نے بتائی ہیں رزق حرام کی بالکل واضح پہلا تو یہ کہ وہ چیز ہی حرام

ہے جیسے شراب شراب کو بیچ کے جو پیسہ ملے وہ سارا کا سارا حرام ہے جیسے سود کا کاروبار کرے یا سودی ادارے کا حساب کتاب رکھے جو مخفواہ ملے وہ ساری کی ساری حرام ہے جیسے گانا گانے والے یا گانا گانے والی کی اجرت ہے جتنا پیسہ وہ کمار ہے ہے وہ حرام ہے جیسے میوزک سنٹر کھول کر ویڈیو کیسٹ یا آڈیو کیسٹ وہ کرائے پر دینا یا بیچنا جس میں گانے بھرے ہوئے ہیں یہ ایک ایک پیسہ اس کے گھر میں آرہا ہے یہ سب کا سب حرام ہے یہ حرام نمبر ایک ہے یہ سارا کا سارا حرام ہے اس کے بعد نمبر 2 حرام آتا ہے جہاں حلال اور حرام ملا ہوا ہوتا ہے یہ بھی حرام ہے اسلام کی نگاہ میں اگر حرام و حلال مل جائے تو سارا کا سارا حرام ہو جاتا ہے جیسے پانی کے ٹکے میں اگر پورا صاف پانی بھرا ہوا ہے اور دو قطرے اس میں پیسٹاب کے گر جائیں تو پاک اور نجس پانی مل گیا لیکن سارا کا سارا پانی نجس ہو گیا اسی طرح وہ بھی رزق حرام ہے جہاں انسان حلال و حرام کو ملا دیتا ہے اس کی بہترین مثال مٹی کا پیسہ اور جام کی دکان ہے بال بونائے جاتے ہیں یہ حلال ہے مخلد بنایا جاتا ہے اس کی اجرت حلال ہے شیو بنایا جاتا ہے اسکی اجرت حرام ہے اب یہ حلال و حرام مل کے آرہا ہے کہ حلال و حرام ایک ساتھ استعمال ہو رہا ہے یہ بھی اسلام کی نگاہ میں حرام ہے اور حرام میں وہ بھی آ جاتا ہے۔ انسان کا اصل کام تو حلال ہے لیکن حلال کام کی خاطر اسے حرام کرنا پڑ رہا ہے ایک عودت بالکل جائز اور حلال پیشے میں کام کر رہی ہے ٹیچر ہے لیڈی ڈاکٹر ہے کسی دفتر میں کام کر رہی ہے مگر کوئی حرام کام نہیں البتہ اس جائز کام کے لیے اسے پردہ اتارنا پڑ رہا ہے اور بے پردہ ہو کے اسے نوکری مل

رہی ہے اب کام حلال تھا مگر ایک حرام کرنا پڑا اس لیے اس کی خاطر یہ بھی حرام کے
 ذمرے میں آگیا ایک مرد ہے جو کہتا ہے مجھے نوکری ملتی ہے مگر ایک شرط ہے کہ مجھے
 داڑھی کو صاف کرنا پڑے گا کچھ ایسے پیشے بھی ہوتے ہیں سلاخین کو بڑا اسارٹ ہونا
 چاہئے پبلک ڈینک والے آدمیوں کو بڑا اسارٹ ہونا چاہئے چنک کے اندر لوگوں کو
 بڑا اسارٹ ہونا چاہئے اور اسارٹ کی ایک نشانی ہے کہ انسان گناہ کرے اور
 داڑھی کو منڈوائے اب وہ اپنی مرضی سے داڑھی صاف کر داتا ہے وہ تو ایک الگ
 مسئلہ ہے اگر یہ کہہ کہ اس کے بغیر میں نوکری نہیں کر سکتا تو یہ حلال نوکری بھی حرام
 میں تبدیل ہوگئی اس اعتبار سے کہ اس کی خاطر ایک حرام کام کرنا پڑ رہا ہے جیسے وہ
 چوڑیاں بیچنے والا چوڑی پہنا اسلام میں حلال پیشہ ہے لیکن اگر نامحرم کا ہاتھ پکڑ کر یہ
 چوڑی پہنا نا پڑے تو یہ حلال حرام میں بدل گیا یہ بھی رزق حرام میں آتا ہے۔ آج
 امام کو زبردستی اس سے زیادہ افسوس ہوگا اگر آپ رزق حرام دیجئے مگر آپ یہ منظر
 میں دیکھتے ہیں کہ حرام رزق ہے اور اس حرام سے ۲۲ رجب کی نیاز ہو رہی ہے یہ
 آخر کس کے لیے کوٹھے کئے جا رہے ہیں یہ امام کے لیے نیاز پیش کر رہے ہیں دستر
 خوان مگر حرام پیسے کا دسترخوان ہے تو امام کو لگتا ہے کہ زہر یا اس سے بھی بدتر چیز مجھے
 پیش کی گئی امام کے نام پہ انسان ہو اور خرچہ کرتا رہتا ہے سبیل میں چندہ دے
 دیجوے مسجد میں چندہ دے دیجئے دسترخوان کیا بکرہ عید کی قربانی کی 15 شعبان کی
 نذر دینا مسجد میں اظہاری بھجوائی مگر سب رزق حرام کے ذریعے سے تو گویا یہ ایسا ہے
 کہ آدمی زہر سے زیادہ بدتر چیز امام کی خدمت میں پیش کر رہا ہے ہاں اتنا ضرور ہے

چونکہ اس کی نیت یہ نہیں ہے اس لیے امام اس کو اپنا دشمن نہیں سمجھیں گے مگر ناراض ضرور ہوں گے ایک ایسا گروہ پیدا ہوتا ہے ہمارے ہاں جو بعض اوقات ان چیزوں سے اتنا گھبرا جاتا ہے یہ کہتا ہے کہ پھر یہ ننگی کا کام ہی کیوں کروں ایک تو ننگی کا کام بھی کرو اور اوپر سے ڈھڑے بھی کھاؤ اس سے اچھا یہ ہے کہ کچھ کرو بھی نہیں جیسی ذمہ کی گزر رہی ہے گزر جائے گی اسی لیے مجھے یہ جملہ کہنا پڑا کیونکہ نیت ہماری خراب نہیں اس لیے امام ہمیں اپنا دشمن نہیں سمجھیں گے امام ہمارے ہڈ پنے کو ضرور دیکھیں گے کہ ہمارے نام پہ یہ اتنی قربانی دے رہا ہے ہماری خاطر یہ اتنا خرچہ کر رہا ہے اس سے شاید امام رازی اور خوش بھی ہو جائیں مگر سوچنے کی بات ہے امام اگر ناراض نہ ہوں تب بھی ہمیں تو اپنے آپ سے پوچھنا ہے کہ اتنا مہربان امام کہ ہم نے غلط چیز بھی پیش کی تو انہوں نے قبول کر لی مگر کیا ہمارا یہ طریقہ صحیح ہے کیوں کہ امام ہم پر کوئی اعتراض نہیں کر رہے اس لیے ہم غلطی پہ غلطی کرتے چلے جائیں کم سے کم ان مقامات پر تو ہم رزق حلال استعمال کریں کیونکہ امام کی ناک میں یہ بدترین تھخہ ہے جو کہ رزق حرام کی صورت میں دیا جاتا ہے۔

رزق حرام دشمنی الہیہ پیدا کرتا ہے ::

یہ دو مہر پیغام اور فقط امام ہی کا مسئلہ نہیں آپ جا کر اپنے بچوں کو اگر رزق حرام دیں آپ اگر اپنے گھر والوں کو جا کر یہ رزق حرام دیں یہ بھی بڑی خرابی ہے اس لیے یہ شیطان کا بار بار اعلان ہے کہ امام کے ماننے والوں پر میں آسانی سے

کا نہیں پاسکتا ہوں بس مجھے بہترین موقع ملتا ہے جب وہ اپنے رزق کی جانب سے لاپرواہ ہو جاتے ہیں اس لیے کہ رزق حرام دشمنی الہیہ کی بنیاد ہے یہ دشمنی الہیہ بیت کہاں سے آگے بڑھتی ہے یہ رزق حرام کا نتیجہ ہوتا ہے اور ذہن میں رکھئے میرا موضوع کیا ہے امام زمانہ دشمن پیدا ہو جائیں گے ماننے والوں میں شیطان امام کے دشمن بڑھائے گا تو آخر کس طرح رزق حرام کے ذریعے سے تب ہی تو مصوم نے آخری زمانے کی نشانی یہ ہے اگر کہہ دو کہ تمہیں ایک درہم حلال کا کما کے لانا ہے تو شیطان نے آخری زمانے میں رزق حلال کو اتنا مشکل بنا دیا ہوگا کہ ستر درہم حرام کے آسانی سے مل جائیں گے ایک درہم حلال کا مومن کو نہیں مل پائے گا۔ تو شیطان کی یہ کوشش ہے کہ آخری زمانے میں رزق حرام کو بڑھادو جب رزق حرام بڑھائے گا خود بخود امام کے دشمن بڑھ جائیں گے۔ چنانچہ سفیانی اور دجال کا لشکر بڑا ہو جائے گا اور امام کا لشکر چھوٹا ہو جائے گا۔ میں ایک واقعہ پیش کر دو کہ دشمنی الہیہ بیت کہاں سے پیدا ہوتی ہے۔ کر بلا کا میدان ہے عاشور کی صبح ہے۔ امام مظلومؑ نے نماز صبح کے بعد لشکر بزد کی تیاری کو دیکھ کر اپنے لشکر کو بھی تیار کرایا۔ مینہ، میسرہ، قلب لشکر، مقدمہ الجوش پورا لشکر تیار ہو گیا مگر تمام حجت کے لیے حسینؑ ایک مرتبہ آگے بڑھے اور کہا کہ میرے ساتھیوں تم یہاں ٹھہرو میں جنگ کرنے نہیں جا رہا ہوں ایک مرتبہ اور انہیں بتانے جا رہا ہوں کہ یہ کون سا گناہ کر رہے ہیں۔ حسینؑ آگے بڑھے اور ایسے مقام پر جا کے رکے کہ اپنے لشکر سے دور اور عرسد کے لشکر کے قریب آگئے ہیں۔ سارا لشکر اور عرسد حیران ہو گیا۔ اکیلے حسینؑ یہاں کیوں

شیطان کی دشمنی امام زمانہ کے ساتھ

آ رہے ہیں اور جب سارا لشکر حسین کو دیکھ رہا ہے حسین نے صبح اس وقت سواری کے جانور کو منگوا یا حسین منگھوڑے پہ سوار ہیں اونٹ منگھوایا منگھوڑے سے اترے اور اونٹ پر سوار ہو گئے۔ یہ تہاری حسین اپنے لشکر میں بھی کر سکتے تھے مگر نہیں فوج یزید کو بتاتا ہے کیونکہ عرب میں منگھوڑا جنگ کی نشانی ہے اونٹ امن اور صلح کی نشانی ہے۔ حسین اونٹ پر بیٹھے۔ بتایا نہ ہم کھل کر نا چاہتے ہیں نہ مقابلہ اور اس کے بعد ایک عظیم خطبہ دیا کر بلا کے میدان میں اے لشکر یزید کیا تم نہیں جانتے کہ میں کون ہوں مجھے پہچانو جو جاتا ہے وہ جانتا ہے جو نہیں جانتا وہ جان لے۔ میں محمد مصطفیٰ کا نواسہ ہوں علی اور فاطمہ کا بیٹا ہوں میری نانی خدیجہ الکبریٰ ہے میرے چچا جعفر طیار ہیں ہمارے خاندان میں سید الشہداء حمزہ کز رہے باپ، ماں، نانا، نانی، چچا سب کے ذریعے اپنا تعارف کر دیا۔ حسین نے کہا کھل کوئی یہ نہ کہ ہم دعو کے میں کر بلا آگئے ہمیں تو کسی نے بتایا ہی نہیں کہ یہ حسین ہے۔ اور پھر کہا اے لشکر یزید میں دیکھ رہا ہوں تم میرے نانا کے زمانے کے صحابی تھے کیا تمہیں پتہ نہیں کہ میرا نانا مجھ سے کتنی محبت کرتا تھا۔ میرا نانا مجھے دیکھتا تو خبر سے اتر آتا میرا نانا میری خواہش سنتا تھا تو میدان گاہ میں میرے لیے سواری بن کے مجھے اپنی کمر اور پشت پر سوار کرنا تھا۔ کیا تمہیں یاد نہیں میں نانا کی پشت پر سوار ہو جاتا تھا تو میرا نانا مجھ سے سر نہیں اٹھاتا تھا ایک ایک واقعہ یاد دل رہے ہیں تاکہ اگر کوئی بھول گیا ہے تو اسے یاد آ جائے اور دیکھو میرے سر کے عمائے کو دیکھو یہ میرا عماء نہیں ہے یہ میرے نانا کا عماء ہے۔ یہ عماء میرے نانا کی عماء ہے یہ عماء میرے نانا کا عماء ہے یہ موزے

شہان کی دینی ملامت کے ساتھ

میرے نانا کے موزے ہیں یہ ظلمیں میرے نانا کی ظلمیں ہے یہ سواری میرے نانا کی سواری ہے۔ عمر کا ب رسولؐ کے ذریعے اپنا تعارف کروایا حسینؑ نے ہر طرح سے اپنا تعارف کرادیا اپنی راسخے داری بتائی اپنے فضائل بتائے عمر کا رسولؐ دیکھائے اور آخر میں ایک عجیب بات کہی کہ اگر میری ان باتوں پہ تمہیں یقین نہیں آ رہا تو مجھے ایک عام مسلمان سمجھو۔ نہ مانو۔ رسولؐ کا نواسہ ایک عام مسلمان سمجھو ایک عام مسلمان کو کب قتل کیا جاسکتا ہے جو تم میرے قتل کے درپے ہو۔ کیا میں نے تم میں سے کسی کو قتل کیا ہے کوئی مقتول کا وارث جو آ کر اپنے مقتول کا مجھ پہ دعویٰ کرتا ہے۔ بتاؤ میں نے کون سی ظلمی کی ہے جس کی وجہ سے میں واجب القتل ہوں۔ کیا میں نے معاشرے میں کوئی فساد برپا کیا ہے کیا میں نے طلال کو حرام اور حرام کو طلال کیا ہے ایک عام مسلمان کے حقوق جو اسلامی معاشرے میں ہیں مجھے عام مسلمان سمجھ کے بتاؤ میں نے کون سا ایسا جرم کیا ہے۔ سارا الفکر خاموش ہے مگر یہ ساری گفتگو کرنے کے بعد ایک آخری جملہ کہا اور میرے مولا واپس آ گئے جواب نہیں سنا میرے مولا نے کہا کہ میں نے وہ کہہ دیا کہ میدان قیامت میں میری حجت تم پہ تمام ہوئی لیکن مجھے یہ معلوم ہے تم پہ اثر کچھ نہ ہوگا مولا کیوں اثر نہیں ہوگا امام نے کہا ”ولقد موليت بطولكم من الحوام“ تمہاری خرابی یہ ہے کہ تمہارا پیٹ حرام رزق اور حرام روزی سے بھرا ہوا ہے اور جب انسان کے پیٹ میں حرام تھے ہوتے ہیں اور اس کے جسم کی ساری طاقت حرام سے آتی ہے تو اگر حسینؑ جیسا امام مسوم بھی صحت مگرے تو بھی انسان قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا اور دشمن

حسین بن جاتا ہے۔ تو کربلا کے میدان میں حسینؑ کے دشمنوں کی اتنی بڑی تعداد کیوں آگئی حرام رزق کی وجہ سے حرام روزی کی وجہ سے کیا شیطان کو یہ معلوم نہیں ہوگا کہ اگر دشمن اہل بیتؑ بنانا ہیں اور ایسا دشمن اہل بیتؑ جو امام کے خلاف گوہر نکال لے۔ کربلا کے دشمن کوئی معمولی دشمن نہیں یہ وہ تھے جو امام کے خلاف مجبور ہو کر بے جھجک نکال لیتے تھے ایسا دشمن بنانا ہے تو مسلمان اور مومن کے رزق کو حرام میں تبدیل کر دو۔ اس کے بعد شیطان سمجھتا ہے میرا آدھا کام ہو گیا ہے یہ کھائیں گے حرام رزق ان کے ایمان کو خراب کرنا چلا جائے گا۔ چنانچہ کربلا کے واقعے کے بعد امام زمانہؑ کے خلاف بھی شیطان کے پاس بھی طریقہ یہی ہے کہ امام کے آنے سے پہلے رزق حرام کو دنیا میں اتنا پھیلا دو کہ امام کے ماننے والے بھی اس دنیا کے رنگ میں رنگ کے رہ جائیں اور ان کو کچھ بچ نہ چلے کہ ہم کتنی بڑی غلطی کر رہے ہیں۔ بعض ایسی غلطیاں ہوتی ہیں کہ خود انسان کو احساس نہیں ہوتا آپ ڈاکٹروں سے جا کے پوچھیں وہ بتاتے ہیں کہ آجکل غذا میں لوگ کچھ ایسی چیزیں استعمال کرتے ہیں ان کو اعزہ نہیں ہوتا بڑھاپے میں جا کر کھجکتے ہیں مگر اس وقت معاملہ ان کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے چکنائی کا حد سے زیادہ استعمال بعد میں دل بکڑ کے بیٹھ جاتے ہیں مگر اس وقت معاملہ ان کے ہاتھ نکل جاتا ہے کھانا بھی مسطرہ رزق حرام کا بھی ہے کہ آج حرہ آ رہا ہے رزق حرام میں جس طرح فکر کے استعمال سے حرہ آتا ہے کھانے کے استعمال سے کھانے کا حرہ آتا ہے ڈاکٹر بتاتے ہیں کہ حرہ کے معاملے خاص حرہ کا حرہ انسان کو دیتے ہیں مگر پھر بھی اس ماریٹو سرے کے بعد تکلیف کتنی ہے یہی

شیطان کی دہشتناک سازش

رزق حرام کا مسئلہ ہے کیونکہ آج مزد بہت آتا ہے یہ سہولت ہمارے ہاتھ میں ہے ہمارے بچے کی ہر خواہش پوری ہو جائے گی ہمارے گھر کے ہر کمرے میں ایئر کنڈیشن لگا ہوگا طلال و حرام کے مسئلے میں کان بند کر لو مگر میدان قیامت میں اس کا نقصان جو ہے وہ تو ہے اس سے بڑا نقصان یہ ہے کہ امام زمانہ کی دشمنی ہمارے دلوں میں آجائے گی آج ہمیں کچھ پتہ نہ ہوگا جیسے شکر کھانے والے کو یہ نہیں پتہ کہ کل میرے ساتھ کیا ہوگا چکنائی کھانے والے کو کیا پتہ کہ کل میرے ساتھ کیا ہوگا سرکٹ چنے والے کو آج نہیں پتہ کہ کل کیا ہونے والا ہے اسی طرح رزق حرام کھانے والے کو بڑا اطمینان ہے مٹی نہیں میں سارے گناہ کروں گا مگر محبت الہی بیٹھ کو کبھی نہیں چھوڑوں گا لیکن اسے کیا پتہ وہ ایک ایسی چیز استعمال کر رہا ہے کہ ایک دن معاملہ بھی اس کے ہاتھ سے نکل جائے گا یہی وجہ ہے کہ شیطان کا سب سے زیادہ زور رزق حرام کے بارے میں ہے ایک دفعہ فقرہ حرام کھا لو تو خود بخود دشمن امام بنتے جاؤ۔

﴿ تربیت اولاد (کب کیسے اور کیا) ﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحن نقص عليك احسن القصص بما اوحينا اليك هذا القرآن -

والدین کی ذمہ داریاں ::

پروردگار عالم نے ایک اور حکم جو ہر ایک شخصیت کو دیا ہے۔ جو اپنے خاندان میں سربراہ ہے جو اپنے خاندان کا بڑا ہے مجھے یا تمہیں اپنی اولاد یا چھوٹوں کے درمیان عدالت کو برقرار رکھنا ہے۔ اسلام میں توحید کے بعد جو سب سے اہم حکم ہے وہ عدالت کا ہے کسی پہ ظلم نہ ہونے پائے کسی سے زیادتی نہ ہونے پائے اور خصوصیت کے ساتھ والدین کے لیے یہ مسئلہ اسلام نے بہت اہم بنایا ہے کہ تمہیں اپنی اولاد کے درمیان فرق نہیں کرنا ہے۔ تمہیں اپنی اولاد کے درمیان ظلم نہیں کرنا ہے اور ایسا نہ ہو کہ تمہیں کسی کی محبت غافل و اندھا کر دے تو باپ ہونے کے باوجود تم بیٹے کے مجرم قرار پاؤ۔ ماں ہونے کے باوجود تم اولاد کی مجرم قرار پاؤ۔ البتہ صرف ایک مقام پہ یہ اجازت دی گئی ہے کہ اولاد میں فرق کیا جاسکتا ہے۔ یہ وہ مرحلہ ہے جب اولاد سمجھ دار ہوگئی ہاشور ہوگئی اچھائی اور برائی کو سمجھنے لگی تو والدین نے اپنی اس ذمہ داری کو شروع کیا کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت کر رہے ہیں۔ باپ اور ماں کا فریضہ ہے صرف یہ نہیں ہے کہ وہ اولاد کے پیدا کرنے کے بعد یہ سمجھیں

تربیت اولاد کب کیسے اور کیا

کہ اب ہماری ذمہ داری ختم ہے اب ہمارے بیٹے اور بیٹی کی ذمہ داری شروع ہے کہ وہ ہمارا احترام کریں اور وہ ہماری عزت کریں اور وہ قرآن کی ساری آیتیں مصومین کی ذمہ داری کے لائی جائیں کہ جس میں والدین کی عزت و احترام کا حکم دیا گیا ہے تو بعد کا مسئلہ ابتداء میں والدین پہ یہ ذمہ داری عائد کی جاتی ہے کہ تمہیں اپنی اولاد کی تربیت کرنا ہے اور تربیت کچھ اس انداز سے کرنا ہے کہ تمہاری اولاد دنیا میں کامیاب ہو یا نہ ہو مگر آخرت میں اسے کامیاب ہونا ہے۔ دنیا والوں کو خوش کر سکے یا نہ کر سکے مگر پروردگار کو خوش کرنے کا راستہ اسے اختیار کرنا ہے ہاں دین کی تربیت کے ساتھ اگر اولاد کی دنیا بنانے کی کوشش کی جائے کوئی حرج نہیں بلکہ یہ بھی ایک عبادت ہے لیکن دین کو نظر انداز کر کے اولاد کی دنیا بنانا یہ وہ بدترین جرم ہے۔ اگر باپ اور ماں بھی کریں تو انہیں معاف نہیں کیا جائے گا تو اب اسلام نے اس کا ایک طریقہ بھی بتایا ہے کہ تمہیں اپنی اولاد کی تربیت کس طرح شروع کرنا ہے ایک مہینے اور سال کے قصین کے اعتبار سے کہ جب تمہارا بیٹا آٹھ مہینے یا آٹھ دن کا ہو جائے تو ہمیں اسے سب سے پہلا لفظ کون سا سکھانا ہے۔ اس کے بعد اسے کیا جملہ یاد کرانا ہے کس عمر میں اسے قرآن پڑھانا ہے کس عمر میں جا کر اسے نماز کی عادت ڈلوانا ہے کس عمر میں جا کر اسے روزہ رکھوانا ہے وہ سارے مراحل وہ سارے سٹیج عمر کے لحاظ سے اسلام نے بیان کیے ہیں اور پھر یہ بھی ایک حکم اسلامی ہے کہ یہ بھی بتایا گیا کہ جب تک تمہاری اولاد حلالین یا چار سال کی عمر تک پہنچے اس پر زیادہ زور بھی نہ ڈالو۔ زیادہ اسے مجبور بھی نہ کرو یہ نہ ہو کہ ایک یا ڈیڑھ سال کا

بچہ ہو تم اس پر سارا قرآن اور ساری فقہ مسلک کر دو۔ جنہیں یہ روایت ہے کہ مصومین کی کہ بچہ ایک عمر میں بادشاہ ہوتا ہے نہ اس سے کوئی پوچھ بچھ ہے اور نہ اس کے اوپر سختی ہے۔ لیکن ایک عمر کے بعد والدین کی ذمہ داری شروع ہو جاتی ہے۔ والدین اپنی اولاد کی تربیت شروع کریں گے تو اس کے بعد ایک مرحلہ آئے گا کہ اولاد کچھ دار ہوگی اچھائی اور برائی کو سمجھنے لگے گی اس کے بعد جو بیٹا دین کی طرف زیادہ ہے حکم پروردگار کو زیادہ خوشی سے قبول کر رہا ہے دین کی باتوں کو سمجھ رہا ہے اس کو ترجیح دینا اس سے ظاہری اعتبار سے دوسروں سے زیادہ اچھا سلوک کرنا اور وہ جو ذرہ دین کی باتوں سے دور ہے اور شریعت کی باتوں سے نفرت کر رہا ہے اور دین کی باتوں پر عمل کرنے کو تیار نہیں اسے مارنا نہیں بیٹنا نہیں نفرت نہیں کرنا۔ لیکن یہ احساس دلانا کہ اگر تم نے دین پر عمل نہ کیا تو ہمارے پاس سے تمہیں احرام و عزت نہیں ملے گی۔ دین داری کی وجہ سے شریعت پر عمل کرنے کی وجہ سے اس عمر پر جا کر جب بچہ اچھائی اور برائی سمجھنے لگتا ہے تو وہاں پہ والدین بس ایک چیز ذہن میں رکھتے ہوئے ایک بچے کو ترجیح دیں اور دوسرے کو ترجیح نہ دیں تو اسلام میں یہ چیز نہ صرف بری ہے بلکہ بعض مقام پر مصومین کی زبان سے یہ جملہ نکلا ہے چنانچہ مشہور روایت ہے کہ ہمارے چھٹے امام صادق آل محمد امام جعفر صادقؑ یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ مجھے اپنی تمام اولادوں میں سے اپنے سب سے بڑے بیٹے اسماعیل سے زیادہ محبت ہے اب ساتویں امام کے ذکر کی تو ضرورت ہی نہیں۔ یہ کئی روایتوں میں آیا ہے جب امام نے اولاد کے بارے میں کوئی مسئلہ بتایا۔ اپنی اولاد کا کوئی

احسان لیا تو اگر امام کی اولاد میں سے کوئی آزمائش میں آگے بڑھا تو اسے روک دیا گیا۔ ”انت منی وانا من“ کہ اے میرے بیٹے یہ تجھ سے میرا خطاب نہیں ہے تم تو میں ہوں اور میں تو تم ہوں تو معصوم کو چھوڑ کر باقی اولاد میں جو ہیں چھپے امام کی خود امام کہہ رہے ہیں مجھے اپنی اولادوں میں سب سے زیادہ محبت اسماعیل سے ہے وہ اس لیے کہ وہ خدا کے سب سے زیادہ اطاعت گزار مجھ سے زیادہ محبت کرنے والے ہیں۔ اب امام نے علی الاطلاق بتایا کہ دوسرے بیٹوں کے مقابلے میں اسماعیل سے زیادہ محبت کر رہا ہوں۔ مگر اس لیے کہ وہ دین کے معاملے میں دوسروں سے بہتر ہے۔ شریعت کے معاملے میں دوسروں سے بہتر ہے۔ تب اس کو ترجیح دی جائے گی تو صرف اس ایک مقام پر جو اولاد دین کی جانب زیادہ ہے تو اگر اس سے زیادہ محبت کی جائے تو اسلام میں بری نہیں۔ اولاد میں فرق کرنا یہ اسلام میں خود ایک جرم ہے یہ گناہ ہے اولاد کے درمیان فرق کرنا یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ میدان قیامت میں پیغمبر اسلام وکیل بن کے آئیں گے اس اولاد کی طرف سے اور مقدمہ لڑیں گے اس باپ کے خلاف۔ مگر اس تمام تر ماحول میں باپ کی ایک ذمہ داری قرار پاتی ہے کہ بہر حال تمہیں اپنی اولاد سے براہی تو کرنا ہے لیکن اس ایک بات کو یاد رکھو کہ تمہارے ہر ایک لمحے کی ذمہ داری ہے کہ اپنی اولاد کو جہاں تک ہو سکے دین کی تربیت دو۔

شادی کرنے میں احتیاط ::

اور اسی لیے بیٹے کی پیدائش سے پہلے یہ حکم آگیا کہ جب تم شادی کرنے جا رہے ہو تو دیکھ کے شادی کرو کہ جس خاندان میں شادی کی جا رہی ہے وہاں شادی کرنے سے کیا تمہاری اولاد دین دار بن سکتی ہے کہ نہیں یہ حکم لڑکے کے لیے بھی ہے لڑکی کے لیے بھی ہے۔ دونوں کو بتایا گیا لڑکے کے والدین کے لیے بھی حکم ہے اور لڑکی کے والدین کے لیے بھی کہ جب تم اپنی بیٹی کا رشتہ کر دو تو یہ مت دیکھو کہ تم جہاں رشتہ کر رہے ہو وہ دولت مند ہیں یا نہیں یا اثر ہیں یا نہیں یہاں تمہاری بیٹی کو یہ سمجھنا پڑے گی یا نہیں۔ پہلے یہ دیکھو کہ اس گھر میں دین ہے کہ نہیں اب جو تمہاری اولاد کا سلسلہ آگے چلے گا بیٹی کے ذریعے سے ہی کیا وہ اولاد دین دار ہوگی یا نہیں اس لیے جب کہ باپ اور ماں دونوں دین دار نہ ہوں اولاد پھد دین کا اثر آدھا مشکل ہے اور یہ وہی چیز ہے جس کو مولائے کائنات نے اس وقت سمجھا یا تھا کہ جب جناب عقل کو بلایا تھا کہ میں اپنی بہادری کا وارث چاہتا ہوں تو آپ تاج عرب کا سب سے بہادر قبیلہ کون ہے اور علی جیسا بہادر یہ بتا رہا ہے کہ بہادری کی آخری منزل پہنچنے کے بعد بھی جب تک لڑکے کی ماں کا تعلق بھی شہر قبیلے سے نہ ہو جائے کہ اگر مکمل بہادری کا آنا مشکل ہے۔ علی اصول بتا رہے ہیں باپ اور ماں دونوں سے مل کے خصوصیت اولاد میں آتی ہے اور لڑکی کے والدین کے لیے حکم ہے اور ان کے لیے سنت جناب خدیجہؓ ہے کہ جب خدیجہؓ کے سامنے بیٹکڑوں رفیعہؓ آئے

'بادشاہوں کے سرداروں کے قہقہے کے حاکموں کے مالداروں کے تاجروں کے' سب رشتوں کو ٹھکرایا گیا اور رسولؐ کے رشتے کا احباب کیا گیا۔ فقط اس دین کی وجہ سے ورقہ ابن نوفل جو اس رشتے کے درمیان میں تھے انہوں نے بھی تو کہا تھا کہ اگر تم نے اس سے شادی کر لی تو آخرت کے دن تم ساری کائنات کی عورتوں کی سردار ہو گی اس لیے کہ یہ اللہ کا رسولؐ ہے اور جو اس سے حوصلہ ہو گیا میدانِ تقدیر میں وہ نہایت پائے گا ورقہ ابن نوفل نے جنابِ خدیجہ کو دنیا کے بارے میں کچھ نہیں بتایا کہ مدینے کا حاکم بنے گا مدینے کی حکومت اس کے ہاتھ میں آئے گی۔ آخرت کی بات کی جنابِ خدیجہ نے اس رشتے کا احباب کیا تو لڑکیوں کے لیے سنتِ خدیجہ ہے کہ سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے کہ دین ہو تو دین دار ہونے کے بعد دنیاوی چیزوں کو دیکھا جائے تو غلط نہیں لیکن پہلے یہ دیکھنا ہے کہ جس خاندان میں بیٹی کا رشتہ کیا جا رہا ہے اس کے پاس دین ہے کہ نہیں خصوصیت کے ساتھ لڑکا دین دار ہے کہ نہیں کہ جس کا احباب کیا ہے کیا وہ دین دار ہے کہ نہیں اسی لیے لڑکے والوں کی بھی ایک ذمہ داری ہے کہ بچے کے رشتے کو تلاش کرنے کے لیے کھو تو کھل صورت کی ضرورت نہیں مال و دولت تلاش کرنے کی ضرورت نہیں اس کے خاندان کی بڑھائی کو دیکھنے کی ضرورت نہیں فقط یہ دیکھو کہ جو امانت اس لڑکی کے پیٹ میں محفوظ رہے گی۔ کیا یہ اس قابل ہے کہ ہماری امانت سچے طور پر رہے کیونکہ ماں کے خیالات و عادات اولاد پر پورے طریقے سے اثر انداز ہوتے ہیں جو مثال آپ نے پڑھی ام المؤمنینؓ کی اب یہاں سے اعداد ہو گیا کہ ساری تیاری کس کے لیے کہ لڑکی والوں

ترجمہ علامہ عبد الباقی

سے یہ کیوں کہا جا رہا ہے کہ 'جس لڑکے کا انتخاب کرو تو وہ دین دار ہونا چاہئے' لڑکے والوں سے کیوں کہا جا رہا ہے کہ 'جس لڑکی کا انتخاب کرو اس پابند شریعت ہونا چاہئے۔ سب سے زیادہ زور اولاد کے لیے دیا گیا ہے کہ تمہاری اولاد خراب نہ ہونے پائے۔ کہ تمہاری اولاد صحیح طور پر پابند شریعت ہو اور بعض مقامات پر یہ جملے آتے ہیں کہ کسی کی اولاد نے کوئی غلطی اور گناہ کیا تو یہی جواب دیا مصوم نے کہ یا اس کے باپ میں کوئی خرابی ہے یا اس کی ماں میں کوئی خرابی ہے۔ کئی ایسی روایتیں ہیں کہ ماں اور باپ کا بے دین ہونا اولاد کو تباہ کر دیتا ہے۔ تو اب اولاد کی دینی تربیت والدین کے لیے اتنا اہم فریضہ ہے کہ اولاد کی پیدائش سے بھی پہلے شادی کی تیاری کرائی جا رہی ہے اور جس وقت بیٹا حکم مادر میں آیا' بیٹی ماں کے پیٹ میں آئی 'وہاں پہ اسلام نے پھر سختی کے ساتھ زور دیا' کہ اب اس بات کا خاص خیال رکھنا کہ جو کچھ اس کی ماں سوچے گی جو کچھ اس ماں کی تمنا ہوگی وہ سب اثرات اس بیٹے یا بیٹی پر پڑیں گے' چنانچہ یہی سے احتیاط شروع کر دو کہ کوئی حرام اور گناہ تمہارے گھر میں نہیں ہونا چاہئے' اور پھر جس وقت تمہاری اولاد پیدا ہوگی تمہیں اس پر شریعت کی پابندیاں ٹھونسنا نہیں' مصوم نے 3، 4 سال کی عمر بتائی کہ تم کو اپنی اولاد پر شریعت کی پابندیاں ان پر عائد نہیں کرنا ہے مگر خود تمہیں اپنے آپ کو مکمل پابند شریعت بنانا ہے کیونکہ امام کا ایک جملہ ہے کہ جس وقت کوئی بھی بچہ دنیا میں آتا ہے اس وقت تم سمجھتے ہو کہ اس کے دیکھنے کی طاقت نہیں مگر دونوں آنکھوں سے صحیح دیکھتا ہے' اس کا اثر ساری زندگی رہتا ہے' تم یہ سمجھتے ہو کہ اس کے کانوں میں بھی آواز کے سمجھنے کی

صلاحیت نہیں ہے 'مکروہ' آوازیں جو اس وقت سنتا ہے۔ مرتے دم تک کوئی نہ کوئی اثر باقی رہتا ہے' اور اس کی زبان میں بولنے کی طاقت نہیں ہے لیکن جو لقمہ تم اس کے منہ میں دیتے ہو اس کا کوئی نہ کوئی اثر باقی رہتا ہے' تو خبردار اپنی اولاد کی آنکھوں کے سامنے کوئی عمل نہ کرنا جو حرام اور گناہ ہے' ایسا نہ ہو کہ آنکھ کے ذریعے یہ چیز اس کی تربیت میں داخل نہ ہو جائے' اپنی اولاد کے کانوں میں کوئی حرام چیز داخل نہ کرنا' ایسا نہ ہو کہ کوئی چیز اس کی فطرت میں نہ بس جائے' اور اپنی اولاد کے منہ میں کوئی حرام لقمہ داخل نہ کرنا ایسا نہ ہو کہ یہ حرام کا اثر مرتے دم تک اس کے اوپر رہے' اور یہی وجہ اور یہی سبب ہے کہ اسلام نے ایک ایسا حکم دیا ہے اور اگر آپ ظاہری اعتبار سے دیکھیں تو اس کا کوئی فائدہ ہی نظر نہیں آ رہا ہے۔ یہ ایک دن کا بچہ جو نہ بول سکے اور نہ سن سکے نہ دیکھ سکے مگر اسلام کیا کہہ رہا ہے اٹھاؤ اسے ایک کان میں اذان دو ایک کان میں اقامت دو۔ اذان اور اقامت دی جا رہی ہے اور وہ بھی عربی زبان میں ایسے بچے کے کان میں کہ ہمارے خیال کے مطابق ابھی اس کے کان کسی چیز کو سمجھ ہی نہیں سکتے ہیں۔ یہ درحقیقت اولاد کے لیے جو فائدہ وہ تو ہے ہی۔ لیکن ہمیں بھی ایک وارننگ ہے کہ اپنے بیٹے کے کان کی 'آنکھ کی' اور پیٹ کی قوتوں کو بیکار نہ سمجھنا اور پہلی آواز اس کے کان میں اذان کی بجھی دوسری آواز اقامت کی اس کے کان میں بجھی۔ تو یہ آوازیں ساری زندگی اسے دین کے راستے پر قائم رکھ سکتی ہیں۔ بشرط یہ کہ بعد میں والدین کی تربیت بھی ایسی ہو تو۔ اب آفاز ہی سے جٹا پیدا ہونے سے پہلے باپ کو پابند شریعت جٹا ہے یہ خیال رکھنا ہے کہ ایسا نہ ہو

تربیت اولاد کب سے اور کیا

ہماری ذرہ سی لا پرواہی اور غفلت ہماری اولاد کو بے دین نہ بنا دے۔ کچھ ایسی روایتیں بھی ہیں کہ جنہیں میں کھل کے بیان نہیں کرنا چاہتا ہوں کہ وہ جائز اور حلال کام بھی جن کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے مگر ایسے بیٹے یا بیٹی کے سامنے انجام نہ پائے جو اچھائی برائی کو نہیں سمجھ سکتا ہے۔ ہمارے خیال میں بالکل معصوم ہے مگر اس کے سامنے بھی یہ تمام اعمال انجام نہ دیئے جائیں کہ اس پر ان کا فلفلہ اثر پڑے۔ تو اسلام میں تو بچہ دیکھتا بھی ہے اور سنتا بھی ہے سمجھتا بھی ہے اب جو کچھ اسے والدین بتا رہے ہیں اس کا اثر ہوگا۔ چنانچہ یہ غلطی اکثر والدین سے ہو جایا کرتی ہے تو لڑکا جب بارہ سال کا ہو جاتا ہے تو یہ کوشش کی جاتی ہے کہ اسے مدرسے میں بھیجا جائے اسے دین کے راستے پر چلایا جائے اور اس وقت جب وہ ان باتوں پر عمل کرنے کو تیار نہیں ہوتا تو والدین پریشان ہو جاتے ہیں کہ ہم نے ایسی کیا غلطی کر لی ہمارا بیٹا کیوں اتنا نافرمان نکل رہا ہے۔ غلطی آج کی نہیں جب یہ لڑکا بارہ گھنٹے کا تھا اس وقت سے ہماری غلطیوں کا آغاز ہو گیا تھا۔ جس کا آج نتیجہ ہمارے سامنے آ رہا ہے۔ اہلبیت رسالت ان موقعوں پر تربیت اولاد کے بارے میں ایسے جملے استعمال کیے، کہ اگر ہم اس نقطے کو ذہن میں رکھیں تو وہ روایتیں سمجھ میں آتی ہیں، کہ آخر اس کا مطلب کیا ہے مگر اس کا مطلب یہ تھا۔ کہ جب آل محمد اپنی معصوم اولاد کے لیے کیا احتیاط کر رہے ہیں تو ہم اپنی غیر معصوم اولاد کے لیے اتنے لا پرواہ و غافل کیوں ہو گئے

امام حسنؑ کی ولادت ::

چنانچہ تاریخ بتاتی ہے کہ جب یہ 15 رمضان کی تاریخ مدینے میں قریب آ رہی تھی اور یہ تاریخ ایک ایسی تاریخ تھی کہ جس کا انتظار سارے مسلمانوں کو بھی عرصہ دراز سے تھا۔ اس لیے مکے کی زعمی میں رسول کو طعنہ کثرت کے ساتھ دیا جا رہا تھا اور جس کی وجہ سے بعض مسلمان بھی پریشان ہو گئے تھے یہی پریشانی تو تھی جو جنگ احد میں ظاہر ہوئی تھی وہ یہ کہ اے عبد اللہ کے یتیم تم نے (معاذ اللہ) رسالت کا ایک ڈھونگ رچا کے اور ہمارے نو جوانوں کو بھکا کے ایک نیا مذہب تو بنالیا ہے مگر یہ کتنا عرصہ چلے گا تیرا یہ مذہب بوڑھے ہو چکے ہوا مثال کر جاؤ گے کوئی اولاد تمہاری نہیں جو تمہارے پیغام کو باقی رکھے والی اس کے بعد تو اسے مٹا ہی مٹا ہے۔ اور عربوں کے قبائل کا نظام ایسا ہے کہ واقعا اگر کوئی شخص بغیر لڑکے کے اس دنیا سے چلا جاتا تھا تو اس کا نام و نشان مٹ کے رہ جاتا تھا۔ یہ طعنہ ایسا تھا کہ کافر تو یہ طعنہ دے ہی رہے تھے۔ مسلمان بھی پریشان ہو گئے کہ واقعا رسولؐ کے ہاں اولاد تو کوئی نہیں ہے اگر رسولؐ اسی حالت میں اس دنیا سے چلے گئے تو اس دین کا قاعدہ کیا ہوگا۔ اور پھر اسلام لانے سے ہمیں ملے گا کیا جنگ احد میں بھائے والوں نے یہی تو کہا کہ جب ہم نے سنا کہ رسولؐ مارے گئے تو یہ سوچا کہ اب اسلام کا قاعدہ کیا۔ اب مسلمان بننے سے حاصل کیا ہوگا۔ جاؤ اور اپنے پرانے دوستوں سے مل جاؤ تو یہ خیال مسلمانوں

کے ذہن میں بھی بیٹھ چکا تھا۔ 15 رمضان کی تاریخ بھی قریب آ رہی ہے اور جیسے جیسے یہ تاریخ قریب آ رہی ہے تو پیغمبر اسلامؐ بار بار اعلان فرما رہے ہیں کہ عن قریب تمہیں خوش خبری ملنے والی ہے۔ سارے اسلامی معاشرے سے کہہ رہے ہیں 'بلکہ یہاں پر تو ایک مشہور روایت بھی ہے جس علماء نے کہا کہ اس کا تعلق 3 شعبان سے ہے بعض نے کہا کہ 15 رمضان سے ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کے پاس مدینے کے کچھ لوگ بڑی پریشانی کے عالم میں آئے یہ روایت بھی سورہ یوسف کے ایک اہم مطلب کو بیان کرنے والی ہے کہ خواب میں کیا حقیقت ہوتی ہے حضرت یوسفؑ نے ایک خواب دیکھا اور بھی سے بھائیوں کی لڑائی شروع ہوئی تو خواب میں کیا حقیقت ہوتی ہے۔ چنانچہ جناب عباسؓ کی بیوی ام فضلؓ جناب عباسؓ رسول خداؐ کے چچا حضرت ابوطالبؓ کے بھائی ان کی بیوی ام فضلؓ کے بارے میں لوگ پریشان ہو کر رسول خداؐ کے پاس آتے ہیں اللہ کے رسولؐ تین راتیں گزر گئیں ام فضلؓ دن کو بھی روتی ہیں اور رات کو بھی 'بھتا ہم ان سے پوچھیں وہ نہیں بتاتی ہیں کہتی ہے کہ بات ایسی ہے کہ میں زبان میں اس کو ادا نہیں کر سکتی۔ پیغمبر اسلامؐ نے اپنے چچا عباسؓ کو بلایا اور پوچھا کہ میری چچی کی کیا حالت ہے جناب عباسؓ نے بھی وہی بات کہی اے میرے بھتیجے تین راتیں اور دن ہو گئے ہیں میری بیوی ام فضلؓ نے ابھی رونا بند ہی نہیں کیا یہاں تک کہ میں نے قسم دے کر پوچھا کہ کتنی ایسی بات ہے کہ میں کیسے بیان کروں۔ پیغمبرؐ نے فرمایا جا بیٹے اور میری چچی کو لے آئے ام فضلؓ کو پیغمبرؐ کا پیغام ملا آنے پر مجبور تھیں 'پیغمبرؐ کو سلام کیا سلام جواب کے بعد رسول خداؐ کہتے ہیں چچی

آپ اتنی پریشان کیوں ہیں رو کیوں رہی ہیں کہا کہ بس اتنا کہہ سکتی ہوں کہ تین دن پہلے میں نے خواب دیکھا بہت ڈراؤنا خواب بڑا وحشت ناک خواب اور اس خواب کے دیکھنے کے بعد میں بے حد شرمندہ بھی ہوں اور گھبرائے ہوئے بھی ہوں اور میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کیا کروں پیغمبرؐ نے کہا بتائیے تو سہی وہ خواب کیا ہے کہا میرے پیچھے خواب ایسا ہے کہ مجھ میں ہمت نہیں کہ میں بیان کروں پیغمبرؐ نے پوچھا یہ خواب آپ نے کس وقت دیکھا تھا کہا کہ یہ خواب میں نے ظہر کے وقت دیکھا ہے ایک حدیث رسول بھی ہے کہ پانچ وقت ایسے ہیں جب انسان سو جاتا ہے ان پانچ میں ایک وقت ظہر کا پیغمبرؐ نے ام فضل سے پوچھا یہ خواب آپ نے کب دیکھا ام فضل نے کہا ظہر کے وقت پیغمبرؐ نے کہا یہ تو وہ گھڑی ہے جس کا خواب تو جھوٹا ہوتا ہی نہیں ہے جو کچھ آپ نے دیکھا وہ بالکل صحیح اور سچا خواب ہے اب ام فضل کی پریشانی اور بڑھ گئی ایک مرتبہ گھبرا کے کہا پھر تو یہ خواب بیان کرنے کی ہمت ہی نہیں رہی پیغمبرؐ نے کہا لیکن ہر خواب کی ایک تعبیر بھی ہوا کرتی ہے آپ بتائیے تو سہی شاید اس کی تعبیر آپ کے حق میں بہتر ہو ام فضل نے ڈرتے ڈرتے کہا اے میرے پیچھے میں نے رات خواب میں ایک مہر دیکھا کہ آپ کے جسم کا ایک ٹکڑا کٹ گیا ہے اور کٹنے کے بعد میری گود میں آ کر گر گیا اب بظاہر اتنا ڈراؤنا خواب دین اور ایمان کے خلاف خواب کہ ام فضل پریشان ہیں میں رسول کا کلمہ پڑھتی ہوں رسالت رسول کو مانتی ہوں اور پھر یہ خواب دیکھنا کہ رسول کے جسم کا ایک ٹکڑہ کٹ کر میری گود میں آ جائے یہ کیسے ممکن ہے اس کا مطلب تو ہیں

رسالت تو نہیں ہے اس میں یہ تو نہیں کہ میرے ذہن رسول کے خلاف کوئی سازش و منصوبہ ہو، پیغمبر مسکرائے کہا اے میری چچی ام فضل یہ تو مبارک ترین خواب ہے جو آپ نے دیکھا، پریشان نہ ہوں انتظار کریں میں آپ کو بتاؤں گا کہ اس خواب کا مطلب کیا ہے اب ام فضل الگ انتظار کر رہی ہیں کہ بظاہر جو اتنا ڈراؤنا خواب لیکن ایمان کے خلاف کے رسول یا امام کے جسم کو کاٹا جائے تو پیغمبر یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ مبارک ترین خواب چنانچہ اس میں کیا برکت ہے ادھر مدینے کے مسلمان الگ انتظار کر رہے ہیں پیغمبر متواتر فرما رہے ہیں کہ عقربہ تمہیں ایک خوش خبری ملے والی ہے اور ادھر مکے کے کافر انتظار میں بیٹھے ہیں کہ اب یہ رسول کچھن سال کے قریب ہو گیا اور عرب کے اہلبار سے بڑھا پا آ گیا ہے اور اب اس کا کسی بھی وقت انتقال ہو سکتا ہے اگر انتقال نہ بھی ہو کہ مدینے کے اہل بدر جا سوس اب ایسے مقام پر پہنچ چکے ہیں کہ اب ان کو کسی وقت بھی قتل کر دیا جکتے ہیں۔ اور ان کی نسل میں کوئی لڑکا ہے ہی نہیں چنانچہ پیغام رسالتؐ مٹنے والا ہے نام رسالتؐ مٹنے والا ہے سب اپنی اپنی جگہ انتظار کر رہے ہیں جب 15 رمضان کی تاریخ آگئی کہ شب پندرہ رمضان 3 یا 4 ہجری علامہ میں اختلاف ہے مگر زیادہ روایتوں میں ہے کہ تین ہجری تھی 15 رمضان کی تاریخ کہ پروردگار کا بھی وہ وعدہ پورا ہونے والا تھا کہ ”یخرج البصیرین یلقیان“ ہم نے ان دو دریاؤں کو ملایا ہے عقربہ ان سے موتی نکلنے والے ہیں اور یہی وہ شب تھی اور آنے والا دن وہ دن تھا کہ جب مکے کے کافروں کی امیدوں پر عرصہ پڑ گئی تھی مدینے کے مسلمانوں کی ہمت بڑھ گئی اور ام فضل کو پتہ

چل گیا کہ ان کے خواب کا مطلب کیا ہے کہ جب خانہ قاطعہ میں ملی اور قاطعہ کی شادی کے بعد شہزادہ حسن کی ولادت ہوئی ہے (صلوات) اب رواجوں میں یہ بتایا جاتا ہے کہ مدینے کے لیے یہ پہلا موقع ہے خوشی اس شادی کے بعد بلکہ شادی بھی ان حالات میں ہوئی تھی کہ مسلمان جنگ بدر کی تیاریوں میں مصروف و مشغول تھے یہ پہلا ایسا خوشی کا موقع آیا کہ خانہ رسالت میں خوشی کے نعرے بچتے گئے پیغمبرؐ نے ام فضل کو بلایا اور اپنے بیٹے حسنؑ کو اٹھا کر ام فضل کی گود میں ڈالا اور کہا کہ تمہاری ذمہ داری ہے کہ میرے بیٹے کے امور کی نگرانی کرتے رہنا اور یہی تمہارے اس خواب کا مطلب ہے۔ اس لیے کہ حسنؑ میرا نکلا ہے کہ جواب تمہاری گود میں آیا۔ رواجوں کے اندر موجود ہے کہ امام حسنؑ کا خاص طریقہ ہے جو اہل بیتؑ کا ہے کہ ایک دن میں اتنا بڑھتے ہیں جتنے عام بچے ایک ماہ میں بڑھتے ہیں اور ایک مہینے میں اتنا بڑھتے ہیں جتنا عام بچے ایک سال میں بڑھتے ہیں۔ چنانچہ ابھی امام کی عمر ایک سال تھی کہ سارے مدینے نے یہ عجیب و غریب واقعہ بھی دیکھا کہ اللہ کے رسولؐ مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں اور حسنؑ رسولؐ کی گود میں بیٹھے ہیں امام حسنؑ کے دیگر فضائل میں اگر ایک ہی جملہ کہہ دیا جائے تو غالباً کافی ہوگا امام حسنؑ اس کائنات کی پہلی مخلوق ہیں کہ جن کے باپ بھی مصوم ہیں اور ان کی ماں بھی مصوم ہیں پہلی شخصیت جو باپ کی طرف سے بھی صحت کی ذمہ دار ہیں اور ماں کی طرف سے بھی صحت کی حصہ دار ہیں۔ اگر عیسیٰؑ کی ماں مصومہ ہیں تو باپ مصوم نہیں ہے اسماعیلؑ کے باپ مصوم ہیں تو ماں نہیں حتیٰ یہ کہ پیغمبر اسلامؐ مولائے

کائنات اور جناب فاطمہؑ کے حالات میں دیکھیں تو نظر آتا ہے کہ یہ سعادت پہلی مرتبہ حسن کو ملی کہ باپ بھی مصوم ماں بھی مصومہ پوری کائنات میں حسنؑ سے پہلے کوئی مخلوق نہ تھی اور عصمت ہی نہیں ہے بلکہ عصمت کے ساتھ یہ منزلت بھی ہے کہ ایک سال کے حسنؑ نانا کی گود میں بیٹھے ہیں مسجد نبویؐ اصحاب رسولؐ کا حلقہ ہے کہ اتنے میں ایک بزرگ مسجد میں داخل ہوئے اور آنے والی شخصیت ایسی تھی کہ آج سے پہلے ان کو کسی مسلمان نے نہیں دیکھا تھا آنے والا ظاہری اعتبار سے 60,70 سال کا بزرگ پیغمبرؐ کو سلام کیا پیغمبرؐ نے سلام کا جواب دیا 'کہا اللہ کے رسولؐ کچھ مسئلے ہیں جو پوچھنے آیا ہوں' پیغمبرؐ نے ایک مرتبہ حسنؑ کو گود سے اٹھا کر کھڑا کیا اور کہا کہ میرا یہ بیٹا ہے اس سے پوچھ لیجئے مسئلے تاریخ یہ بتاتی ہے کہ وہ بزرگ نہ غصہ آیا نہ حیران ہوئے نہ پریشان بلکہ آگے بڑھے اتنا ادب و احترام کے ساتھ بیٹھے کہ جس طرح سے شاکر د استاد کے سامنے بیٹھتا ہے اور حسنؑ سے مسئلے پوچھنا شروع کر دیئے۔ مگر آنے والے بزرگ نہ ناراض ہیں اور نہ حیران و پریشان ہیں ایسا لگ رہا ہے کہ آنے والا بھی جانتا تھا کہ خاندان اہل بیتؑ میں چھوٹے اور بڑے کا کوئی فرق نہیں ہوتا پورے احترام کے ساتھ بیٹھ گئے اور حسنؑ سے مسئلے پوچھنے لگے۔ اب ساری مسجد حیران ہو جو سوال کیا جا رہا ہے ایک سال کا بچہ جواب دے رہا ہے۔ یہاں تک کہ سارے سوال پوچھے گئے بہت سے ایسے مسئلے کہ مسجد والوں کی سمجھ میں بھی نہ آئے مگر حسنؑ نے جواب دے دیا۔ روایت میں ہے کہ آخر میں وہ بزرگ پیغمبرؐ کا سلام کر کے اٹھنے لگے پیغمبرؐ نے کہا آپ مطمئن ہو گئے جوابات سے۔ انہوں نے کہا

ترتیب اولاد کب کیسے لڑکیا

ہاں اللہ کے رسولؐ مجھے اطمینان بخش جواب ملے ہیں۔ اللہ کے رسولؐ آپ مطمئن یہ بزرگ بھی مطمئن تو یہ سوال کیوں کیا تھا غالباً رسولؐ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میں خود مطمئن ہوں مجھے پتہ ہے کہ آنے والا بھی مطمئن ہے لیکن مجھے مسجد میں بیٹھنے والوں کو بھی مطمئن کرنا تھا۔ کہ میرے حسن کو ایک سال کا بچہ نہ سمجھتا اب دیکھئے تاریخ میں ہے کہ تمام مسجد میں صحابیوں نے ان بزرگ کے جانے کے بعد کہا اے اللہ کے رسولؐ یہ آنے والا کون تھا اس کو آج تک نہیں دیکھا اور یہ اس طرح سوال کر کے گیا ہے پیغمبرؐ نے بڑا عجیب جواب دیا کہ اگر سورہ کہف کسی کے سامنے ہے تو اس جواب کی عظمت واضح ہو جائے گی پیغمبرؐ نے کہا تم نے نہیں پہچانا آنے والے خطر تھی ہیں۔ خطر کون ہیں قرآن کہہ رہا ہے کہ موسیٰؑ جیسا صاحب شریعت نبی ایک مرتبہ دل میں خیال آیا کہ آج مجھ سے بڑا کوئی عالم نہیں حکم پروردگار ہوا کہ جا کر خطر کے شاگرد بنو موسیٰؑ آئے آکر کہا کہ میں آپ کا شاگرد بننا چاہتا ہوں۔ ایک مرتبہ شرط رکھی کہ خاموش رہو گئے تو شاگرد بناؤں گا۔ عین مرتبہ حضرت موسیٰؑ کی خاموشی ٹوٹی تو قرآن میں یہ جملہ ہے سورہ کہف میں ”هَذَا لَوَاقِي بَنِي وَهِيْلِكَ“ کہ خطر کہہ رہے ہیں اے موسیٰؑ تم شاگرد نہیں بن سکتے ہو اب تم جاؤ۔ اب تمہارا ہمارا راستہ الگ۔ نبی خطر کا مقام وہ کہ موسیٰؑ جیسے نبی خطر کے شاگرد نہ بن سکے اور وہ خطر آکر ایک سال کے امام حسنؑ کے شاگرد بن رہے ہیں۔ یہ ظلم کا مقام ہے اور وہ مرتبہ شجاعت ہے عام طور پر ہمارے ماحول اور معاشرے میں پابند شریعت آدمی کمزور بذول نہ طاقت اور قوت قبضہ سے محروم سمجھا جاتا ہے۔ کہ بھئی پکارو بڑا سیدھا سادہ ہے کہ نہ کہیں

یوں ہے نہ کہیں کوئی اس سے حق چھینے تو جھگڑا کرتا ہے۔ مگر کتنے تعجب کی بات ہے کہ آگے جا کر یہ الزام امام مصوم پر لگا دیا جاتا ہے۔ چنانچہ امام حسنؑ کے بارے میں غیر تو غیر ایہوں کا بھی یہی تصور ہے کہ جب کبھی جنگ کرنے کی ہمت نہ ہو، بھئی یہ کہ دو کہ سیرت حسنؑ یہی ہے کہ گھر میں بیٹھ جاؤ شجاعت حسنؑ کو دیکھیں پھر سیرت حسنؑ کا اندازہ ہو سکے گا جنگ صفین اپنے عروج پر ہے مولا محمد حنیفہ کو بلاتے ہیں اور بلانے کے بعد کہتے ہیں بیٹا محمد حنیفہ جنگ پورے عروج پر ہے دشمن کا دباؤ بڑھ چکا ہے تیروں کی بوجھاڑ آ رہی ہے "تقدم یا ہنسی" اے میرے بیٹے اب آگے بڑھو نج البلاغہ کا پورا خطبہ ہے آگے بڑھو اور دیکھو پیچھے نہ ہٹنا دشمن کی آخری منوں پر نگاہ ڈالنا اگلی صف کو نہیں دیکھنا کہ ان کو شکست دے دی تو دے دی نہیں آخری صف پر نگاہ رکھنا۔ دیکھو جڑے پر جڑہ بھا کے رکھنا اور اپنے سر کو عار بتا راہ خدا میں دینے سے گھبرانا نہیں کتنی وضاحت ہے اس جملے میں عار بتا وہ چیز دی جاتی ہے جو کبھی واپس لی جاتی ہے اپنے سر کو عار بتا راہ خدا میں دینے سے گھبرانا نہیں دباؤ ہٹتا بڑھے اتنا تم آگے بڑھتے چلے جانا یہ کہہ کے پرچم دیا تلواری اور آگے بڑھایا محمد حنیفہ آگے بڑھ رہے ہیں ایک مرتبہ تلواری چلانا چاہتے ہیں مگر جیسے ہی محمد حنیفہ کو آتے دیکھا دشمن کے لشکر نے دباؤ بڑھا دیا محمد حنیفہ نے بڑی کوشش کی مگر واپس آنا پڑا۔ مولانا ایک مرتبہ پھر بیٹھ پہ ہاتھ رکھا پھر بیٹھنے کو آگے بڑھایا پھر بیٹھا آگے بڑھا پھر دباؤ بڑھا محمد حنیفہ کو پھر واپس آنا پڑا۔ تین مرتبہ یہ ماجرہ پیش آیا جب تیسری مرتبہ محمد حنیفہ پیچھے آئے۔ پھر ایک مرتبہ فہزادہ حسنؑ آگے بڑھتے ہیں بھائی کے ہاتھ سے علم بھی لیا

بھائی کے ہاتھ سے نکواری بھی لی اور آگے بڑھ کر مقابلہ شروع کیا اور اب جیسے ہی فوج نے حسن کو آتے دیکھا فوج کا دباؤ بڑھا لیکن جیسے جیسے فوج کا دباؤ بڑھتا جا رہا ہے اس طرح حضرت حسنؑ صفوں کو چیرتے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں یہاں تک کہ ایک ہی لمحے میں آخری صف کو پلٹ کے رکھ دیا اور مولا کے پاس واپس آ گئے جس وقت حسنؑ مٹی کے پاس واپس آئے تو مٹی کی لٹاؤ محمد حنیفہ پر پڑیں دیکھا کہ لٹاؤ زمین پر ہیں پھرے کا رنگ زرد ہے جسم کانپ رہا ہے پسینے کے قطرے تمام جسم پر موجود ہیں۔ مٹی ایک مرتبہ کھج گئے آگے بڑھے محمد حنیفہ کے شانے پر ہاتھ رکھا بیٹا محمد حنیفہ شاید تو نام ہے شاید تو شرمندہ ہے شاید تو سوچ رہا ہے کہ تو وہ نہ کر سکا جو حسنؑ نے کر دکھایا لیکن بیٹا شرمندگی کی کوئی بات ہی نہیں ہے تیرا اور حسنؑ کا کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے شرمندگی وہاں ہوتی ہے جہاں دو برابر کی شخصیتوں میں مقابلہ ہو۔ تیرا اور حسنؑ کا کوئی مقابلہ نہیں تو میرا بیٹا ہے اور حسنؑ رسولؐ خدا کا بیٹا ہے۔ اب اس ایک جملے میں حسنؑ کی یہ عظمت آگئی کہ حسنؑ نے ایک جہاد لڑ کے دو طاقتیں دیکھا دیں اپنی طاقت کا مظاہرہ بھی دیکھا دیا اور رسولؐ خدا کی طاقت کا بھی مظاہرہ دیکھا دیا۔ ایک امام حسنؑ کے بارے میں یہ کہا جائے کہ حسنؑ میدان میں نکل کر مقابلہ نہ کر سکے (معاذ اللہ) اور دشمن سے صلح کر لی تو اس سے بڑھ کر تو ہیں امامت اور کیا ہو سکتی ہے۔ جب کبھی اہل بیتؑ کے دشمنوں کا مقابلہ کیا جائے تو صرف ایک جملے کو ذہن میں رکھئے جو مولا کو بار بار کہنا پڑ رہا تھا وہی جملہ مٹی کے لیے بھی ہے وہی جملہ حسنؑ کے لیے بھی بار بار کہنا پڑ رہا تھا مولا یہ حاکم شام آپ سے زیادہ بہادر تو

نہیں ہے مگر یہ کامیاب کیوں ہو رہا ہے اب کہنے والا اسی پر رک گیا مگر اس کا جملہ بتا رہا ہے کہ مولا اپنا کام کیوں ہو رہے ہیں بہادری آپ کے پاس حق آپ کے پاس پھر آپ ناکام کیوں ہیں اور وہ کامیاب کیوں ہے۔ اگر ہم اس اصول کو نکال دیں اور عام دنیا کے اصول ذہن میں رکھیں۔ حسن و حسین کی جہاد کا جائزہ لیں تو کبھی سمجھ میں نہ آئے گا مولا نے ایک اصول بتایا تم حاکم شام کی بات کرتے ہو میں کہتا ہوں کہ سارے عرب میں مجھ جیسا سیاست دان کوئی نہ ہوتا اگر خوف خدا صلح میں نہ ہوتا یہ خوف خدا ہے جس کی وجہ سے حسن کو قدم پیچھے ہٹانے پڑ رہے ہیں حاکم شام کے پاس تو کوئی خوف خدا نہیں یہ خوف خدا ہے کہ علی کو ایک حد پر جا کر رک جانا پڑ رہا ہے حاکم شام کے لیے تو ایسا کوئی مسئلہ نہیں تو یہ جملہ ذہن میں رکھئے گا۔ امام حسنؑ نے جو صلح کی اس کا کوئی اور فائدہ مسلمانوں کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے بس ایک چیز ہے جس پر بدترین سے بدترین اہل بیت بھی متفق ہے کہ اس صلح کا اتنا بڑا فائدہ ہوا کہ حسنؑ کے بعد خلافت راشدہ کا خاتمہ حسنؑ پر ہو گیا صلح حسنؑ کا اتنا بڑا کارنامہ ہے صلح حسنؑ کے ذریعے سے وہ خلافت جسے راشدہ قرار دیا جا رہا تھا وہ آکے ختم ہو گئی اور یہ ماننا پڑا آج سے خلافت غیر راشدہ کا آغاز ہو گیا ہے صرف یہ ایک فائدہ صلح کا اتنا بڑا ہے تو آپ تاریخ اسلام پہ نگاہ ڈالیں گو اور جانشین رسولؐ کا دعویٰ کرنے والوں کو دیکھیں تو عظمت امام حسنؑ ماننا پڑتی ہے کہ کتنا بڑا کارنامہ خلافت کے سلسلہ میں انجام دیا۔

﴿ مقصد آل محمدؐ اور ہمارا کردار ﴾

آل محمدؐ کے شیعہ عمل کے اعتبار سے ::

آل محمدؐ کے شیعہ کو عمل کے اعتبار سے کیا ہونا چاہئے۔ اور اس بات کو قبول کرنے کے لیے لوگوں کو جو سب سے بڑی دشواری اور پریشانی پیش آتی ہے وہ یہ کہ اکثر کا عقیدہ یہ رہا ہے کہ ہمارا مطلب ہندوستان پاکستان کے ایک خاص حصے کا کہ جب ہم نے آل محمدؐ کو تسلیم کر لیا اور اپنے عقیدے کو درست کر لیا تو ہمارا عمل کیسا ہی کیوں نہ ہو ہماری نجات یقینی ہے۔ نہ ہم پہ عذاب آسکتا ہے اور نہ ہی خدا ہم سے سوال و جواب کر سکتا ہے۔ تو کم از کم جہنم کی آگ میں تو ہمیں جلایا نہیں جاسکتا یہ تو یقینی بات ہے۔ عقیدہ آپ کا بالکل صحیح ہے بالکل کامل بھی ہے کبھی بغیر عمل کے عقیدہ اکیلا آپ کو نجات دلا نہیں سکتا۔ چلیں یہ مان بھی لیا جائے کہ آل محمدؐ کے بارے میں آپ کا عقیدہ کامل ہے کہ آل محمدؐ کس اعزاز سے اپنے آپ کو پیش کر رہے تھے اسی اعزاز سے آپ نے ان کو مانا۔ ہم یہ مان بھی لیں اس کے بعد آل محمدؐ کو ماننے کے بعد پھر آپ کو عمل

کے بغیر بھی جنت مل جائے گی اور عذاب سے آپ بچ جائیں گے تب بھی بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ کیا آپ نے آل محمد کو صحیح طرح سے مانا بھی ہے یا نہیں مانا۔ یہ مسئلہ خود بحث کا موضوع بن سکتا ہے۔ کہ اب تک لوگ یہی سوچ کر آرام سے بیٹھ جایا کرتے ہیں کہ چلو ہم نے عمل نہیں کیا تو بڑی بہت ہم میں کی رہ گئی تو کیا ہوا آل محمد کو تو ہم نے مانا ہے۔ حقیقت میں آل محمد کو مانا گیا ہے یا زمانہ اس انداز پہ پہنچ گیا ہے کہ اب آل محمد کے نام لینے والے آل محمد کو مان نہیں رہے ہیں۔ بلکہ نام لینا اور چیز ہے اور ماننا اور چیز ہے خالی نام لینے سے تو آپ کے نزدیک بھی یہ ثابت نہیں ہے کہ آپ آل محمد کو مانا ہے تو پھر مسلمانوں کے سارے فرقے سوائے خارجیوں کے جنہیں مسلمان کہنا بھی اسلام کے اوپر ظلم ہے سوائے خارجیوں کے ناصبیوں کے مسلمانوں کے تمام فرقے آل محمد کو کم از کم نام کی حد تک تو مانتے ہیں۔ آل محمد کس انداز سے اپنے آپ کو آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں آل محمد کا اپنے زمانے کے جن جن لوگوں سے اختلاف ہوا اس اختلاف کی دو قسمیں ہیں دو نوعتیں ہیں ایک اختلاف تو ہوتا تھا حکومت وقت کا اور وہ اختلاف اس لیے ہوتا تھا کہ حکومت وقت احساس جرم کا شکار تھی ابتداء سے امیر المومنین کے زمانے سے 11 ویں امام کے زمانہ تک کہ جب بھی کوئی حاکم بطور اقتدار آیا اس کو اپنے جرم کا احساس ہوا اس کا جرم کیا تھا اس کو معلوم تھا کہ یہ حکومت ہمارا حق نہیں ہے آل

محمدؐ کا حق ہے اس لیے وہ ہر وقت احساس جرم کا شکار رہتا تھا یہ آل محمدؐ کے خلاف دشمنی کرتے تھے اور آل محمدؐ کے خلاف اختلاف ظاہر کرتے تھے یہ اختلاف کی ایک نوعیت اس میں آل محمدؐ کو تو کسی سے اختلاف نہیں دشمن حکومت کے تخت پر بیٹھنے والا اپنے جرم کی وجہ سے آل محمدؐ کو دباننا چاہتا ہے!

اسلام کو بدلنے کے تین بڑے منصوبے ::

در آل محمدؐ کا اصل سے جو اختلاف تھا امت مسلمہ کے ایک گروہ سے وہ یہ تھا کہ رسولؐ جو چیزیں بتا کے گئے ہیں انہیں تبدیل کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ حکومت لینا ہے لے لے تخت پر قبضہ کرنا ہے کر لے طاقت دکھانا ہے دکھاؤ جہیں عیاشیاں کرنی ہیں کرو لیکن ہم یہ اجازت تمہیں دینے کو تیار نہیں کہ تم اسلام کو بدلنے کی کوشش کرو۔ جو رسولؐ اس دنیا کے سامنے پیش کر گئے ہیں اور یہی سب سے اہم مقصد تھا آل محمدؐ کے نزدیک۔ کہ آل محمدؐ نے تمام زندگی کون سا جہاد کیا ہے ایک فکر آج کل ہمارے ماحول میں پھیلانی جا رہی ہے کہ آل محمدؐ کا اصلی مقصد حکومت کو حاصل کرنا ہے آقائے صدر نے جو شیعہ تاریخ پر ایک کتابچہ لکھا ہے۔ کہ حکومت حاصل کرنا یا حکومت کے لیے جدوجہد کرنا یہ کبھی بھی آل محمدؐ کا مقصد نہیں رہا ہے۔ ان کا سب سے بنیادی مقصد یہ تھا کہ جتنے بھی مل رہے ہیں اسلام کو تبدیل کرنے کی اجازت کبھی نہیں دیئے جائے گی اور تین

بڑی چیزیں آلِ محمدؐ کے سامنے ہیں۔ تین تحرکیں ہیں 'تین منصوبے بنائے گئے' رسولیٰ کے اسلام کو بدلنے کے۔ پہلا منصوبہ تو یہ تھا کہ حرام محمدؐ کو حلال کیا جائے اور حلال محمدؐ کو حرام کیا جائے آلِ محمدؐ کی موجودگی میں منصوبے بنائے جا رہے ہیں تین بہت واضح منصوبے نظر آتے ہیں ہمیں مسلمانوں کے پاس 'حرام محمدؐ کو حلال کیا جائے' حلال محمدؐ کو حرام کیا جائے دوسری چیز کہ سارا زور اس پہ لگایا جائے کہ قرآن ہماری ہدایت اور رہنمائی کے لیے اکیلا کافی ہے۔ سب کچھ ہمیں قرآن سے لینا ہے جو قرآن میں مل گیا وہ ہمارے لیے قابل قبول جو چیز قرآن میں نہیں ملی ہم اس کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں۔ اور تیسری چیز یہ تھی کہ عقل کے تحت مسائل شریعت کو حل کیا جائے۔ شرعی مسائل کو دین کے مسائل کو اپنی ناقص عقل کے تحت حل کیا جائے۔ یہ تین بڑی چیزیں داخل کی گئیں مسلمانوں کے اندر۔ اگرچہ یہ تیسری چیز اس لیے داخل کی گئی کہ انہوں نے جب دوسرے منصوبے پہ عمل کرنا شروع کیا کہ ہر چیز ہمیں قرآن سے لینا ہے تو انہیں پتہ چلا کہ قرآن ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تمام مسائل قرآن احوال کر کے نہیں دے رہا تو مجبوراً ایک تیسری تحریک داخل کی گئی کہ پھر قرآن جہاں ہمارے مسئلے کا واضح حل پیش نہ کرے وہاں پہ ہم اپنی عقل سے اس مسئلے کو حل کریں۔ ہمیں غیروں سے کوئی غرض نہیں کہ انہوں نے کیا کیا۔ اور جب اپنی عقل کے مطابق اپنے ذہن کے مطابق اپنے دین کی خاطر وہ جو کر رہا ہے وہ

جانے اور اس کا خدا جانے۔ ہمیں تو انہوں سے لگھو کرنا ہے لیکن تین باتیں یاد رکھیں کہ آل محمدؐ کی مخالفت کرنے والوں نے یہ تین کام ضرور کئے ہیں۔ چنانچہ آل محمدؐ کے تقریباً اپنے تمام حقوق کو نظر انداز کر دیا ہمارا حق چھنا جائے گا ہم صبر کر لیں گے صرف اس لیے کہ یہ تین منصوبے جو مسلمانوں کو جہاد کرنے کے لیے بنائے جا رہے ہیں ہمیں ان کا مقابلہ کرنا ہے اس کے بعد دیکھیں امیر المومنینؑ سے لے کر گیارہویں امام تک پوری جدوجہد کی کہ حلال محمدؐ حرام اور حرام محمدؐ حلال نہ ہونے پائے۔ خالی قرآن پر امت اکتفا نہ کرے۔ اور تیسری چیز کہ اپنی مصلحت کو دین کے معاملے میں دخل دینے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ یہ تو تھا آل محمدؐ کا طریقہ اور باحمد اللہ ایک بات کو ماننا پڑے گا کہ مسلسل ہمارے علماء کرام اور ذاکرین عظام اپنی مجلسوں کے اندر یہ تینوں چیزیں ہمارے سامنے پیش کیں اور بتایا کہ آل محمدؐ کے دشمنوں نے یہ تین چیزیں رائج کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ شیعوں کا بچہ بچہ جانتا ہے یہ تینوں چیزیں غلط اور خلاف شریعت ہیں۔ لیکن بڑی عجیب بات یہ ہے بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ گزشتہ پچاس سال یا 60 سال سے رفتہ رفتہ بلکہ کسی سازش کے تحت یا ہماری جہالت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم میں یعنی آل محمدؐ کے ماننے والوں میں اس انداز سے یہ عقائد داخل کیے گئے کہ اب یہی تین چیزیں آل محمدؐ کے ماننے والوں میں آگئی ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر آل محمدؐ کے لیے مددے اور تکلیف کی بات کیا ہو سکتی ہے کہ

ہمارے گیارہ اماموں نے تمام زندگی یہ کوشش کر کے ان چیزوں کا خاتمہ کرنا چاہا اور پوری ایک قوم ایک فرقہ ایک جماعت تیار کر دی جس کا نام ہے شیعہ جو ان تین چیزوں کی دشمن ہے رفتہ رفتہ یہ حالت ہو گئی کہ آج شیعیان آل محمدؐ ان تین چیزوں پہ عمل کرنے لگے ہیں۔ یعنی حلال محمدؐ کو حرام اور حرام محمدؐ کو حلال سمجھا جانے لگا۔ جس کے خلاف آل محمدؐ نے جہاد کیا آج شیعیان اہل بیت کی وہ حالت ہو گئی جو رسولؐ کی اس حدیث کو کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک کتاب خدا اور ایک اپنی عزت کہ آل محمدؐ کے ماننے والے ایک مرتبہ اس حدیث کو بھلا بیٹھے ہیں۔ بس سارا ان کا بھی زور ہے کہ قرآن ہی ہمارے لیے کافی ہے اور قرآن ہی ہمارا سب کچھ ہے اور تیسری چیز ہر مقام پر اپنی عقل کے تحت شریعت کے مسئلے حل کیے جانے لگے ہیں۔ حلال محمدؐ حرام نہ ہونے پائے حرام محمدؐ حلال نہ ہونے پائے یہ ہے آل محمدؐ کی پہلی جدوجہد۔ جب تقیہ کو حرام قرار دیا گیا تو آل محمدؐ تمام زندگی اپنے ماننے والوں سے کہتے رہے کہ میرا اور میرے باپ دادا کا دین تقیہ ہے جو اس کو ماننا ہے وہ ہمارا ہے جو نہیں مانتا اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔ حکومت وقت نے غصے کو حرام قرار دیا آل محمدؐ ساری زندگی اپنے ماننے والوں کو غصے کا سبق دیتے رہے۔

متعہ کے متعلق واقعہ ::

حجہ جس کو حرام قرار دیا گیا تھا آل محمدؑ نے تمام ذمہ کی اس حجہ کے مسئلے کو اپنے ماننے والوں کے ذہن میں راسخ کرنا چاہا۔ یہ آل محمدؑ کی کوشش ہے اور آج کیا حالت ہے کہ آل محمدؑ کے ماننے والے ان چیزوں کو حلال ماننے پر تیار نہیں۔ مثلاً حجہ کا مسئلہ یہ ہے کہ میں زیادہ یقین کے ساتھ اس لیے کہہ سکتا ہوں کہ اس دور میں زیادہ کثرت کے ساتھ اس مسئلے کو میں نے لوگوں کے سامنے پیش کیا تو جیسی جیسی باتیں سننے میں آتی ہیں جیسی جیسی حالت ہوتی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ لوگ کس طرح سے دشمنان آل محمدؑ کے پروپیگنڈے کا شکار ہو گئے ہیں۔ آج اگرچہ ہر مومن آل محمدؑ کو مانتا ہے اور یہ بھی مانتا ہے کہ آل محمدؑ کو بہت بڑا اختلاف تھا حجہ کے مسئلے میں حکومتیں حرام قرار دے رہی تھیں آل محمدؑ اسے حلال قرار دے رہے تھے۔ اور اس لیے کہ یہ مسئلہ کہ یہ حلال خدا حرام نہ ہونے پائے آل محمدؑ نے اس کے فضائل بیان کیے اس کا ثواب بیان کیا اس کی ترغیب لوگوں کو بتلائی۔ لیکن آج جب میں نے ایک مرتبہ اس حجہ کے مسئلے کو لوگوں کے سامنے پیش کیا تو لوگوں نے یقین کرنے سے انکار کر دیا لوگ سمجھنے لگے کہ یہ حرام چیز ہے جس کو ہمارے درمیان پھیلا یا جا رہا ہے۔ یہ کیا لوگوں کے سامنے نتیجہ آیا کہ آل محمدؑ جس چیز کے لیے تمام ذمہ کی جدوجہد کر رہے ہیں ان کے ماننے والے آج ان کے دشمنوں کا ساتھ دے رہے ہیں پلٹ کر کہنے والے یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ ایسا ہی حلال یہ مسئلہ اگر ایسا ہی یہ جائز مسئلہ

بلکہ جائز نہیں بعض حالتوں میں تو یہ واجب ہے تو آخر علماء کیوں نہیں کہتے ہم کسی عالم سے جا کے کہیں کہ ہم تمہاری بیٹی سے حہ کرنا چاہتے ہیں کیا وہ راضی ہو جائے گا میں آپ کو بتا دوں یہ جملہ شاید آپ نے نہ کہا ہو لیکن جن لوگوں نے سنا یہاں تک کہہ بیٹھے ہیں کہ یہ علماء جو یہ پڑھ کر باتیں کرتے ہیں کہ اگر ہم ان کی بیٹیوں سے حہ کرنا چاہیں تو کیا یہ راضی ہو جائیں گے یہ جملہ کس نے پہلی مرتبہ بیان کیا میں اس مقام پر کل کے بیان تو نہیں کر سکتا لیکن میں صرف اتنا کہتا ہوں کہ جب چھپے اور پانچویں امام نے اس مسئلے کو خاص طور پر بیان کیا تو ایک مرتبہ اس زمانے کے بڑے فقیہ نے پانچویں امام سے پلٹ کر یہی کہا۔ یا بن رسول اللہ آپ حہ پر اتنا زور دے رہے ہیں اگر میں یہ کہوں کہ میں آپ کی بیٹی سے حہ کرنا چاہوں تو کیا آپ راضی ہو جائیں گے پہلی مرتبہ یہ جملہ پانچویں امام کے خلاف استعمال کیا گیا اور ان کی بیٹیوں کے حوالے سے درحقیقت شریعت کو نا بھگنے کا یہی مسئلہ ہوتا ہے امام نے اس وقت یہ کہتے ہوئے منہ پھیر لیا کہ جائز ہونے کا یہی مقصد نہیں ہے کہ اس پر عمل ہی کیا جائے مثلاً خود تمہارا فتویٰ یہ ہے کہ شراب کو پینا حلال ہے شراب کا پینا حلال ہے تو تم اپنی بیٹیوں اور بیویوں سے شراب کی دکان کیوں نہیں کھلواتے اس نے بھی یہ جواب دیا کہ یا بن رسول اللہ ہاڑ ہونے کا مقصد یہی نہیں کہ وہ کام کیا جائے امام نے کہا بس یہی مسئلہ ہمارے ساتھ ہے کہ ایک فقہی یہ کہتا ہے کہ مثلاً نائی کا

پیشہ اختیار کرنا جائز ہے اس پر یہ اعتراض تو نہیں ہو سکتا ہے کہ اگر جائز ہے تو تم اس پر عمل کیوں نہیں کرتے ہو اگر وہ یہ کہتا ہے کہ قصائی کا پیشہ جائز ہے نائی کا پیشہ جائز ہے تو یہ اعتراض تو نہیں کیا جاسکتا اگر جائز ہے تو تم اس پر عمل کیوں نہیں کرتے جائز ہونا ایک الگ چیز ہے اور عمل کرنا ایک الگ چیز ہے۔ چنانچہ حد کے سلسلے میں جو ہاتھ بلند اٹھتے ہیں اور ان کے تن بدن میں آگ لگ اٹھتی ہے میں ان سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہی تو آل محمدؐ کے دشمنوں کا منصوبہ ہے کہ حرام محمدؐ کو حلال کر دو اور حلال محمدؐ کو حرام کر دو حرام محمدؐ کی ایک مثال میں نے ضمنہ پیش کر دی شراب حرام ہے مگر اس کو حلال کر دیا گیا، کچھ حاکمان وقت کی خوشنودی کے لیے حد حلال ہے اس کو حرام کر دیا گیا، تمام زندگی آل محمدؐ نے اس کے خلاف جدوجہد کی مگر آج آل محمدؐ کے ماننے والے آل محمدؐ کے کسپ میں آنے کو تیار نہیں، ان کی بات نہیں مانتے ان کے دشمنوں کی بات مان رہے ہیں قرآن فہمی اہلبیتؑ سے سیکھو::

دوسری چیز آج کل شور مچا ہوا ہے کہ قرآن کو پکڑو قرآن کو پکڑو قرآن کو مانو قرآن نہی حاصل کرو قرآن سے ہر چیز کا تجربہ نکالو اور کہ قرآن تمہاری سمجھ میں نہیں آ سکتا کہ جب تک تم اہل بیتؑ رسالت سے نہ پوچھو کہ اس کا مطلب کیا ہے۔ بالکل واضح چیز ہے ہمارا عقیدہ کہ قرآن میں 2=2 چار کا مسئلہ بھی قرآن

میں آیا تو یہ آیت ہم پہلے آل محمدؐ سے پوچھیں گے کہ اس کا مقصد کیا ہے اس کا مطلب کیا ہے قرآن ہمارے لیے اس وقت تک فائدے مند نہیں کہ جب تک آل محمدؐ کے اقوال کو ہم اس کے ساتھ نہ ملائیں یہ تو اتنی مشہور چیز ہے کہ بچہ بچہ جانتا ہے کہ آل محمدؐ نے ساری زندگی اسی انسان کے لیے جدوجہد کی کہ قرآن کے ساتھ اہل بیتؑ کو ہونا چاہئے۔ پانچویں امام کا مدرسہ چھٹے امام کا مدرسہ اس کی کیفیت کیا ہے قرآن کو ہر عرب جانتا ہے آپ کے لیے مسئلہ ہوگا عربوں کے لیے تو کوئی مسئلہ نہیں ان کی مادری زبان ہے عربی ان سے بہتر قرآن کو کون سمجھ سکتا ہے۔ پھر بھی یہ حالت کہ آل محمدؐ کہہ رہے ہیں کہ جب تک کہ تم ہمارے پاس نہیں آؤ گے قرآن تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گا۔ تاریخ کے اوراق پلٹے تو کتنے واقعات نظر آتے ہیں کہ دن رات پڑھی جانے والی آیت بھی ہے لیکن جب امام نے پیش کیا اس کے مطلب کو تو لوگ حیران رہ گئے کہ اچھا بھلا اس کا مطلب یہ ہے یہ تو معلوم ہی نہ تھا کہ اس کا مطلب یہ بھی نکل سکتا ہے ہمارا تمام اختلاف اسی پر کہ حسینا کتاب اللہ کہ اللہ کی کتاب ہمارے لیے کافی ہے۔ ہمارے نزدیک یہ تصور غلط بلکہ کتاب خدا کے ساتھ نبیؐ کی معترت کے اقوال کو لینا پڑے گا لیکن کیا آپ کا شیعہ اس عقیدے کو مانتا ہے ہرگز نہیں مانتا ہے۔ اسے کہئے کہ داؤمی کا رکھنا واجب تو پہلے وہ سوال یہ کرتا ہے کہ دیکھاؤ قرآن میں کہاں لکھا ہے کبھی نہیں کہتا ہے کہ کس معصوم نے داؤمی رکھی ہمیں

ثابت کر کے دکھاؤ کبھی وہ نہیں کہتا کہ امام نے اس کا کہاں پہ حکم دیا۔ پہلا سوال یہ ہوتا ہے کہ قرآن میں کہاں لکھا ہے 'یعنی اس کے نزدیک جو چیز قرآن میں نہ ملتی ہو تو اس کے نزدیک وہ قابل عمل نہیں۔ تاکہ اہل بیت کتنا ہی اس کے بارے میں تاکید کر کے کیوں نہ گئے ہوں۔ کہا گیا کہ نفس واجب 'جواب دیا کہ کہاں لکھا ہے قرآن میں 'کہ نفس واجب وہ تو ایک جگہ اس کا ذکر آیا وہ بھی مال غنیمت میں اس کا تذکرہ آیا زکوٰۃ کا تذکرہ تو 5 سو مقامات پر نفس کا تذکرہ تو ایک جگہ پر وہ بھی مال غنیمت کے بارے میں ہے۔ قرآن تو اس کے بارے میں زور ہی نہیں دیتا۔ یعنی آل محمدؑ کی کوئی اہمیت نہیں ان کی ہزاروں حدیثیں ہوں تو بیکار لیکن قرآن کی ایک آیت ہو تو اس پر عمل کیا جائے یہ کیسا عقیدہ ہے۔ آل محمدؑ کے بارے میں تمام زندگی تو آل محمدؑ اس کے لیے لڑے اور آپ بھی تمام زندگی مجالس میں سنتے رہے کہ قرآن کی وہی تشریح قابل قبول ہے جو اہل بیتؑ رسالت نے بتائی۔ لیکن جب آپ سے کوئی سوال کیا جاتا ہے تو آپ پلٹ کے کہتے ہیں قرآن میں یہ کہاں لکھا ہے قرآن سے ثابت کرو بس آپ کا یہ کہنا کہ فلاں چیز قرآن سے ثابت کرو۔

قیاس اور عقل اسلام میں ::

تو یہ دشمنان اہل بیتؑ کا طریقہ تھا جسے آج آل محمدؑ کے ماننے والے رفتہ رفتہ

اپنے ذہن میں بٹھا چکے ہیں۔ ہر مقام پر اپنی عقل لٹائی جو چیز ہماری عقل میں آتی ہے اسے ہم قبول کریں گے جو ہماری عقل میں نہیں آتی اسے ہم قبول نہیں کریں گے۔ اسی عقل کو استعمال کرنے کا دوسرا نام قیاس ہے۔ جس کے بارے میں آپ میں سے ہر ایک کو پتہ ہے کہ شریعت آل محمدؐ میں قیاس حرام ہے اور تمام زندگی چھٹے امام نے قیاس کے خلاف جدوجہد کی۔ جب کوئی قیاس کرنے والا چھٹے امام کے پاس آتا تو امام پہلا سوال اس پہ بھی کرتے ہیں کہ تم قیاس سے مسائل حل کرتے ہو۔ چلو اس مسئلے کا حل تو بتاؤ چلو اس مسئلے کو حل تو کرو۔ قیاس کا لفظ آجکل ذرہ استعمال نہیں ہوتا۔ آل محمدؐ کے ماننے والوں میں خلا قیاس کی جگہ وہ عقل کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ ہماری عقل میں نہیں آ رہا تو عقل سے تعبیر کیا جائے آج جو انتشار پھیلایا جا رہا ہے۔ اس کی بنیاد یہی ہے کہ ہر آدمی اپنی عقل کی مدد سے دین کے مسائل کو حل کر رہا ہے کسی کو اس چیز کی فکر ہی نہ نہیں کہ مجتہد کا فتویٰ کیا ہے کسی کے نزدیک اس بات کی کوئی اہمیت ہی نہیں تھی حال مام وقت کیا کہہ رہا ہے آج تو بات عقل کی چل رہی ہے اور آج تو بات گزشتہ لوگوں کے تجربے کی کی جا رہی ہے وہاں پوری زندگی آل محمدؐ اس عقل کے خلاف جدوجہد کرتے رہے۔ عقل تو وضاحت کی بنیاد ہے لیکن کون سی عقل اصول کافی کی روایت سب سے پہلی روایت اصول کافی ہماری سب سے مستند اور سب سے معتبر کتاب اور اس کی سب سے پہلی روایت کہ لك خلق

اللہ عزوجل العقل جب خدا نے عقل کو پیدا کیا اس سے کہا آگے آؤ عقل
 آگے آگئی اس سے کہا پیچھے جاؤ عقل پیچھے چلی گئی۔ بس خدا نے کہا تم ہی سب
 سے بہترین مخلوق ہو عقل کی یہ تعریف کہ جہاں خدا کہے آگے تو بغیر وہاں سوال
 کیے بغیر وہ دریافت کیے بغیر ملت پوچھے آگے بڑھ آئی جہاں کہا جائے پیچھے
 ہٹ جاؤ تو وہ پیچھے ہٹ جائے یہ ہے عقل جس کے بارے میں امام نے فرمایا
 کما اقام بہ العقل اقام بہ الشرع کما اقام بہ الشرع اقام بہ
 العقل جو شریعت کہتی ہے وہی عقل کہتی ہے جو عقل کہتی ہے وہ شریعت کہتی ہے
 لیکن عقل سے مراد کیا ہے کہ جو حکم اس کو دیا جائے فوراً اس کی پابندی کرے
 مصوم نے دوسرے مقام پر عقل کی تعریف کی کہ عقل وہ چیز ہے کہ جس سے خدا
 کو پہچانا جاتا ہے (ما عرف بہ الرحمن) عقل بہ الجنان اس سے جنت کو حاصل
 کیا جاتا ہے پوچھا گیا مولا وہ کیا چیز ہے جو آپ کے دشمنوں کے پاس ہے
 میرے مولا سے پوچھا جا رہا ہے وہ جو آپ کے دشمنوں کے پاس ہے جس کی
 وجہ سے وہ دشمنیات حاصل کر رہے ہیں ان کو حکومت مل رہی ہے لوگ ان کی
 تعریف کر رہے ہیں ان کا لشکر بڑھتا چلا جا رہا ہے وہ چیز شیطانیت ہے وہ
 فریب ہے وہ دھوکہ دہی ہے وہ عقل نہیں تو وہ عقل جس سے انسان دنیا میں فتح
 حاصل کرتا ہے یہ شرعاً عقل نہیں شرعاً عقل وہ ہے کہ جہاں خدا کہے آگے آ جاؤ
 آگے آ جائے پیچھے ہٹ جاؤ پیچھے ہٹ جائے۔ اور یہی عقل تو ہے جو شریعت کے

مترادف ہے تو اب ہمیشہ آل محمدؐ نے عقل کی مذمت کی تو بہت ہی مشہور و معروف واقعہ ہے۔ جب وہ شخص آیا کہ تمام زندگی جو عقل سے نپوے دیتا رہا وہ تمام زندگی اپنی عقل سے شریعت کو حل کرتا رہا تو ایک مرتبہ معصوم نے اس سے پوچھا آج تک تم عقل کی مدد سے قیاس کی مدد سے نپوے دیتے تھے تو یہ بتاؤ تمہاری عقل کیا کہتی ہے قتل بڑا گناہ ہے یا زنا بڑا گناہ ہے۔ اس نے کہا قتل بڑا گناہ ہے تو امام نے فرمایا اچھا تو پھر قتل میں دو گواہ اور زنا میں چار گواہ کیوں طلب کئے جاتے ہیں۔ اس مقام پر ایک بات میں کہہ دوں کہ امام کا ایک جواب بھی اس کے سلسلے کے بارے میں موجود ہے اور اس جواب کو جب لوگ سنتے ہیں تو کہتے ہیں دیکھئے یہ بالکل مطابق عقل ہے جواب کہہ قتل میں کیوں کہ ایک آدمی طرم ہے اس لیے دو گواہ مانگے جانتے ہیں زنا میں دو آدمی طرم اس لیے چار گواہ مانگے جاتے ہیں اگرچہ یہ جواب جو ہے روایت سے ثابت نہیں یہ بات بھی بالکل غلط ہے اگر کوئی یہ کہے کہ یہ بات بالکل مطابق عقل ہے کیوں کہ اصل میں ایک آدمی گناہ کر رہا ہے جو گردن اڑا رہا ہے اور ہر مجرم کے جرم کو مٹانے کے لیے دو آدمی چاہئیں چنانچہ ایک قاتل ہے دو گواہ چاہئیں۔ زنا کے اندر دو آدمی ملوث ہیں اس لیے چار آدمی چاہئیں مجتہد اس جواب کو تسلیم نہیں کرتے کہتے ہیں۔ یہ جواب امام سے ثابت نہیں سوال امام نے کیا جواب امام نے نہیں دیا۔ کیوں اس لیے کہ شریعت کے کتنے ہی ایسے مسئلے ہیں مثلاً اگر عورت

کو مجبور کر کے زنا کیا جائے اور ثابت یہ ہو جائے کہ عورت مجبور ہے۔ اب تو
 مجرم ایک رہا، لیکن پھر بھی گواہ چار چاہئیں پاگل عورت جس کے بارے میں تو
 یقین ہے کہ اگر وہ خوشی سے بھی زنا کرے تو پاگل عورت پر تو کوئی جرم نہیں، وہ
 اگر زنا کر رہی ہے تب بھی گواہ چار چاہئیں۔ جب بھی ملزم ایک رہ گیا۔ تو غرض
 یہ ہے کہ وہ جو جواب آپ سنتے ہیں اس جواب کو چھوڑیں اس لیے کہ وہ جواب
 امام سے ثابت نہیں بس اتنا سنیں امام نے کہا زنا چھوٹا جرم اس کے لیے چار گواہ
 قتل بڑا جرم دو گواہ کیوں چاہئیں۔ دوسرا مسئلہ امام نے پوچھا عورت کمزور ہے
 یا مرد۔ کہا مولا عورت کمزور ہے امام نے کہا جو کمزور ہے اس کا زیادہ تحفظ کیا
 جاتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ شریعت میراث میں لڑکے کو دو گنا حصہ دلوا رہی ہے
 اور اس کے مقابلے میں لڑکی کو ایک حصہ دلوا رہا ہے تیسرا سوال پوچھا کہ
 یہ بتا پیشاب کی نجاست زیادہ ہے یا منی کی کہا پیشاب کی نجاست زیادہ ہے کہا
 پھر کیا وجہ ہے کہ پیشاب سے وضو واجب ہوتا ہے اور منی سے غسل واجب ہوتا
 ہے امام نے ایک مرتبہ کئی سوال اس پہ کئے پانچ یا چھ سوال تو ان پانچ یا چھ
 سوالات پر اگر آپ غور کریں تو پتہ چلا کہ مضمون یہ بتانا چاہتے ہیں کہ تمہاری
 عقل بالکل بیکار ہے تمہاری عقل کہتی ہے کہ قتل بڑا گناہ ہے نہیں شریعت کہتی ہے
 کہ قتل میں دو گواہ چاہئیں چھوٹے گناہ میں چار گواہ چاہئیں تمہاری عقل کہتی ہے
 کہ عورت کمزور ہے اسے زیادہ حصہ ملنا چاہئے۔ شریعت کہتی ہے کہ کم نجاست

میں حسل واجب ہے اور زیادہ نجاست میں وضو واجب۔ یا بہت مشہور فقہ کا مسئلہ ہے جسے تمام علماء قیاس کے خلاف استعمال کرتے ہیں تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی چور چوری کرے چور چوری کرے گا ایک دینار تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے۔ لیکن کوئی ڈاکہ ڈال کر اتنا مال لے کر چلا جائے چوری چھپ کر کی جائے چھپ کر مال کو لے جائے۔ سزا کیا ہے ہاتھ کاٹا جائے۔ لیکن کوئی شخص ڈاکہ ڈالے آپ کے سامنے حملہ کر کے وہ چیز لے جائے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے اس کا جرم تو ثابت ہو گیا جب عقل بھی کہتی ہے کہ ڈاکہ ڈالنے والا آنکھوں کے سامنے چھیننے والا ہے آپ پر حملہ کر کے آپ کو زخمی کر کے آپ کا مال چوری کر کے لے جانے والا اس کا گناہ تو زیادہ بڑا ہے۔ اس کے تو دو ہاتھ کٹنے چاہئیں۔ مگر شریعت یہ کہتی ہے کہ اس کا ہاتھ تو کاٹا ہی نہیں جائے گا۔ بلکہ جو سزا ہم اسے شریعت سے دیں 30 کوڑے 40 کوڑے اس کے بعد ختم معاملہ۔ اور وہ جس نے چھپ کر چوری کی آپ سے ڈر کر چوری کی آپ کی غیر موجودگی میں چوری کی اس کا پورا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ تو پتہ چلا کہ شریعت کبھی عقل سے حل نہیں ہوا کرتی بہت سے لوگ سب سے بڑی غلطی یہ کرتے ہیں کہ جو آج کے دور میں بھی یہ کہتے ہیں کہ یہ فلاں مسئلہ ہمیں سمجھا دیا جائے عقل میں آجائے ہم فوراً اسے قبول کر لیں گے اور اسی کی ایک سال یہ ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری سمجھ میں یہ نہیں آ رہا کہ جب دین اکہ سے لے رہی

ایک ہے آل محمدؐ کا ایک ہی کہا رسولؐ کا ایک ہی فرمان تو آخر فتوے کیوں دو ہو گئے مجتہدین میں اختلاف کیوں ہو گیا آخر یہ اتحاد ملت کے لیے ایک جگہ بیٹھ کیوں نہیں جاتے ہیں آپ کو یہ چیز سراسر خلاف عقل لگتی ہے کہ جب ایک قرآن ایک سنت اور ایک ہی قول امام ایک ہی قول رسولؐ ایک ہی حکم خدا تو فتوے دو کیسے ہو گئے۔ یہ چیز آپ کی عقل میں نہیں آتی بس یہی تو میری تمام گفتگو کا خلاصہ ہے کہ عقل کو استعمال کر کے شریعت کے مسائل کو حل کر دانے والا درحقیقت یہ آل محمدؐ کے مقصد کا دشمن ہے۔ آل محمدؐ کی ساری زندگی کوشش اور جدوجہد یہ تھی کہ کسی طریقے سے عقل کا نعرہ لگانے والوں کو خاموش کیا جائے۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ آل محمدؐ کے ماننے والوں کا تو عقیدہ ہی بگڑ گیا آل محمدؐ جس کو حرام کہہ رہے ہیں اس کو ہم حلال سمجھ رہے ہیں اور حلال کہہ رہے ہیں تو ہم حرام سمجھ رہے ہیں۔ عمل کو چھوڑیں عقیدے کی بات ہو رہی ہے آل محمدؐ کہہ رہے ہیں کہ قرآن تب تک تمہارے کوئی کام نہیں آسکتا جب تک تم ہماری احادیث سے مدد نہ لو۔ اور آل محمدؐ کے ماننے والے کہہ رہے ہیں کہ ہم تو نہیں مانیں گے جب تک تم قرآن سے نہ دکھا دو کہ کیا حکم خدا نے نازل کیا۔ آل محمدؐ کہہ رہے ہیں کہ تمہاری عقل دین میں کام نہیں آسکتی اپنی عقل کو استعمال مت کیا کرو اور اس کے لیے آل محمدؐ جواب دینے کا طریقہ بھی یہی استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً ہارون الرشید کے زمانے کا واقعہ قاضی ابو یونس کو

ہارون نے پکڑا اور کہا جاؤ کہ جا کر تم ساتویں امام سے یہ پوچھو یعنی اس نے تو ساتواں امام استعمال نہیں کیا یہ تو میں کہہ رہا ہوں کہ جاؤ جا کر موسیٰ ابن جعفر سے پوچھو کہ یہ کیا فتویٰ دیا کرتے ہیں کہ اگر ایک شخص حج کے دوران حالت احرام میں ہے یہ تو مشہور مسئلہ ہے کہ ہمارے حاجی یعنی شیعہ حاجی حالت احرام میں اپنے سر کو چھپا نہیں سکتے ہیں۔ سائے کے نیچے نہیں بیٹھ سکتے ہیں کسی ایسی گاڑی میں سفر نہیں کر سکتے ہیں جس کے اوپر سایہ ہو تو آپ کے علم میں ہوگا کہ شیعہ حاجی ہمیشہ کھلی گاڑی کے اندر جایا کرتے ہیں۔ مردوں کے لیے یہ مسئلہ ہے عورتوں کے لیے نہیں لیکن دوسری طرف ہمیں اجازت ہے کہ اگر ہم اپنے گھر میں بیٹھنا چاہیں تو بیٹھ سکتے ہیں خیمے میں بیٹھنا چاہیں تو بیٹھ سکتے ہیں اور ساتویں امام کے دور میں تو کعبہ کھلا رہا کرتا تھا کعبے میں جانا چاہیں تو کعبے کے اندر جا سکتے ہیں اس نے کہا کہ جاؤ موسیٰ ابن جعفر کے پاس اور پوچھو کہ وہ کیا مسئلہ بیان کرتے ہیں کہ اگر گاڑی میں جانا ہے تو کھلی ہو تو اگر خیمے کے اندر بیٹھنا ہے گھر کے اندر بیٹھنا ہے تو بے شک جھٹ پڑی ہو تو اس کے اندر انسان جا کے بیٹھ سکتا ہے آخر یہ فرق کہ اگر کھلے میں بیٹھنے کا حکم ہے تو ہر جگہ کھلے میں بیٹھو اگر بند میں بیٹھنے کا حکم ہے تو وہ بند گاڑی میں بیٹھنے کا حکم کیوں نہیں دیتے وہ آیا قاضی ابو یونس امام کے پاس امام نے خود اس سے نہیں کہا اور نہ ہی سمجھایا بلکہ الٹ اس پہ ایک سوال کر دیا فرمایا کہ بے شک تم صحیح کہہ رہے ہو ذرا یہ تو بتاؤ

کہ تمہارے نزدیک عورت جب حیض کی حالت میں ہوتی ہے اس میں جو روزے اس نے چھوڑے ہیں اس کے بعد ان کی قضا ہوتی ہے یا قضا نہیں ہوتی کہا کہ روزوں کی قضا تو واجب تو امام نے کہا کہ اگر اس نے نماز چھوڑی ہو تو نماز کی قضا واجب ہے یا نہیں اس نے کہا نماز کی قضا واجب نہیں ہے کہا کہ یہ فرق کیوں اگر واجب ہے تو تمام عبادتوں کی قضا واجب ہے واجب نہیں تو کسی عبادت کی قضا واجب نہیں کہا یا بن رسول اللہؐ یہ تو حکم شریعت ہے اس کو ماننا پڑے گا امام نے کہا بس وہ بھی حکم شریعت ہے جیسے میں بیان کر رہا ہوں یہ امام کا جملہ یہ بتا رہا ہے کہ جہاں حکم شریعت آجائے چاہے مطابق عقل ہو یا مخالف عقل ہو یہ بات میں بہت احتیاط سے کہہ رہا ہوں کہ شاید میں کوئی ایک اس بات کو قبول کرے کہ شریعت کوئی عقل کے خلاف فتویٰ دے سکتی ہے لیکن دے سکتی ہے عقل کے خلاف ہماری اور آپ کی عقلوں کے خلاف عقل کامل کے خلاف نہیں دے سکتی۔ ہماری اور آپ کی عقلوں کے خلاف دے سکتی ہے تو چاہے خلاف عقل ہی مسئلہ کیوں نہ ہو ہمیں ہر صورت میں اسے ماننا ہے جو حکم امام ہے۔ جیسا کہ باقی تمام مقامات پر آپ تسلیم کرتے ہیں کہ عقل کے خلاف ہمیں شریعت کا مسئلہ ماننا پڑے گا مجتہدین کا اختلاف بھی آپ کو ماننا پڑے گا جب خلاف عقل بات ہو تب بھی ہمیں ماننا ہے۔ اگرچہ میں اس کو خلاف عقل ماننا ہی نہیں ہوں علمی اختلاف کبھی خلاف عقل نہیں ہوا کرتا اگر علمی اختلاف

خلاف عقل ہوتا تو قرآن میں جو طب کے اصول بتائے گئے اس کے بعد اختلاف کوئی اس سے نہ کرتا بلکہ آج تک وہی طب چلی آرہی ہوتی اور نتیجے میں جو میڈیکل سائنس نے اتنی ترقی کی ہے یہ ترقی ممکن ہوتی آپ کے علم میں ہوگا کہ طب کی تاریخ میں کچھ ایسے طبیبوں کے نام آتے ہیں جو اس کے خلاف تھے کہ کوئی ان سے اختلاف کرے وہ ایسے آدمی کو علم طب پڑھانے پر تیار نہیں تھے 9 ویں صدی عیسوی کا ایک بہت بڑا طبیب۔

علمی اختلاف خلاف عقل نہیں ہوتا ::

زرہی اس کی بات سے کسی نے اختلاف کیا وہ سختی کے ساتھ اس چیز کا قائل تھا کہ خون جو ہے وہ جسم کے اندر گردش نہیں کیا کرتا اور اس اصول پر وہ قائم تھا کہ خون ساقط اور ٹھہرا ہوا ہے چنانچہ اس نے آپریشن سروے میں پتہ نہیں کتنے لوگوں کی اپنی اسی حماقت کی وجہ سے ہلاک کر دیا کیوں کہ اس کے نزدیک خون گردش نہیں کر رہا، چنانچہ وہ احتیاط بھی نہیں کرتا تھا۔ وہ مریض جس کا وہ آپریشن کیا کرتا تھا اس کے دو یا تین شاگردوں نے اس سے اختلاف کرنا چاہا اس نے انہیں علم طب پڑھانے سے انکار کر دیا اور دھکے دے کر اپنے مدرسے سے نکال دیا۔ ہم سے اختلاف کرتے ہو تو نتیجے میں تاریخ نے بتایا کہ پانچ سو سال تک لوگوں کی جانیں ضائع ہوتی رہیں۔ یہ تو یورپ میں یہ تحریک

مطلی تو اس کے نظریات کو باطل قرار دیا گیا۔ جہاں اختلاف فکر اور اختلاف علم ہو بلکہ مجتہدین کا اختلاف رحمت ہے۔ خود معصوم بعض اوقات اختلاف ڈالا کرتے تھے اپنے ماننے والوں میں تو امام اختلاف کو رکھا کرتے تھے اپنے ماننے والوں میں اس کی مصلحتیں اس کے مقاصد ہوتے تھے تو مجتہدین کے اختلاف پر آپ کو کبھی ناراض ہونا ہی نہیں۔ یہاں بگڑنے کی یا چوکنے کی ضرورت نہیں اگر آپ کی عقل اس کو نہ بھی مانے اور کہے کہ ایک قرآن ایک سیرت کے ماننے والوں متحدہ ہونا چاہئے۔ پھر یہ تلف کیوں تب بھی آپ سمجھ لیں کہ یہ وہ خلاف عقل حکم ہے جو شریعت ہم سے کہہ رہی ہے مانو۔ اور اگر شریعت کہہ رہی ہے تو آگے کسی کو بولنے کی اجازت نہیں۔ درحقیقت مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ ہم میں سے نہ آپ نے اور نہ ہم نے دین کے مسائل کو پڑھا ہوتا ہے اور اپنے ناقص عقل کی بنیاد پر سوچتے ہیں کہ دین اتنا سادہ ہوگا کہ 2-2 چار کی طرح تو جو مجتہد کے فرمان اور حدیث یہ غور کرے اس کے ہاتھ میں ایک ہی نتیجہ آئے گا مگر دین اتنا سادہ نہیں بڑے اس کے مسائل ہیں بڑی اس پیچیدگیاں ہیں اور بڑی تفصیل ہے اس کے اندر سوچے سمجھے بغیر کسی کو حق نہیں کہ دین کے مسئلے میں دغل دے یہ جو آج آپ دیکھ رہے چند دنوں پہلے کہ جس طرح ہمارا ایک ایک پچہ مجتہد بن گیا اور مسائل فقہ کو اپنی عقل سے حل کر رہا تھا خاص طور پر یہ جان کا مسئلہ مورد بحث بن چکا تھا ہر آدمی اپنا اجتہاد داخل

کر رہا تھا ہر آدمی اپنی عقل سے اس مسئلے کو حل کر رہا تھا۔ یہ بہت بڑی غلطی تھی میں تو یہاں تک کہہ دیتا ہوں کہ اگر قرآن کے بعد آپ پوری احادیث کی کتابیں بھی پڑھ لیں تب بھی آپ دین کو سمجھ نہیں سکتے۔ ایک چھوٹی سی مثال بہت مشہور ہے یہ چیز اور علمائے اعلام بھی ہم سے بیان کیا کرتے ہیں کہ قول امام فضل امام اور سکوت امام بھی ہمارے لیے حجت ہے بات ذرہ مشکل ہے مجتہد فتویٰ کسی طرح دیتا ہے میں بات واضح کر دوں رسول یا امام جو کہیں یہ کہہ کر دیتے ہیں کہ یہ حلال ہے حرام ہمارے نزدیک وہ حجت ہے ہم نے اس پہ عمل کرنا ہے یہ بات تو بالکل واضح ہے دوسرا مسئلہ بھی آتا کہ رسول و امام جو کام کریں گے وہ بھی حجت ہے۔ ہم نے مثلاً دیکھا کہ امام کس طرح نماز پڑھ رہے ہیں اب چاہے امام نہ بھی بتائیں ہمارے نزدیک وہ نماز ثابت ہے نماز غلط ہوتی تو امام اس طرح نماز نہ پڑھتے۔ یہاں تک تو صحیح ہے کہ جو امام نے کہا وہ تو ہمارے نزدیک قابل عمل ہے اس پہ عمل کرنا ہے لیکن وہ امام نے کیا کیا وہ بھی ہمارے نزدیک قابل عمل ہے مثلاً اس کی ایک مثال جو تمام فقہاء اپنی کتاب میں دیتے ہیں آپ کے سامنے ایک حدیث آئی ایک روایت آئی کہ امام کے ساتھ ایک آدمی جا رہا تھا دونوں چل رہے ہیں مثال میں دے رہا ہوں چلتے چلتے ایک عورت سامنے نظر آئی آتے ہوئے امام نے ایک مرتبہ اس عورت کو دیکھا شروع کر دیا امام عورت کو ایک مرتبہ دیکھ رہے ہیں بڑے اطمینان کے ساتھ

اور دیکھتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ عمل امام ہمارے سامنے آ گیا کہ ایک عورت امام کو راستے میں ملی امام نے اسے دیکھا اب جو امام کا ساتھی ہے وہ کیا نتیجہ نکالے گا وہ تو نتیجہ نکالے گا کہ دیکھا جاسکتا ہے عورت کو امام خود یہ کام کر رہے ہیں اس سے زیادہ مستند اور کام کون سا ہوگا اب بتائیے کہ آپ امام کے ساتھ چل رہے ہوتے اور آپ یہ منظر دیکھتے تو آپ یہی تجزیہ تو نکالتے کہ جب امام یہ کام کر رہے ہیں یہ کام بالکل صحیح ہے اس کے اندر کوئی حرج نہیں ہے لیکن یہ تجزیہ جو آپ نے نکالا یہ بالکل غلط ہے اب اپنی جگہ مسئلہ یہ ثابت ہے کہ جو کچھ امام کریں وہ صحیح اور تمام امت کے لیے وہ حکم ہے اور میں اس کی آپ کو مثال دے رہا ہوں بہت واضح مثال کہ کیا آپ اس امام کو دیکھیں گے جو عورت کو دیکھ رہے ہیں تو کیا آپ کے نزدیک یہ ثابت ہے آپ کے نزدیک کیا عورت کو دیکھنا جائز ہے یا جائز نہیں حدیث آگئی اب آپ کے سامنے اب آپ کیا کریں لیکن اب دیکھئے یہاں پر ہو گیا ہے اختلاف اور وہ یہ کہ امام کا جو عمل ہے وہ ہو سکتا ہے کہ امام کے لیے یہ کام جائز ہے اور آپ کے لیے ناجائز ہو عمل امام حجت ہے جو کچھ امام کرے وہ ساری امت کے لیے حجت ہے لیکن یہ مسئلہ سامنے آ گیا کہ امام ایک عورت کو دیکھ رہے ہیں ہو سکتا ہے امام کے لیے جائز ہو آپ کے لیے ناجائز ہو وہ کیسے جیسے علماء اس کی مثال دیتے ہیں ہو سکتا ہے وہ امام کی خالہ ہو وہ امام کی پھوپھی ہو وہ امام کی بہن ہو وہ امام کی پھوپھی

ہو راتے میں آئی عرم ہے امام اس کو دیکھ سکتے ہیں ہو سکتا ہے کسی سسرالی حساب سے عرم ہو سکتا ہے رضاعت کے رشتے سے امام کی عرم ہو۔ اب اگر وہ امام کی عرم ہے امام تو کسی کو نہیں بتاتے کون کن کو بتاتا ہے امام نے اسے دیکھا لیکن آپ کے لیے حرام ہوگئی اب فرض کیجئے یہی چیز حدیث میں آگئی آپ نے اس حدیث کو پڑھا اور سوچا کہ اگر امام نے راتے میں ایک عورت کو دیکھا تو ہمارے لیے یہ دیکھنا جائز نہیں ہے۔ ٹھوکر کھائی تو پتہ چلا کہ ساری حدیثیں بھی پناہ لیں تو وہ آپ کے لیے بیکار ہیں جب تک ساتھ ساتھ دوسرے حقوق شریعت کے آپ کو معلوم نہ ہوں اب میں اسی چیز کو مجتہد کی جانب پلاتا ہوں اب ایک مجتہد کے سامنے یہ روایت اس انداز میں آگئی اور ایک مجتہد کے سامنے تفصیل کے ساتھ آئی کہ وہ عورت امام کی رشتہ دار تھی روایت تو ایک ہے راوی ایک نے ہی بیان کیا مگر کسی دوسرے قول سے ایک مجتہد کو پتہ چل گیا کہ یہ امام کی رشتہ دار ہے ایک مجتہد کو پتہ نہ چل سکا فتویٰ میں اختلاف ہوگا اصل میں اپنے مقام پر بالکل مطابق رہے گا یہ میں ایک آپ کے سامنے نقطہ پیش کر رہا ہوں کہ مجتہد میں اختلاف کس طرح ہوتا ہے۔ میری گزارشات کا مقصد یہ کہ جب بھی آپ آل محمد کو ماننے کا دعویٰ کریں تو ضرور ذہن میں رکھیں کہ جس مقصد کے لیے اہل بیتؑ نے ساری زندگی جدوجہد کی وہ مقصد بھی آپ مانیں یعنی جس چیز کو آل محمد حلال کر گئے ہیں آپ اس کو حلال سمجھیں عمل نہ

کریں تو دوسری بات کہ حلال چیز پر عمل کرنا آپ کی مرضی ہے مگر اس کو حلال کرو اور جس کو وہ حرام کہہ گئے ہیں آپ اس کو حرام سمجھیں دوسری بات کہ کبھی آج کے بعد یہ دعویٰ کریں کہ جو چیز قرآن میں طے کی ہم اس کو مانیں گے اور جو چیز قرآن میں نہیں وہ ہم ماننے سے انکار کر دیں اور تیسری بات کہ کبھی آپ یہ نہ کہیں کہ یہ مسئلہ مجھے صحیح لگتا ہے کیوں کہ یہ عقل کے مطابق ہے اور یہ مسئلہ مجھے صحیح نہیں لگتا کیوں کہ یہ عقل کے مطابق نہیں ہے کبھی یہ نہ کہیں کہ مجتہد کا یہ فتویٰ خلاف عقل ہے اس لیے میں اس کو نہیں مانتا آپ کو اس اختلاف کو ماننا ہے اور اس کے مطابق عمل کرنا ہے۔ یہ تو آپ کے علم میں ہے کہ تقلید کے بغیر کیا جانے والا عمل باطل ہے۔

﴿مومن کا امتحان کیوں اور کس طرح ہوتا ہے﴾

قرآن کی آیات میں تضاد ::

قرآن کی ان دو آیتوں میں تضاد ہے کھراؤ ہے دو آیتیں ایک ہی چیز کے بارے میں بالکل مختلف نظریہ پیش کر رہی ہیں۔ اگر انسان مصوم کی فکر سے استفادہ کرتے ہوئے غور کرے تو اندازہ ہوتا ہے کہ یہ دو آیتیں درحقیقت ایک ہی مسئلے کے دو پہلوؤں کو واضح کر رہی ہیں۔ پہلی آیت سورۃ المہاجر کہ کھف کی ہے۔ سورہ کھف قرآن کریم کا اٹھارواں سورہ ہے اس اٹھارے سے انجہانی اہم ویسے تو ہر سورہ اہم ہے لیکن سورہ کھف اس اٹھارے سے انجہانی اہم سورہ ہے کہ بازار کوفہ میں امام مظلوم کے کٹے ہوئے سر نے اسی سورے کی تلاوت کی۔ یقیناً اس میں کوئی خاص پیغام ہے ایک خصوصیت ہے اس سورہ میں کہ امام مظلوم نے پورے قرآن کے ایک سو چودہ سوروں میں سے انتخاب کیا تو اسی سورے کی تلاوت کا انتخاب کیا۔ اس سورہ کے بارے میں ایک چیز اور واضح رہے کہ قرآن کا یہ وہ سورہ ہے جو اس وقت نازل ہوا جب مکہ کے کافروں نے یہ دیکھنے کے بعد کہ ہم کوڑے مار کر جلتی ریت پر لٹا کر پتھروں سے سنگ باری کر کے اسلام کی تبلیغ کو نہیں روک پارہے ہیں تو یہودیوں سے مدد مانگی یہودیوں نے مکہ کے کافروں سے کہا ایسا کرو اس رسول کو بھٹ اور

مومن کا امتحان کیوں اور کس طرح ہوتا ہے

مباحثے میں اتنا الجھاد کہ اس کے بعد اس کے لیے اپنے ماننے والوں کے سامنے اپنی عزت بچانا مشکل ہو جائے (معاذ اللہ)۔ چنانچہ تین سوال یہودیوں نے لکھ کر دیئے کہ یہ سوال اس رسولؐ سے کرواں گا جواب یہ کبھی نہیں دے پائے گا اور تین سوالوں کے جواب میں سورہ کہف نازل ہوا اس کی آخری آیتوں میں سے ایک آیت ہے ”السمال و النہون زینۃ العبادۃ الدنیا“ انسان کا مال اور اولاد یہ دو چیزیں ہیں دنیا کی زندگی میں زینت ہیں ”والیاتیات الصالحات“ اور ہمیشہ رہنے والی نیکیاں ہیں مال اور اولاد زینت بھی قرار دیا اور نیکی بھی قرار دیا۔ سورہ تغابن قرآن کریم کا 64 واں سورہ ہے اس کے بعد آیت آئی انما اموالکم و اولادکم لفسقۃ مسلمانوں تمہارا مال اور تمہاری اولاد تمہارے لیے فتنہ ہیں۔ ایک ہی قرآن وہی دو چیزیں وہی مال وہی اولاد ایک مقام پر دونوں کو دنیا کی زینت اور آخرت کی نیکی قرار دیا جا رہا ہے۔ اور دوسرا مقام پر اسی قرآن میں انہی دو چیزوں کو فتنہ قرار دیا جا رہا ہے۔ ایک ہی قرآن وہی کلام پروردگار وہی دو چیزیں اور فرق آگیا اور اتنا بڑا فرق ایک چیز اور واضح کر دی جائے کہ پہلی آیت کے میں نازل ہوئی دوسری آیت مدینے میں نازل ہوئی یعنی پہلی آیت اس وقت نازل ہوئی جب اسلام کی تبلیغ کا آغاز تھا دوسری آیت اس وقت نازل ہوئی جب مسلمان کامیاب ہو چکے تھے دولت بھی بڑھتی جا رہی تھی اولاد بھی کنٹرول میں تھی حکومت اسلام قائم ہو چکی تھی۔ منافقین کا گروہ پیدا ہو چکا تھا۔

مال اور اولاد فقہ ہے کیوں ::

قرآن کریم کا یہ سورہ جس کی آیت ہے مال اور اولاد فقہ ہے۔ یہ 64 نمبر والا سورہ ہے اور اس سے پہلے کی سورہ منافقین ہے 'بعض علماء کہتے ہیں یہ دونوں سورتیں ایک ساتھ نازل ہوئیں سورہ منافقین کے فوراً بعد مال اور اولاد کو فقہ قرار دیا گیا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ دونوں چیزیں فقہ ہیں یا نیکیاں ہیں اور اگر فقہ ہیں تو اس کا مقصد کیا ہے قرآن نے جو یہ کہا ہے کہ مال اور اولاد فقہ ہیں تو فقہ کہتے کسے ہیں۔ فقہ کس چیز کا نام ہے۔ ہماری اردو زبان میں فقہ فظ معنوں یا خراب معنوں میں استعمال ہوتا ہے قرآن پر مسلمانوں نے جو ظلم کیے ہیں ان میں ایک یہ بھی ظلم ہے کہ قرآن کا کوئی لفظ اگر ہماری زبان میں استعمال ہوتا ہے یا گجراتی میں کوئی عربی کا لفظ آگیا' اردو میں کوئی عربی کا لفظ آگیا' سندھی میں کوئی عربی کا لفظ آگیا' تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ لفظ جو ہماری زبان میں معنی دے رہا ہے وہی قرآن کے معنی ہوں گے اس وجہ سے لوگ تقلید سے گھبرا گئے ہیں کیونکہ اردو میں تقلید کا معنی ہے آنکھیں بند کر کے کسی کے پیچھے چلنا یہ تو فظ معصوم کی تقلید ہو سکتی ہے۔ عربی میں تو یہ تقلید کے معنی نہیں یا جیسے فُس لوگ گھبرا گئے کیوں قرآن میں آیا کہ غنیمت میں سے فُس دو گجراتی اور اردو میں غنیمت اسے کہتے ہیں جو میدان جنگ سے مال ملے ہم نے کہا کہ فُس تو مال غنیمت پر ہے یہ روپے پیسے پر یہ گھر کے سامان آتا چاول اس کے اوپر کہاں سے آگیا'

قرآن میں دیکھئے قرآن عربی میں نازل ہوا عربی میں قیمت کسے کہتے ہیں اور یہی چیز حقے کے ہارے میں ہوگی اردو میں قندہ کہتے ہیں شریر آدمی کو ہنگامی آدمی کو تو ہم نے کہا کہ قرآن کہہ رہا ہے کہ مال اور اولاد قندہ ہیں تو ہم نے کہا کہ مال جمع نہ کرو نہیں یہ تو اردو میں معنی ہیں عربی میں حقے کا معنی ہے بڑی توجہ کا مرحلہ ہے وہ چیز جس کی مدد سے خالص کو اور ناخالص کو الگ کیا جاتا ہے کھولے کو اور کمرے کو الگ کیا جاتا ہے اس کا نام ہے عربی میں قندہ۔ دودھ میں پانی ملایا گیا یا آج کل پاکستان میں پانی میں دودھ ملایا جاتا ہے اب یہ دیکھنا ہے کہ اس میں دودھ کتنا ہے اور پانی کتنا ہے اس کے لیے آپ جو چیز بتائیں گے اسے عربی میں کہیں گے قندہ جو تادے کی اتنا دودھ ہے اتنا پانی۔ سار کی دکان پر آپ پہنچے کہ بھائی ذرہ یہ مصیبت اور پریشانی آگئی ہم یہ زیور بیچنا چاہتے ہیں یہ انگٹھی بیچنا چاہتے ہیں یہ بھدی کے گلے کا ہار بیچنا چاہتے ہیں اس نے ہار لیا اور فوراً اپنی کسوٹی پہ اسے گھسیا کیوں اس لیے یہ دیکھنے کے لیے کہ اس میں سونا کتنا ہے اور کھوٹ کتنا ہے جتنا سونا ہوگا اتنے پیسے ملیں گے کھوٹ ضائع کیا اس کو پرانی عربی میں کہتے ہیں قندہ کسوٹی جس پہ سار گھس کے دیکھتا ہے کہ سونے میں کھرا سونا کتنا ہے اور کھوٹا سونا کتنا اچھا اب جب دنیا کی ہر چیز میں ملاوٹ کو دیکھنے کے لیے ایک آلا بنایا جاتا ہے دودھ میں پانی کے لیے، پیٹرول میں پانی کے لیے یا سونے میں ملاوٹ کے لیے ایک چیز تو پروردگار نے اعلان کیا کہ لوگ اسلام میں بھی ملاوٹ کریں گے اور ایمان میں بھی ہر ایک کہے گا کہ ہم ہیں مومن ہر ایک کہے گا ہم ہیں مسلم آپ کے گھر میں دودھ بیچتے والا دودھ دے کر جاتا

مومن کا حمان کیوں کر لڑتا ہے

ہے یہ کبھی نہیں بتایا کہ میں نے پانی ملایا ہے وہ تو کہتا ہے کہ خالص دودھ ہے۔ سار کی دکان پہ انسان زیور لے کر جاتا ہے سوائے اس کے جو زیادہ دیا ستر ہیں ورنہ تو کہتے ہیں خالص سونا ہے سار کی دکان پہ آپ بگواتے ہیں زیور وہ کہتا ہے خالص سونا ہے مگر ایک ایسی چیز چاہئے جس سے پتہ چلے کہ کھرا اور کھوٹا کیا ہے تو ایمان میں بھی لوگوں نے ملاوٹ کر دی اب کہے گا تو ہر شخص کہہ ہمارا ایمان خالص ہے لیکن قرآن کہہ رہا ہے ہم ایسے تو قبول نہیں کریں گے (معاذ اللہ) پروردگار عالم اتنا سادہ تو نہیں ہے کہ ایک سار قبول نہیں کرتا جب تک دیکھ نہ لے تو خدا کیسے ایمان کو قبول کرے گا ہم بھی تو خدا کے پاس ایمان کو بیچتے جا رہے ہیں۔ اگر آپ کو عجیب لگے کہ یہ ایمان کو بیچنا ہے اسورہ توبہ پڑھئے ان اللہ اشتر من المومنین انفسہم والموالھم بان لھم الجنة سورہ التوبہ خدا نے مومن کو جنت دی ہے مگر پہلے پیسے مانگے ہیں قیمت مانگی ہے قیمت ہے اس کا نفس اس کا مال اور اس کا ایمان یا یہاں الذین امنوا هل ادلکم علی التحمل سورہ الصف اے ایمان والوں کیا ہم تمہیں ایسا بزنس نہ بتائیں جس میں تمہاری نجات اور جنت ہو جہاد فی سبیل اللہ یہ لفظ تو خدا استعمال کر رہا ہے قرآن میں کہ جب ہم اپنا ایمان لے کر گئے خداوند ہم ہیں مومن ہم ہیں ایمان لانے والے۔ خدا کہے گا لاؤ ایمان آگیا اب ہم پہلے دیکھیں گے کہ یہ خالص ایمان ہے یا ملاوٹی ایمان جیسا ایمان ہوگا دیا اجر ملے گا خالص ایمان ہے تو میری پوری جنت تمہارے لیے اگر ملاوٹ والا ایمان ہے تو تمہیں اس کے بدلے سزا یا عذاب برداشت کرنا پڑے گا ملاوٹ کے حساب

ہے۔ کے کی زندگی میں یہ نہیں آیا کہ ہم تمہارا امتحان لے رہے ہیں' آیا دوسرے الفاظ میں یہ آیت جو مال اور اولاد کے لیے آئی یہ مدنی آیت ہے کہ جب مدینے میں تو ہر ایک کہہ رہا تھا کہ ہم ہیں مومن جب کوئی تحریک کامیاب ہو جاتی ہے جب کوئی پارٹی اختیارات میں آتی ہے تو اس کے دشمن بھی ساتھی بن کے آ جاتے ہیں ابھی ہم تو ہمیشہ سے آپ کے دوست رہے ہیں لیکن ہر ایک کا دعویٰ تو قبول نہیں ہوگا مدینے میں لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ ہم بھی مسلمان ہیں کے میں کوئی سامنے نہیں آ رہا کیونکہ کوڑے کھانا پڑیں گے کیونکہ ریت پر لٹایا جائے گا کیونکہ پتھروں سے مارا جائے گا اب مدینے میں اتنے آگئے ہم بھی مومن ہم بھی مومن۔ خدا نے کہا میں دیکھوں تو سہی کون ملاوٹی ایمان لے کر آ رہا ہے کون خالص ایمان لے کر آ رہا ہے۔ اور خود قرآن سورہ عنکبوت آیت نمبر 3 آیت نمبر 2 یہ دوسری آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ پہلی آیت احسب الناس ان یغفروا ان یقولوا امنا وہم لا یفعلون۔ سورہ العنکبوت کیا یہ غلط خیال کرنے لگے ہیں کہ وہ کہیں گے ہم مومن ہیں اور ہم ان کی بات مان لیں گے اور ان کے ایمان کو جانچیں گے نہیں ان کے ایمان کو پہچانے کے نہیں اور ان کے ایمان کی آزمائش نہیں کریں گے۔ جیسے دکان دار کہتا ہے یا آپ کہتے ہیں دودھ والے سے کہ اجی تم کہہ رہے ہو کہ دودھ خالص ہے ہم تمہاری بات تمہوڑی مانیں گے ہم تو خود استعمال کر کے دیکھیں گے یا آپ جاتے ہیں دکان پر کپڑا لینے کے لیے دکان دار کہتا ہے جی یہ ہے جا پانی کپڑا۔ ہم کہیں گے ہم تمہاری بات کیسے مانیں ہم تو خود دیکھیں گے دیکھا تو صحیح ذرہ ہاتھ کا

ایمان میں ملاوٹ ::

یہی قرآن کہہ رہا ہے کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ تم کہو گے کہ ہم مومن ہیں خداوند ہمارا ایمان لے لو تو ہم لے لیں گے۔ لافظون کیا تمہارے ایمان کی آزمائش نہیں کریں گے اور پھر قرآن کہہ رہا ہے وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ هُمْ أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَكَبِّرُونَ پہلے تمہارا ایمان چیک کریں گے پہلے آزمائش کریں گے کیوں دیکھیں وجہ بھی قرآن بتا رہا ہے وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ۔ سورہ النکبت تاکہ ہمیں پتہ چلے سچا ایمان کس کا ہے اور جھوٹا ایمان کس کا ہے خالص کس کا ہے اور ملاوٹ والا ایمان کس کا ہے یہ دیکھنا ہے خدا کو کہ کس کے پاس خالص ایمان ہے اور کس کے پاس ملاوٹ والا ہے اس کے لیے قرآن نے کہا ہم نے دو چیزیں رکھیں ان دو چیزوں کی مدد سے ہم دیکھتے ہیں کس کا ایمان خالص ہے کس کا ایمان ملاوٹ والا ہے اور میں مزید ایک چیز کی وضاحت کر دوں کہ ایمان میں ملاوٹ کیسے ہوتی ہے بھی دودھ میں ملاوٹ یہ ہے کہ آپ نے پانی ملا دیا چائے کی پتی میں ملاوٹ تو یہ ہے کہ آپ نے چھلکے ملا دیے کپڑے کی ملاوٹ یہ ہے کہ پاکستانی کپڑے پر مہر جاپان کی لگا دی سونے کی ملاوٹ یہ ہے کہ آپ نے کھوٹ ملا دیا۔ ایمان کی ملاوٹ کیا ہوگی ایمان میں کیا چیز ملائی جاتی ہے ایمان کی ذرہ ملاوٹ دیکھئے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کیا کہا ہم نے ہم ماننے ہیں تجھے خدا۔ کیا

کہا ہم نے لا الہ ہمارا کوئی معبود نہیں الا اللہ سوائے تیرے یہ ہم نے دعویٰ کیا جیسے دکاندار کہتے ہیں یہ جاپانی کپڑا اور ہم کہتے ہیں یہ ہے خالص سونا یہ ہم نے دعویٰ کیا اب کیا کہا لا الہ الا اللہ یہ ہم نے خالص دعویٰ کیا یا ملاوٹی دعویٰ خالص دعویٰ کے کہتے ہیں اگر اللہ کے علاوہ کسی کے سامنے سر نہ جھکانیں تو یہ ہو گیا خالص ایمان کلمہ خالص کلمہ ہو گیا اور اگر ہم لا الہ الا اللہ تو کہیں مگر ہمارے اور بھی بہت سے خدا ہوں ہم ادھر تو کہہ رہے ہیں اسے خدا تو ہمارا ہے اور تو کوئی نہیں ہے مگر ساتھ میں اور بہت سارے خدا بنار کھے ہیں اس کا مطلب یہ ہو گیا کہ ملاوٹی ایمان ہے۔ کے کے کافر اسلام کے مخالف

تھے مگر کیوں کے کے کافروں کو اسلام سے اتا کیوں جھگڑا تھا جس سے پوچھتے وہ کہے گا کہ وہ اللہ کو نہیں مانتے تھے۔ کے کے کافروں میں اتنی بات تھی کہ ہم کافر ہیں گے دھوکا نہیں دیں گے دیکھیں وہ اللہ کا انکار نہیں کر رہے بالکل غلط خیال ہے کے کے کافر اللہ کو بالکل مانتے ہیں ماننے کو تیار ہیں۔ دلیل کیا ہے ایک دن کے کے کافر رسول اکرم کے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں ہم آج جھگڑا ہم کر دیں گے دیکھو جس اللہ کی بات تم کر رہے ہو ہم اس کو مان لیتے ہیں اور ہمارے خداؤں کو تم مان لو۔ بات ختم ہو گئی یہ نہیں کہہ رہے کہ ہم اللہ کو نہیں مانتیں گے پہلے انہوں نے کہا ایک سال تم ہمارے خدا کو مانو اور دوسرے سال ہم تمہارے خدا کو مانیں گے۔ یہ نہیں تو ایک دن تم ہمارے خدا کو مانو دوسرے دن ہم تمہارے خدا کو مانیں گے۔ پھر قرآن کا سورہ نازل ہوا قل یا ہذا الکفرون لا اعبد ما تعبدون ولا انعم

مومن کا حتم کیوں کس طرح ہوتا ہے

عاهدون ما اعيد و لا انا عاهدنا اعيد ثم ولا انعم عاهدون ما اعيد
 لیکھ دیکھ ولی دین اے رسول کہہ دیجئے ان لوگوں سے کہ یہ سلسلہ نہیں چلے
 گا میں اس کی عادت نہیں کروں گا جس کی تم کرتے ہو تم اس کی نہیں کرو گے جس کی
 میں کر رہا ہوں تمہارا تمہارے لیے راستہ، میرے لیے میرا راستہ، مگر خود یہ سورہ
 بتا رہا ہے کہ کئے کے کافر اللہ کو ماننے پر تیار ہو گئے ان کا کوئی جھگڑا نہیں تھا مان رہے
 تھے پھر کیوں جھگڑا ہے ہمارا جھگڑا کن بات کا ہے اچھا میں ایک اور واضح دلیل پیش
 کر دوں قرآن کریم میں مسلسل آیتیں ہیں ایک آیت تو آپ کو یاد ہے لعن یحییٰ
 المصطبر اذا دعاہ و یکشف السوء سورہ النحل اس آیت کا ترجمہ کیا
 ہے کہ پوچھو رسول ان سے کہ کون ہے وہ آدمی جب اسے پریشان حال پکارتا ہے وہ
 ہنستا ہے اور یکشف السوء اور پریشانی کو دور کرتا ہے آیت میں یحییٰ سوارے کی
 تیسری یا چوتھی آیت ہے میں اس پارہ شروع ہوتا ہے امن خلق السموات سے اس کی
 تیسری یا چوتھی آیت شروع کی جو آٹھ آیتیں ہیں پارہ نمبر میں دوسری آیتیں کیا ہیں
 اے رسول ان سے پوچھو امن کون ہے امن کے معنی کون ہے جس نے زمین اور
 آسمان پیدا کیے کون ہے جس نے دریا بہائے کون ہے جو چاند اور سورج چلاتا ہے
 کون ہے جو پریشان حال کی پریشانی دور کرتا ہے کون ہے جس نے زمین کو بچھایا پھر
 آخری آیت کیا ہے لایقولون اللہ اگر تم ان سے سوال کرو تو یہ کہیں گے یہ سب تو اللہ
 کرتا ہے یعنی خود قرآن گواہی دے رہا ہے کہ کئے کے کافر مانتے ہیں کہ زمین اور
 آسمان کے پیدا کرنے والا اللہ ہے سورج یا چاند کو چلانے والا اللہ ہے مصیبتوں کو

دور کرنے والا اللہ ہے خود قرآن کہہ رہا ہے کہ مان رہے ہیں پھر جھڑا کیسا دیکھئے
یہاں پر کے کے کافروں کی تعریف کرنا پڑے گی ان معنوں میں کہ جھڑا کس بات کا
ہے وہ کیا کہہ رہے ہیں اے محمد اللہ کو ہم مان رہے ہیں مگر یہ جو تم کہہ رہے ہو لا الہ
پہلے کہو اور ا لا اللہ بعد میں کہو یہ جو تم کہہ رہے ہو تو باقی خداؤں کا انکار کریں یہ
ہمارے لیے ممکن نہیں۔ 360 خدا کو ہم نہیں چھوڑ سکتے 361 نمبر کا خدا لے کر آدم
ماننے کو تیار ہیں۔ لیکن 360 خدا باقی رہیں گے اور پھر تمہارا خدا آئے گا اور قرآن
کہہ رہا ہے یہ وہی نہیں سکتا۔ ایک خدا کو ماننا ہے تو پہلے جو نے خداؤں کو چھوڑ دیا
سچے خدا کو مانو۔ غلامہ کروں کہ کے کے کافروں کو خدا کے ماننے پر کوئی اعتراض
نہیں لیکن اپنے خدا کو چھوڑنے کو تیار نہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ ہمارے لیے ممکن
نہیں ہے اور اب ملاوٹی ایمان اس کا ہو گیا جو کے کے کافروں سے بھی زیادہ گیا
گنہگار ہے۔ ایک دودھ والا آپ کے پاس آتا ہے وہ کہتا ہے دیکھئے میں ملاوٹ والا
دودھ دیتا ہوں گویا خالص دودھ نہیں لاسکتا۔ اور ایک وہ ہے جو آپ کے پاس آکر
کہتا ہے یہ ہے خالص دودھ اور بعد میں ملاوٹ نقل آئی آپ کس کی تعریف کریں
کے آپ اس کی تعریف کریں گے کہ وہ اچھا ہے کہ جس نے انکار کر دیا کہ میں خالص
نہیں لاسکتا دھوکا تو نہیں دیا دھوکا تو یہ دے رہا ہے کہ خالص کے نام پہ پانی والا
دودھ دے گیا۔

کون تمہارا خدا ہے، انتخاب کرو ::

اب دیکھئے یہی قرآن کہہ رہا ہے کہ کئے کے کافر صاف صاف بات کر رہے ہیں کہ ہم اللہ کو مانیں گے پر اپنے بھی خدا رکھیں گے اور اس بات پر انہوں نے اسلام کا انکار کر دیا۔ مومنوں میں سے بعض ایسے آگئے کہ قرآن نے کہا کہ انہوں نے ایمان میں ملاوٹ کر دی زبان سے تو کہا لا الہ الا اللہ کوئی نہیں اللہ سوائے میرے مگر بہت سارے اللہ مان لیے۔ اس کی میں مثال دے دوں بہت سارے اللہ ماننے کا کیا مطلب دیکھیں اللہ کو مانتے ہیں کہ اللہ سب سے بڑا ہے لیکن کبھی اللہ میں اور مال میں ٹکراؤ ہو جائے اللہ کہہ رہا ہے جس کا مال کہہ رہا ہے کیا بے وقوفی کر رہے ہو اتنی محنت سے تو میں تمہارے پاس پہنچا ہوں میرا پانچواں حصہ نکال دو گے پھر کچھ نہیں کر سکو گے کاروبار مختصر ہو جائے گا مکان نہیں بن پائے گا بیٹی کی شادی نہیں ہو سکے گی۔ دو حکم آگئے ہمارے سامنے اب دیکھئے اللہ کہہ رہا ہے مثلاً اللہ کہہ رہا ہے اٹھو نیند کہہ رہے کیا بے وقوفی کی بات کر رہے ہو اتنی پیاری پیاری نیند آرہی ہے سردی کا موسم ہے کیا لحاف سے نکل کر پاگل بن رہے ہو لیٹ جاؤ اب دو حکم آرہے ہیں ایک اللہ کا حکم ایک مال کا حکم ایک اللہ کا حکم ایک نیند کا حکم اب دیکھیں انسان کس کو ترجیح دیتا ہے میں بالکل ایک عام مثال سے اس بات کو سمجھا دوں وہ بچے جو اپنے والدین کے بڑے فرمان بردار ہیں ان سے پوچھئے کبھی کہ خدا نخواستہ کبھی ماں اور باپ میں

جھٹڑا ہو گیا اختلاف ہو گیا بیٹے کی آگئی شامت۔ باپ کہتا ہے یہ کام کرو ماں کہتی ہے نہ کرو باپ کہتا ہے اس سے طو ماں کہتی ہے مت طو اب وہ بیٹا جو دونوں کا فرمانبردار ہے وہ کیا کرے وہ پریشان ہو جائے گا میں کس کی بات مانوں کس کی نہ مانوں میرے لیے تو دونوں برابر ہیں۔ اب مال کہہ رہا ہے کہ مجھے بچاؤ خدا کہہ رہا ہے کہ قربان کرو مومن اگر سوچ و بچار میں پڑ گیا کہ میں کیا کروں اس کا مطلب یہ کہ اس کے دو خدا ہو گئے ایک خدا، خدا جو اصلی اللہ ہے ایک خدا اس کا مال یعنی جس طرح ہم نے کہا کہ بھی ہمارے لیے تو ماں اور باپ دونوں فرمانبردار ہیں ان کی بات مانیں کہ ان کی بات۔ اگر باپ نے کہا یہ کام کرو ماں نے کہا کہ نہ کرو ہم نے باپ کی بات مانی ماں کی نہیں مانی تو لوگ کیا کہیں گے کہ یہ باپ کا فرمانبردار زیادہ ہے اور ماں کا نہیں یا اللہ مسئلہ باپ کی بات نہیں مانی ماں کی مانی تو باپ الٹا ناراض کہ اس نے ماں کی بات مان لی کیا میرا درجہ اس سے کم ہے اس کا مطلب کیا ہوا کہ جس کی بات مان لی جاتی ہے اس کا درجہ زیادہ ہو جاتا ہے جس کی بات نہیں مانی جاتی اس کا درجہ کم اب مال کہہ رہا ہے مجھے بچاؤ خدا کہہ رہا ہے کہ اسے قربان کرو اگر ہم فیصلہ نہ کر پائے تو دو خدا ہو گئے اگر ہم فیصلہ کر لیں کہ چھوٹا شخص و زکوٰۃ کا مال بچانا ہے تو اس کا مطلب یہ کہ مال بڑا خدا ہو گیا اور اللہ چھوٹا خدا ہو گیا (معاذ اللہ) اگر ہم فیصلہ نہ کر پائے کہ صبح کے لیے نماز کے لیے بستر سے اٹھنا ہے یا نہیں اٹھنا ہے تو اس کا مطلب کیا ہوا ہمارے دو خدا برابر سے ہیں ہم فیصلہ نہیں کر پارے کہ نیند کی بات مانیں یا اللہ کی بات اور اگر ہم نے کہا چھوڑو نماز تو پڑھی جائے گی نیند کہیں بھاگ نہ

جائے کروٹ بدل کے کھین کو تان کے سو گئے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ نیند بڑا خدا ہو گیا اور اللہ چھوٹا خدا (معاذ اللہ) یہ ملاوٹ ہے۔ رسول کہہ رہے ہیں مسیحائی زمان علی امعی لستاء ہم تہلکھم ودلائہم ہم القریب وہ زمانہ میری امت پہ آنے والا ہے کہ ان کی عورتیں ان کا قبلہ ہوں گی جس طرح ہم مکمل تیار ہیں نماز کے لیے مگر نماز پڑھتے نہیں جب تک پھو نہ چل جائے کہ قبلہ کس طرف ہے اسی طرح مومن کی بھی حالت ہوگی کوئی کام نہیں کرے گا جب تک بیوی سے مشورہ نہ لے لیا جائے جب تک کہ مگر کی عورتوں سے مشورہ نہ لے۔ اور ان کے درہم دینار ان کے اللہ ہوں گے ان کے خدا ہوں گے۔ پیغمبر مس کی بات کر رہے ہیں یہودیوں کی بات نہیں کر رہے مسیحائیوں کی بات نہیں کر رہے مسیحائی زمان علی امعی میری امت کی حالت ہوگی کہ ان کی دولت ان کا خدا ہو جائے گی اصلی خدا کو وہ پیچھے ڈال دیں گے (معاذ اللہ) جیسے آجائے کسی کو لوٹنا پڑے تو ٹھیک کاروبار میں فراڈ آجائے تو ٹھیک کسی کا حق نصب کرنا پڑے تو ٹھیک ٹیس و دکو آٹ ہڑپ کرنا پڑیں تو ٹھیک۔ خود قرآن یہ جملہ کہہ رہا ہے جو میں نے کہا "المسواہمت من اتخذ اللہ ہولہ الفالت فکون علیہ وکیل" سورہ الفرقان

اے رسول تم نے اس آدمی کو نہیں دیکھا جس نے اپنے خواہشات نفس کو خدا بنا لیا ہے قرآن کہہ رہا ہے کہ یہ ایسا انسان ہے جس نے اپنے نفس کو اپنا خدا بنا لیا ہے نفس کہتا ہے سوجاؤ سو گیا بھی یہ تو خدا کی خصوصیت ہے کہ خدا کہہ میدان میں جا کر گردن کٹوا دو تو کٹوا دے مگر میں بیٹھ جاؤ بیٹھ جائیں اٹھ جاؤ اٹھ جائیں یہ تو خدا کی خصوصیت

ہے مگر ایک ایسا بندہ ہے جس نے اپنے نفس کو خدا بنایا ہے نفس کہتا ہے سو جاؤ نماز قضا ہوتی رہے ہمیں سونا ہے نفس کہتا ہے کھانا کھاؤ رمضان کا سخت ترین مہینہ ہو جس کی انتہائی تاکید ہے اسلام میں ہم کھانا کھاتے رہے گے نفس کہتا ہے خلا بے پردہ عورتوں میں داخل ہو جاؤ شادی کے نام سے اب شریعت پکارتی رہے خدا کہتا رہے کہ قل للمؤمنین يغفوا من اہلہم سورہ النور اے رسول ان سے کہہ دیجئے کہ اگر یہ ایمان لائیں تو آنکھیں نہ کھلیں۔ لیکن نفس کہتا ہے چلے جاؤ زندگی میں ایک موقع ملتا ہے۔ جہاں انسان کی زبان سے لا الہ الا اللہ نکلتا ہے مگر اس مسلمان کے کئی خدا ہیں اس کا مال ایک خدا اس کی عورتیں دوسرا خدا اس کی خواہشات تیسرا خدا اس کا دل چوتھا خدا اس کا دفتر پانچواں خدا اس کا کاروبار چھٹا خدا لیکن زبان پر کیا ہے لا الہ الا اللہ تو اب خدا نے کہا اے مومن جب تو میرے پاس آیا ہے یہ کہتا ہوا کہ پروردگار وہ تو میرے ایمان کو لے لے تو میں کیسے لوں گا ایک عام ستار سونا نہیں لیتا جب تک کہ کوئی پہ گھس کے دیکھ نہ لے ایک عام خریدار کپڑا نہیں لیتا جب تک ہاتھوں سے ٹل کے دیکھ نہ لے کہ کہاں کا کپڑا ہے میں کیسے تمہارے ایمان کو لے لوں۔ خدا کو تو پتہ ہے کہ کس کا ایمان ملاوٹی ہے لیکن کہیں ہم اعتراض نہ کریں پروردگار اہم تو ہے دل سے کہہ رہے ہیں مومن ہیں تو بلا وجہ ہم پہ شک کر رہا ہے تو خدا کہتا ہے میں تمہارے سامنے تمہارا ایمان دکھا دیتا ہوں۔ جب قیامت کے میدان میں ہمارا نامہ اعمال کھلے گا یہ گناہ کیا یہ گناہ ہم کہیں گے خدا وعدہ یہ تیرے فرشتے جھوٹ بول رہے ہیں ہم نے کوئی گناہ نہیں کیا بلا وجہ فرشتوں کو جھٹلا

مومن کا حق ان کیسے کہ طرح ہوتا ہے

دیا۔ انسان تو ایسا ہے یہاں تک کہ ہمارے ہاتھ پاؤں کو اسی دیں گے کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے یہ ہاتھ کہے گا اس نے مجھے استعمال کر کے گناہ کیا پھر کہیں گے اس نے ہماری مدد سے گناہ کیا اب انسان کو یقین آئے گا کہ خدا کہہ رہا ہے تمہارا ایمان ملاوٹی ایمان ہے تمہارا ایمان دھوکے والا ایمان ہے۔ لیکن ہم کہیں گے خدا یہ تو نے عجیب قلم کیا ہم کہہ رہیں تو انکار کرتا ہے خدا نے کہا نہیں میں تمہارے سامنے قول کے دکھاتا ہوں میں تمہارے سامنے آزمائش کر کے دکھاتا ہوں اب خدا کس چیز کے ذریعے ہمارے ایمان کو دیکھے گا۔ ہمارے ایمان کو دیکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی تاکہ نالیں اور ملاوٹی ایمان میں فرق ہو جائے۔ کمرے اور کھوٹے میں فرق ہو جائے یہ دو چیزیں ہیں السما اموالکمہ و اولادکمہ فہذا اے مومنین کرام تمہارے مال کی مدد سے ہم دیکھیں گے کہ تمہارا ایمان خالص ہے یا ملاوٹی ایمان ہے، لا الہ الا اللہ سچا کلمہ ہے یا اس میں مال کو ملا کر کہا ہے دو خدا بنائے گئے ہیں۔

مومنین مال و دنیا سے گھبراتے ہیں ::

یہ پہلی آزمائش ہے یہی وجہ ہے اور سبب ہے جو صحبت مسموم میں بیٹھنے والے مال سے انتہائی گھبراتے تھے جیسے کوئی سانپ سے گھبراتا ہے اس طرح وہ مال سے گھبراتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہونے پائے کہ ہمیں پتہ بھی نہ چلے اور خود بخود ہمارے ایمان میں ملاوٹ ہوتی چلی جائے۔ جب سلیمان قاری کا وقت موت قریب آیا تو دیکھا رادوی نے سلمان رو رہے ہیں سلمان تم کیوں رو رہے ہو مومن کی نشانی تو یہ ہے کہ موت کو

دیکھ کے خوش ہوتا ہے۔ کہا کہ میں اس لیے رو رہا ہوں 'ساری زندگی مال سے
 ڈراتے رہے تو میرے پاس اتنا مال جمع ہو گیا ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ بارگاہ الہی میں
 شرمندہ جانا پڑے۔ یہ کون سلمان کہہ رہے ہیں راوی کو یقین نہیں آیا کیونکہ جب مڑ
 کے دیکھا تو سلمان کے پاس کیا نظر آیا کہ سلمان کے پاس ایک لوٹا ایک اصحا ہے
 فقط ایک برتن ہے کھانا کھانے کا اور دو جوڑے 'بس یہ پانچ چیزیں ہیں اور سلمان
 گھبرا رہے ہیں اتنا مال میں نے جمع کر لیا کہیں ایسا تو نہیں میرے ایمان میں ملاوٹ
 ہو گئی ہو۔ یہ محبت رسول کے تربیت یافتہ ہیں۔ ایک واقعہ واضح ہو جائے گا اب سمجھ
 میں آئے گا کہ قطب مومنین مال سے کیوں گھبراتے ہیں مسجد نبوی میں چلے بھری ہوئی
 مسجد مدینے کا واقعہ ہے جب اسلام مکمل چکا تھا بھری ہوئی مسجد ہے ایک مرتبہ اس
 مسجد میں ایک مومن داخل ہوا اچھا وغیرہ کا طریقہ یہ تھا جب وغیرہ تقریر شروع کیا
 کرتے تھے تو پھر یہ حکم تھا کہ لوگ ترتیب سے بیٹھنے چلے جائیں پھر جو در سے آئے گا
 وہ آخر پہ بیٹھے گا وغیرہ کے قریب ایک انتہائی مال دار شخص آ کے بیٹھ گیا بالکل شروع
 میں آیا تھا کسی کا حق نہیں نصب کیا تھا وہ آیا سب سے پہلے تھا وغیرہ کے پاس جانا
 ہے آپ لوگ زیارت پہ جائیں گے تو حودد یکمیں گے جو گئے ہیں انہیں خود معلوم ہے
 کہ حرم میں جاتے ہیں صاف ستمرا لباس پہنے خوشبو لگا کے جائیں غسل کر کے جائیں
 اب یہ وغیرہ کے پاس آیا نہاد صو کے آیا ہے صاف و سٹاف سفید کپڑے پہن کر آیا
 ہے جتنی خوشبویں مل سکی ہیں سب کو لگا کے آیا مجھے رسول کی خدمت میں جا کر بیٹھنا
 ہے وغیرہ کو سلام کر کے بیٹھ گیا اب لوگ آتے گئے اور اس کے پیچھے بیٹھنے گئے دور تک

مجھ ہو گیا آخر میں ایک غریب مسلمان داخل ہوا بیچارہ غریب ہے مدینہ میں محنت و مزدوری کرتا ہے تو ایک وقت کی روٹی کا انتظام ہوتا ہے دوپہر کا وقت ہے وہ کسی کے کھیت سے کام کر کے آ رہا ہے چنانچہ تمام جسم سے پسینہ لگ رہا ہے لیکن گرمی تو الامان الحفیظ اس کے سارے جسم سے پسینہ لگ رہا ہے غریب ہے بیچارہ ایک لباس ہے پٹا پرانا پیو بھئی لگے ہیں کئی دنوں سے دھلا بھی نہیں جسم سے بدبو آ رہی ہے اس لیے کہ نہانے کا موقع نہیں ملا آج جو ہماری اور آپ کی عیاشی ہے پرانے زمانے میں عی سب سے بڑی دولت تھی رسولؐ کے زمانے میں پانی ملتا کہاں تھا ایک غسل کرنا مومنوں کے لیے مسئلہ بن جاتا تھا واجب غسل جو مالدار ہے وہی پانی لے سکتا ہے غریب کو تو ملتا ہی نہیں چنانچہ کئی دنوں سے نہ نہانے کی وجہ سے اس کے جسم سے بدبو آ رہی ہے پسینہ بہہ بھی رہا ہے پٹے ہوئے کپڑے بھی اس کے ہیں اتنے پیسے کہاں کہ پاؤں میں جوتی پہنے اب انہی گرد آلود جوتوں کے ساتھ مسجد میں داخل ہوئے اصول کے مطابق تو اسے آخر میں بیٹھ جانا چاہئے تھا اس نے دیکھا غور سے دیکھا کہ وہ آخر میں حضورؐ کے پاس کوئی جگہ خالی ہی نظر آ رہی ہے وہ جگہ اس لیے خالی رہ گئی تھی کہ جب مسلمان آئے تو دیکھا کہ اتنا مال دار آدمی یہاں بیٹھا ہوا ہے وہ اس کے قریب بیٹھنے سے گھبرائے کہ کیسے ہم سیٹھ صاحب کے پاس بیٹھیں۔ کہیں وہ ناراض نہ ہو جائیں۔ بھی سیٹھوں کے پاس کس طرح بیٹھیں وہ پیچھے بیٹھ گئے۔ مگر وہ غریب داخل ہوا اس نے یہ نہیں دیکھا آگے کون بیٹھا ہے مجھ کا زیادہ ہے کہ کوئی نظر نہیں آ رہا ہاں رسولؐ کے سامنے کوئی جگہ خالی ہے اب لوگوں کو آلا تکتا چلا تکتا یہ آگے پہنچا

مومن کا حق ان کیوں کس طرح ہوتا ہے

اور جا کے رسولؐ کے سامنے بیٹھ گیا 'اسے پتہ بھی نہیں کہ میرے ہاتھیں دائیں کون بیٹھا ہے لیکن وہ جو مال دار ہے اس کو جب پتہ چلا کہ ایسا آدمی آکر بیٹھا ہے کہ بدبو بھی آ رہی ہے پسینہ بھی ٹپک رہا ہے اس نے زبان سے کچھ نہیں کہا مڑ کے دیکھا بھی نہیں بس ایک عادت بن جاتی ہے پیسے والوں کی اپنے لباس کو جلدی سے لپیٹ لیا ' اچھا اب اس غریب کو پتہ بھی نہیں چلا کہ کیا واقعہ پیش آیا ہے مگر رسولؐ خدا تو دیکھ رہے ہیں یہ تو سامنے کی بات ہے فوراً وہیں منبر پر تھے منبر سے ڈانٹا کہ اے شخص تم نے کیا خیال کیا ہے کہ اس کے تمہارے برابر بیٹھے سے اس کی غربت اور قاعدہ تم سے چمٹ نہ جائے گھبرا کے کہا نہیں اللہ کے رسولؐ فرمایا مہر تم کیا سمجھ رہے ہو کیا اس کے قریب بیٹھے سے تمہاری دولت اس کے پاس چلی جائے گی گھبرا کے کہا نہیں ' اللہ کے رسولؐ پیغمبرؐ نے فرمایا مگر کیا سبب ہے ایک مومن تمہارے پاس آکر بیٹھا ہے اور تم نے اپنے لباس کو لپیٹ لیا ' کہا اے اللہ کے رسولؐ یہ تو مجھ سے بہت بڑی خطاء ہوئی دیکھیں جان بوجھ کے غلطی نہیں کی یہ تو مجھ سے بہت بڑی خطاء ہوئی اب میں اس سے معافی مانگتا ہوں کیا معافی مانگتا ہوں اپنی آدمی دولت اس کے حوالے کرتا ہوں ' تاکہ مجھ سے جو خطاء ہوئی اس کا کفارہ ہو جائے ' مگر اس غریب کو دیکھیں ایک دم کھڑا ہو گیا نہیں اللہ کے رسولؐ نہیں مجھے یہ دولت نہیں چاہئے۔ پیغمبرؐ نے پوچھا آخر کس لیے ' اب یہ ہدیہ مل رہا ہے پاک پاکیزہ حلال پیسہ ہے کیوں ٹھکرا رہا ہے اس کا جواب۔ اللہ کے رسولؐ میں ڈرتا ہوں کہ اگر یہ دولت میرے پاس آگئی ' جب کوئی غریب میرے پاس آکر بیٹھے تو میں اپنے لباس کو نہ سمیٹے لگوں میں اس آنے والے

مومن کا حقان کیوں کھٹکتا ہوتا ہے

کل سے ڈر رہا ہوں۔ دولت آجائے گی تو اس کے ساتھ کہیں میرا حراج اور طمعیت بدل نہ جائے، کتنی گھبراہٹ ہے کتنا خوف ہے، کیونکہ قرآن کہہ رہا ہے العسا اموا الکھو، لہذا اے مسلمانوں تمہیں نہیں پتہ مگر تمہارا مال تمہارے لیے آزمائش ہے یہ تمہارے ایمان میں تلاوٹ پیدا کر دیتا ہے یہ تمہارے ایمان کو خراب کر دیتا ہے۔

سید مرتضیٰ اور سید رضی کی عظمت ::

سید رضی کا واقعہ سید رضی ہمارے علماء میں ایک اعلیٰ جلیل القدر عالم ہیں ان کی عظمت کو بتانے کے لیے ایک جملہ کہنا کافی ہے کہ نج البلاغہ کی صورت میں مولا کے جو خطبات ہیں۔ یہ سید رضی کی غلوں کا نتیجہ ہے نج البلاغہ مولا اپنے قلم سے چھوڑ کر نہیں گئے مولا کے خطبات کو سید رضی نے جمع کیا اور اتنا غلوں سے کیا کام کئے ہزاروں سال گزر گئے مگر روز بروز اس کی آب و تاب میں اضافہ ہو رہا ہے اب یہ سید رضی بڑے صاحب معرفت ہر گ تھے ان کے بڑے بھائی سید مرتضیٰ تھے دونوں بھائی علم و فضل کی آخری منزل پر تھے دلوں میں اکثر مقابلہ ہوا رہتا تھا، مجھے ایک بہت مشہور واقعہ ہے کہ سید مرتضیٰ بڑے بھائی ہیں نماز جماعت پڑھا رہے تھے سید رضی نماز پڑھ رہے تھے لیکن دونوں نماز ٹھہر گئے جب گھر پہنچے بڑے بھائی نے ماں سے شکایت کی مادر گرامی اب ان کی ماں ایک اعلیٰ صاحب معرفت خاتون تھیں، پورا خاندان ہی ایک عجیب خاندان تھا کہا مادر گرامی آج میں آپ سے اپنے چھوٹے بھائی کی شکایت کرنا چاہتا ہوں، یہ دونوں بھائی مجتہد ہیں اجتہاد کے مقام پر

تازہ ہیں کیا حکایت کہ میرا بھائی میرے بچے نماز پڑھا تھا دوران نماز انہوں نے
 فراد کی نیت کی یہ مسئلہ کیسے پتہ چلا سید مرتضیٰ کو یہ فراد کی نیت تو دل میں کی گئی میرے
 بھائی نے میرے بچے نماز پڑھتے پڑھتے اپنی نیت کو بدل دیا سید مرتضیٰ نے سید رضی
 کے دل کو بچانا میں نے پوچھا بیٹا کیا بات ہے کہا مادر گرامی میں نے اپنے بڑے
 بھائی کے بچے آج اس لیے نماز نہیں پڑھی کہ وہ خون کے سمندر میں غوطے
 کھا رہے تھے۔ تو بات کیا تھی کسی عورت نے آکر مسئلہ پوچھا نجاست کا سید مرتضیٰ
 سے نماز سے پہلے تو بڑا مشکل مسئلہ تھا انہوں نے کہا کہ نماز پڑھنے کے جواب دوں
 گا اب نماز پڑھا رہے ہیں مگر اس مسئلے پر غور کر رہے ہیں کہ وہ جو خون اس نے بتایا
 اس مسئلے کے لیے وہ پاک ہے یا نجس نماز میں ایسا ہوتا ہے کہ انسان کے ذہن میں
 کوئی خیال ہوتا ہے تو سید رضی کہہ رہے ہیں مادر گرامی میں نے اپنے بھائی کے بچے
 نماز تو شروع کی لیکن دیکھا تو میرے بھائی کا دل تو کہیں اور ہے مجھے خوشی نہیں ہوئی
 مجھے اطمینان محسوس نہیں ہوا اس لیے میں نے فرادی کی نیت کر لی ماں نے کہا رضی
 بیٹا کہ جو غلطی تمہارے بھائی نے کی وہی غلطی تم نے بھی کر لی وہ اگر نماز کے دوران
 اس خون کے مسئلے پر غور کر رہا تھا تو توجہ ہٹ گئی تم بھی اپنے بھائی کے دل پر توجہ
 کرتے رہے تو تمہاری توجہ بھی ہٹ گئی یہی غلطی تو تم نے بھی کر لی مگر جیسے ایسی غلطی
 پھر نہ کرنا مگر اندازہ کر لو کہ کیسا خاندان ہے اور کیسی ماں ہے جو اپنے دو بیٹوں کو جو
 مجتہد ہیں ہدایت دے رہی ہے اور دونوں مان رہے ہیں سید رضی کے پاس ایک
 علم تھا جو سولا کی طرف سے ان کو ملا اور وہ علم کیا تھا۔ کہ وہ دنیا کی ہر چیز کو سونا بنا سکتے

مجھے ایک علم کیا ہے۔ مولانا نے یہ علم ان کو دیا ایک دن یہ ایک نجف کے علاقے سے گزر رہے تھے نجف اس وقت ایک چھوٹا سا گاؤں تھا دیکھا اس وقت ایک بوڑھا موچی زمین پہ بیٹھا ہوا ہے اور لوگوں کی جوتیوں کو بیوند لگا رہا ہے اچھا اتنا بوڑھا اتنا بوڑھا کہ ڈاڑھی اور سنوؤں کے بال سفید ہو چکے ہیں کمر جھک چکی ہے کھال باقاعدہ لٹک آئی ہے اس سے بیٹھانہ کیا سہارا لگا کے بیٹھا مگر جوتیوں کی مرمت کر رہا ہے خاصا مشکل کام ہے۔ سید رضی کو رم آیا آگے بڑھے اور بڑھ کر اس سے کہا اے شخص اس بوڑھے میں تو اس کام کو انجام دے رہا ہے میں تیری مدد کرنا چاہتا ہوں یہ کہہ کے ایک مرتبہ وہ جو سانچہ ہوتا ہے جس کو عربی میں لوام کہتے ہیں اس پر جوتا رکھ کے مرمت کرتا ہے اس کی طرف اشارہ کیا اور عمل پڑھا تو وہ سونے کا بن گیا کہا یہ لے جا تیری زندگی خیر و عافیت سے گزرے گی۔ بس یہ منظر اس نے دیکھا دیکھتے میرا موضوع مال فتنہ ہے مال ایک آزمائش ہے اور اس نے دیکھا چہرے پر مسکراہٹ آگئی کہا تمہارے پاس بہت علم آگیا ہے اچھا میں اس کو قبول کر لوں اب ایسا کرو کہ اس سونے کو دوبارہ لوہا بنا دو اب سید رضی پکرائے کہ پتھر یا لوہے کو سونا بنانا تو آتا ہے مجھے مگر سونے کو لوہا بنانا تو اچھا یہ ممکن نہیں اس نے ایک مرتبہ ٹھوکر ماری وہ دوبارہ لوہا بن گیا کہا کہ مجھے ہر چیز کا پتہ ہے کیونکہ میں امام زمانہ کی شاگردی میں رہ چکا ہوں مجھے ہر چیز کا پتہ ہے لیکن اپنے ہاتھ سے کما کے روزی کھاتا ہوں۔ امام نے مہجرات کی کمائی کھانے کا حکم نہیں دیا یہی دولت میرے لیے کافی ہے کہ جس سے میرا اس طرح گزارہ ہوتا ہے کہ میں ایک رات کے لیے سوتا ہوں تو اگلے دن کے

موس کا حمان کیوں کس طرح ہوتا ہے

لیے کچھ جمع نہیں ہوتا یہی میرے لیے کافی ہے یہ ہیں انما اموالکم
اولادکم فتنہ سوزہ تقابین سے گھبرانے والے کہ دولت جمع نہ ہونے پائے مال
جمع نہ ہونے پائے غربت قبول ہے فقر و فاقہ قبول ہے مگر مال کا جمع ہونا قبول نہیں تو
مومن کو سب سے زیادہ اس سے ڈرنا چاہئے۔ اگر مال کی دل میں محبت ہے تو کچھ
لیجے لا الہ الا اللہ بھی ناقص ہے مال کی محبت دل سے نکالنے تب انسان پہلے مرحلے
سے نکل جائے گا اور یہی سبب اور یہی وجہ ہے کہ خاتمہ ان اہل بیت آٹھ آٹھ وقت
کے فاقے رہتے ہیں۔ آٹھ آٹھ چہر کے فاقے رہتے ہیں کیوں مال بڑی آزمائش
ہے بڑا امتحان ہے فاطمہ زہرہؑ کو یہ قبول کہ اس کے بچے فاقے میں رہیں یہ قبول
نہیں کہ ان کے گھر میں مال و دولت کی کثرت ہو جائے

حضرت فاطمہؑ کی تربیت ::

چنانچہ آپ دیکھیں تاریخ میں خیر کے قلعے کی فتح کے بعد کہ جب سارے مدینے کے
ہاتھ میں دولت آئی اور علیؑ خالی ہاتھ آئے تو فاطمہؑ شکر کے سجدے میں تھیں کہ
پروردگارہ تیرا شکر ہے کہ میں نے پہلے دن ہی سے یہ سوچا ہوا تھا کہ اس دولت کو گھر
میں نہیں آنے دینا دروازے ہی سے رخصت کر دیتا ہے کیونکہ مال سب سے بڑی
آزمائش ہے مال بڑا فتنہ ہے حسن و حسینؑ کے اترے ہوئے چہرے زینبؑ و ام کلثومؑ
کی فاقوں سے بری حالت یہ فاطمہ زہرہؑ کے لیے قبول ہے مگر دولت گھر میں
نہیں آنی چاہئے اس لیے کہ سب سے بڑی آزمائش یہی ہے سب سے بڑا امتحان

یہی ہے 'سیرت قاطمہ' کا سب سے اہم درس بھی یہی ہے کہ بھی وال کی محبت تمہارے دل میں پیدا نہ ہونے پائے کیونکہ ساری غرابیوں کا آقا زبیاں سے ہوتا ہے ساری برائیاں شروع زبیاں سے ہوتی ہیں جہاں مال و دولت کی محبت دل میں پیدا ہوگئی ہو۔ چنانچہ یہ واقعہ ہمارے سامنے نظر آتا ہے اب یہ بھی دیکھیں ضمناً ایک بات آگئی کہ مال و دولت کی محبت دل سے لٹائی کیسے جائے اللہ کا رسول نبی کے گھر میں آئے۔ نبی باپ کے استقبال کے لیے کھڑی ہوتی ہے مگر جیسے ہی کھڑی ہوئی قاطمہ کو قفس آگیا اور قفس کھا کے گر پڑیں یہ مھر رسول نے بھی دیکھا یہ مھر علی نے بھی دیکھا خیر کے قلعے کے دروازے کو اکھاڑنے والا مولانا آج اپنی بیوی کو سنبھالنا پڑ رہا ہے کیا کیفیت ہوگی 'آکھوں میں آنسو آگئے ہیں' قاطمہ پہ پانی چھڑک کے ہوش میں لایا گیا 'پہلا سوال علی کرتے ہیں شہزادی یہ آپ کی کیا حالت ہے۔' اب قاطمہ جواب دیں تو کیا جو راز بہت دیر سے چھپا رہی ہیں وہ ظاہر ہو جائے گا جب دوبارہ اقرار کیا تو صدیقہ طاہرہ خلاف حق تو بیان نہیں کر سکتیں کہا اے ابوالحسن آٹھ وقت سے میں نے کوئی غذا استعمال نہیں کی اس وجہ سے میری یہ حالت ہوگئی ہے علی سوال کرتے ہیں اے بنت رسول آپ نے آٹھ وقت سے غذا کیوں استعمال نہیں کی؟ کہا اے علی آپ کو معلوم ہے گزشتہ تین دن سے جو پیسے آپ لے کر آتے ہیں وہ اتنے قلیل اور کم ہوتے ہیں کہ میں سب کے لیے کھانا تیار کروں تو سب بھوکے رہ جائیں گے میرے بچوں کا پیٹ خالی رہ جائے گا اور آپ کو تکلیف ہوگی نہ دینے کے حالات کچھ خراب تھے کاروباری قافلے کم آرہے تھے۔ میرا مولا کہتا ہے بنت رسول! پھر آپ نے مجھے

کیوں نہیں بتایا قاطرہ نے کھانا پکایا ہے لیکن گھر میں بالکل کھانا نہ ہو جب بھی مہر کرنا آسان ہے لیکن کھانا اپنے ہاتھ سے تیار کیا شوہر اور بچوں کو کھلا دیا مجھے کیوں نہیں بتایا؟ علی سوال کر رہے ہیں قاطرہ نے کیا کہا یہ ہے طریقہ مال کی محبت کا دل سے نکالنے کے لیے ایک طریقہ قاطرہ نے کہا کہ جب میں بابا کے گھر سے آ رہی تھی تو بابا نے وقت رخصت میرے سر پر ہاتھ رکھا اور ایک جملہ کہا قاطرہ بیٹی میں نے تمہارا رشتہ اس سے کیا ہے جو میرے بعد اس کائنات میں افضل ترین شخص ہے لیکن اس کے گھر میں تمہیں دولت دنیا نہیں ملے گی کوئی ایسی خواہش نہ کرنا جو حیرا شوہر پرورانہ کر سکے اور اس کے دل کو تکلیف پہنچے میرے بابا نے مجھے منع کر دیا تھا اس لیے میں نے اس وقت اپنے آپ سے عہد کیا تھا کہ میں کبھی اپنے شوہر کے سامنے کوئی خواہش ظاہر نہیں کروں گی اے علی اگر میں یہ بات آپ کو بتا دیتی تو بابا سے کیسے ہوئے عہد کی خلاف ورزی ہو جاتی کیا پتہ چلا ہمیں کہ یہ محبت ہے مال و دولت کی والدین اس انداز سے بیٹی کی تربیت کرے وقت رخصت کہا جائے بیٹی جہاں تو جا رہی ہے وہاں دولت دنیا کی خواہش نہ کرنا کہیں تیرا شوہر حیرا خواہش کو پورا نہ کر سکے اس طرح سے ایمان کامل ہوتا ہے مال و چیز ہے کہ جس کی محبت اگر بچپن میں والدین کی تربیت ہو تو دل سے نکل سکتی ہے کیسی تربیت قاطرہ محتاج نہیں ہیں تربیت کی ہمارا عقیدہ ہے قاطرہ مخصوصہ ہیں محتاج نہیں لیکن ذخیرہ ایک سیرت قائم کر رہے ہیں کہ یہ طریقہ اولاد کو تربیت دینے کا۔ قاطرہ نے ساری زندگی علی سے کوئی فرمائش نہیں کی فرمائش کو چھوڑیں کوئی تکلیف بھی اپنی علی کو نہیں بتائی یہاں تک کہ سولا کو کہ میری

بیوی کے پہلو پر کوڑنے کا نشان ہے اس وقت پہنچا جب غسل خانے میں میٹ کو غسل دیا جا رہا تھا۔ دیکھیں فاطمہ کا صبر باپ کی تربیت ظاہری تربیت ورنہ مصومہ ہیں اور باپ سے کہے ہوئے وعدے پر پابند ہیں جسم پر زخم ہے یہ بھی شوہر کو پہنچا پہنچا پہنچا تو جب غسل دینے غسل خانے میں فاطمہ کو لے کے گئے۔ یہ طریقہ ہو والدین کے لیے یہ سیرت فاطمہ کا سچا ہے کوئی خواہش ظاہر نہیں کی ہاں مگر ایک چیز ہمارے سامنے ہے فاطمہ نے یہ سنت قائم کی کہ دولت دنیا میں سے کوئی چیز شوہر سے نہیں مانگی اپنی ذاتی کوئی چیز شوہر کو نہیں بتائی لیکن جہاں ماتم کا مسئلہ آیا تو علی سے خواہش ظاہر کرتی ہیں ایک ہی تو خواہش ہے فاطمہ کی یہ تاریخ کے اوراق پر ہے کہ جب اطلاع دی مولانا نے کہ بخت رسول ایک پیغام میرے ذریعے سے بھیجا گیا ہے حکومت وقت کا پیغام فاطمہ سے کہیں یہ دن کو رو دیا کریں یا رات کو حکومت کا پیغام آرہا ہے مولانا میرے مولانا کس طرح سے یہ پیغام فاطمہ تک پہنچایا ہوگا تو فاطمہ نے کہا یا ابا الحسن پس جب میں بابا سے ملاقات کروں گی تو پہلی فریاد بھی کروں گی بابا آپ کی امت نے بیٹی کو باپ کا ماتم بھی نہیں کرنے دیا۔ ہائے یہ فاطمہ۔ ہر بیٹی کو یہ حق ملتا ہے باپ پر ماتم کرنے کا تو فاطمہ کو وہ حق بھی نہیں دیا جا رہا۔ اب فاطمہ کا طریقہ کیا ہے صبح سویرے گھر کے سارے کاموں سے فارغ ہوں حسین کے بازو کو تھما جمرے سے نکل کر بیٹھے میں چلی گئیں سارا دن ماتم کرتی ہیں شام کو واپس آ جاتی ہیں ساری رات جمرے میں ماتم سارا دن بیٹھے میں ماتم فاطمہ نے ابھی مکان کی خواہش ظاہر نہیں کی کیوں کیونکہ بقیہ کے قبرستان کے بچھوڑے مجبور کا ایک درخت

مومن کا نشان کیوں کس طرح ہوتا ہے

تھ اس کے سامنے میں بی بی عائشہ جاتی ہیں اور ماتم کرتی ہیں۔ لیکن ایک دن وہ آگیا جب فاطمہ وہاں پہنچیں تو دیکھا کہ مجبور کا درخت بھی کاٹا جا چکا ہے بیٹی کو اس سامنے سے بھی محروم کیا جا چکا ہے۔ جس کے چچے بیٹی باپ کا ماتم کر کے صبت علی مصائب لو الہا صبت علی الایام بیٹی اپنا کھانا ماتم پڑھ پڑھ کے بابا کو یاد کر رہی ہے مصومہ مجلس پڑھ رہی ہیں مصومہ من رہے ہیں ہاں تاریخ میں اتنا اور ہے کہ صبح کو گھر سے نکل کر بھیجے جاتی ہیں سارا دن مصومہ ڈاکری کرتی ہیں مصومہ ذکر سنتے ہیں شام کو واپس جاتی ہیں جب لگتی ہیں تو کس انداز سے اس انداز سے کہ سر پہ چادر ہے ایک ہاتھ سے حسن کا ہاتھ تھاما ہوا ہے۔ حسن ساتھ ساتھ کارہے ہیں ایک ہاتھ میں عصا بکڑا ہوا ہے۔ عصا کے لفظ نے مجھے تعجب میں ڈال دیا فاطمہ کے ہاتھ میں عصا کیوں آگیا فاطمہ کی عمر کیا ہے کہ عصا کی ضرورت پیش آگئی۔ تاریخ نے بتایا شہزادی کی عمر 18 سال تھی 18 سال جوانی کا آغاز طاق کا حجاب ہائے غموں نے فاطمہ کو کتنا بڑھا کر دیا کہ 18 سال کی فاطمہ بغیر عصا کے سہارے نہیں چل سکتیں بغیر عصا کے سہارے سر نہیں کر سکتیں ہیں ہائے غموں نے فاطمہ کو کتنا جلد ضعیف کر دیا ہے۔

حضرت بلال کی اذان ::

تاریخ کہتی ہے رسول کا اطفال ہو گیا بلال حبشی رسول خدا کے موزن ہیں ایک مرجہ جیسے ہی بلال رسول کی قبر کو دیکھا عہد کیا اللہ کے رسول ایک اذان میں نے آپ کے

لیے دی 'اب میرا آپ سے عہد ہے کہ اب کسی اور کے لیے اذان نہیں دوں گا' لیکن معلوم ہے جب تک میں مدینے میں ہوں حکومت مجبور کر سکتی ہے مدینہ چھوڑ کے شام چلے گئے شام میں رہے 'چھری مٹنے ہوئے تھے کہ ایک مرتبہ رسول خدا خواب میں آئے اے بلال سب کی طرح تم نے بھی اس کو بھلا دیا سب کی طرح تم بھی نہیں چھوڑ کر آ گئے نہیں عرب اٹھے بلال لبیک یا رسول اللہ لبیک یا رسول اللہ کے رسول آپ کا قلام بلال حاضر ہے اونٹ کی پشت پر سوار تھے جانور کو دوڑاتے ہوئے مدینے میں آئے مدینے میں اطلاع ملی سارا مدینہ بلال کے استقبال کو نکلا 'مورتیں چادریں اوڑھ کر اپنے بچوں کو لے کر ہمارا آقا آگیا ہے ہمارا آقا آگیا ہے کیوں کہ بلال نے جب سے مدینے میں قدم رکھا ہر ایک کو ایک ہی جواب دے رہے ہیں 'ہر ایک کا ایک ہی سوال ہے 'بلال جب سے رسول' گئے ہیں تمہارے اذان نہیں سنی ہے ایک مرتبہ اپنی اذان سنا دو اور بلال ہاتھ باندھے ہیں میں رسول سے وعدہ کر چکا ہوں 'اب میں کسی کے لیے اذان نہیں کہوں گا' چلتے چلتے مسجد النبوی کا دروازہ لگیا اور دروازے کے قریب آئے خدا آپ کو مدینے لے جائے باب جبرائیل کی زیارت کریں باب جبرائیل پر پہنچے تو کیا دیکھا حجرہ قاطرہ کا دروازہ کھلا ہے حسن و حسین دوڑ کے آتے ہیں 'چلا بلال ہمارا سلام لیجے بلال نے شہزادوں کی کھنگو سنی ایک مرتبہ جھکے ایک کندھے پہ حسن کو بٹھایا ایک کندھے پہ حسین کو بیٹھایا۔ ایک مرتبہ اس شان سے آگے بڑھ رہے ہیں مدینے والوں کو تعجب ہوا کہ بلال سارا مدینہ آپ کو آقا کہہ رہا ہے اور آپ نے ان ننھے بچوں کو کندھے پہ بٹھالیا۔ بلال کہہ رہے ہیں ارے تمہیں کیا ہوا ہے اتنے جلدی بھول گئے ہیں۔ تم نے اپنے آقا رسول کو دیکھا اس حالت میں مسجد میں آتے تھے ایک کندھے پہ حسن ہوتے تھے ایک کندھے پہ حسین ہوتے تھے 'بلال

مسجد میں داخل ہو چکے ہیں اور مسجد میں داخل ہوتے ہیں حجرہ فاطمہؑ کا دروازہ دوبارہ کھلا فصدہ باہر نکلیں کہا بلال فاطمہؑ نے تجھے سلام بھجوا یا ہے بلال شہزادی نے ایک خواہش ظاہر کی ہے کہ بلال ایک مرتبہ اور اذان سنا دو۔ بلال نے سر جھکا یا فصدہ شہزادی سے کہو۔ میں حضورؐ سے وعدہ کر چکا ہوں فصدہ واپس چلی گئیں تھوڑی دیر بعد پھر آئیں کہا بلال فاطمہؑ نے کہا ہے میرے حق کی قسم ایک مرتبہ اذان سنا دو۔ بس اتنا سنتا تھا فاطمہؑ نے اپنے حق کا واسطہ دیا بلال نے فوراً فیصلہ کیا فاطمہؑ کوئی غیر تو نہیں ہیں رسول کا جز ہیں اگر میں فاطمہؑ کا کہا مانوں گا تو عہد کی خلاف ورزی نہیں ہوگی حسینؑ کو کندھے سے اتار اگلدتہ اذان پر گئے دونوں ہاتھ کانوں پر رکھے اللہ اکبر ایک مرتبہ تکبیر بلند کی ہائے فاطمہؑ کان میں بلال کی آواز آئی وہ وقت یاد آ گیا میرا بابا نماز سے پہلے میرے حجرے میں آتا تھا چاروں طرف دیکھنے لگیں کہا بابا آجائیں اذان شروع ہو چکی ہے اور بلال نے کہا اشهد ان لا الہ الا اللہ فاطمہؑ بے چین ہو گئیں بے قرار ہو گئیں بابا عمامہ پہن لیجئے عمامہ کندھے پہ ڈال لیجئے میں دروازہ کھولتی ہوں باہر نکلنے کی تیاری کریں بیٹی بے چین ہے تیسری آواز آئی اشهد ان لا الہ الا اللہ ایک مرتبہ کہا بلال دوسری مرتبہ کہنا چاہتے ہیں دروازہ کھول کے فصدہ باہر آئیں بلال ٹھہر جاؤ آگے نہ کہنا بلال ٹھہرا گئے، کیا بات ہیں کہا جیسے ہی تم نے رسولؐ کا نام لیا شہزادی فصدہ کھاکے گھر پڑیں ہائے بابا کہہ کے گر پڑی بس میرا دل چاہتا ہے ہاتھ موڑ کے کہوں شہزادی آپ نے باپ کا نام سنا برداشت نہ کر سکیں قیمتی ہی ایک ایسی چیز ہے مگر بی بی آپ نے نام سنا بابا کا تو بلال جیسے صحابی کی زبان سے سنا

ہائے کر بلا کی چیمہ راستے میں کوڑے کھاتی گئیں بابا کا نام بھی نہ لے سکیں۔

﴿قیامت کی علامات﴾

کیا وہ قیامت کے علاوہ کس چیز کے منتظر ہیں کہ وہ اچانک ان پر آ جائے۔ یقیناً اس کی علامات تو آ چکیں۔ فر رسول اللہ نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ بہترین کنکھو اللہ کی کتاب ہے اور افضل ترین ہدایت اللہ کی ہدایت ہے اور بدترین امور نئے پیدا شدہ ہیں اور ہر بدعت کمر اسی ہے پس ایک شخص کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول قیامت کب آئے گی۔ فرمایا جس سوے سوال کیا گیا ہے اس سائل سے زیادہ اس کا علم نہیں وہ نہیں آئے گی مگر اچانک پس وہ شخص کہنے لگا اس کے علامات ہمیں بتائے فرمایا اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک علم نہ اٹھ جائے زلزلے زیادہ نہ ہوں فتنے اور فساد کثرت سے ہوں، ہرج و مرج ظاہر ہوں اور تم میں خواہشات زیادہ ہوں۔ آ باد جگہ برباد اور برباد آباد ہو جائے، مشرق میں اور مغرب میں جزیرہ عرب میں زمین و آسمان جڑے اور سورج مغرب سے طلوع کرے اور دابۃ الارض خروج کرے اور دجال کا ظہور ہو اور یاجوج و ماجوج زمین میں پھیل جائیں اور عیسیٰ ابن مریم کا نزول ہو۔ پس وہ کسی میں ذرہ برابر ایمان نہیں پائے گی مگر وہ اس سے چھین لے گی۔ اور قیامت صرف برے لوگوں پر قائم ہوگی، پھر مدین کی طرف سے آگ آئے گی باقی زمین پر جو لوگ باقی ہوں گے ان کو جلا کے محسوس کرے گی۔

لوگوں نے عرض کیا یہ کب ہوگا۔ اے اللہ رسول۔ فرمایا جب تمہارے قادری امراء کے ساتھ منافقت کریں اور تم اغنیاء کی تعظیم کرو گے اور فقراء کی اہانت کرو گے اور تم میں راگ ظاہر ہوگا اور زنا عام ہوگا اور مکان اونچے اونچے بنیں گے اور تم قرآن راگ سے پرہیز کرنا اور اہل باطل اہل حق پر غالب آ جائیں گے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کم ہو جائے گا۔ اور نماز ضائع کر دی جائے گی اور شہادت کی اتباع کی جائے گی اور خواہش کی طرف جھکا جائے گا، پس ظالم امیر آگے بڑھیں گے پس وہ خیانت کریں گے اور وزیر قاسق ہوں گے۔ اور قاریوں میں حرم و طمع اور علماء میں خفاق ظاہر ہوگا۔ تو اس وقت ان پر بلاء و مصیبت نازل ہوگی۔ حالانکہ کوئی امت مقدس و پاک نہیں ہو سکتی جب تک اس کے کمزور کی صاحب قوت کے خلاف امداد نہ کی جائے۔ مساجد میں نقش و نگار کئے جائیں گے اور مٹیں زیادہ ہوں گی اور مساجد میں چیخ و پکار کثرت سے ہوگی، جسم اکٹھے ہوں گے اور زبانیں مختلف ہوں گی۔ مصاحف قرآن مجید پر سونے کا پانی بڑھایا جائے گا اور منبر اونچے بنائے جائیں گے۔ اور ہر ایک کا دین اس کی زبان کی چاٹ ہوگا۔ اگر اسے بکھدیا جائے تو شکر یہ ادا کریگا اور اگر روک دیا جائے تو کفران نعمت کرے گا۔ اور چھوٹوں پر رحم نہیں کریں گے اور بڑوں کی عزت و وقار نہیں سمجھیں گے اپنے نفسوں کو ترجیح دیں گے، ان کے اہل حرم سے بدکاری کی جائے گی وہ حکم میں ظلم و جور کریں گے، ظلام ان کے جاکم ہوں گے اور لوٹے ان کے مالک اور ان کے معاملات کی تدبیر مورعیں کریں گی۔ مرد سونے چاندی کے زیورات پہنیں گے اور ریشم و دیباچ زیب تن کریں گے اور لڑکیوں، بیویوں کی سب و شہم اور قطع رحمی کریں گے۔ راستہ خوفناک کر دیں گے، چوٹیاں قائم کر دی جائیں گی اور

مسلمانوں سے جنگ اور کفار سے صلح کریں گے، پس اس وقت بارش زیادہ ہوگی اور انگوڑی کم اگے گی۔ استہزاء کرنے والے زیادہ اور علماء کم ہو گے، امیر امہ زیادہ اور امین تھوڑے ہو گے۔ اس وقت دریائے فرات سونے کے پہاڑے سے چاری ہوگا اس کے کنارے لوگ قتل ہو گے پس سو میں سے نانوے مارے جائیں گے اور ایک بچے گا، جب میری امت علم نجوم کی تصدیق اور قضاء قدر کی تکذیب کرے گی جب وہ امانت کی قیمت صدقہ کو جی بدکاری کو مباح عبادت کو تکبر اور لوگوں پر اپنی بدائی سمجھیں گے بدکاری کو مباح عبادت کو تکبر اور لوگوں پر اپنی بدائی سمجھیں گے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں جان ہے۔ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تم پر قاسق امیر خیانت کرنے والے وزیر اور حکومت کے معاون ظالم اور قاسق کاری اور جاہل عبادت گزار نہ ہوں۔ خداوند عالم ان پر تاریک خمار والے فتنے کا دروازہ کھول دے گا۔ پس وہ اس میں سرگردان ہوں گے۔ جس طرح یہودی سرگردان ہوئے تھے اس وقت اسلام کا ایک ایک دستہ ٹوٹنے لگے گا۔ یہاں تک کہ صرف اللہ اللہ کہا جائے گا۔

موت کے وقت مومن کی حالت ::

نبی اکرمؐ نے فرمایا جب مومن کی موت کا وقت ہوتا ہے تو خدائے رحمن کے فرشتے اس کے پاس سفید جریدہ لٹکے آتے ہیں پس اس کی روح کو کہتے ہیں چلی آ رہی درمخی روح در بحمان اور اپنے پروردگار کی طرف جو غضب ناک نہیں تو وہ روح اس طرح نکلے گی جیسے خوش بو کستوری سے نکلے گی۔ یہاں تک کہ بعض فرشتے دھڑکے سے اسے لیتے ہیں پس وہ

اسے لے کر آسمان کے دروازے تک پہنچتے ہیں تو اس کے رہنے والے کہتے ہیں کس قدر عمدہ ہے اس کی روح خوشبودار جب ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پہنچتے ہیں تو ہر ایک کے رہنے والے بھی کہتے ہیں یہاں تک کہ اسے جنت میں ارواحِ مؤمنین کے پاس لے جاتے ہیں تو اس دنیا کے ہم و غم سے راحت و آرام مل جاتا ہے اور باقی رہا کافر تو اس کے پاس عذاب کے فرشتے آتے ہیں۔ تو اس کی روح سے کہتے ہیں کہ کارہ و کمرودہ ہو کر کل اللہ کے عذاب مزہ اور اس پر ہنگامہ کی طرف جو تجھ پر غضب ناک ہے۔ بنی اکرم نے فرمایا تم دیکھتے ہو کہ حالتِ احقر میں مردہ آکھیں پھاڑ کے دیکھتا ہے لوگوں نے کہا ہاں ایسا ہوتا ہے فرمایا اس کی نظر اس کی روح کے پیچھے ہوتی ہے۔ بنی اکرم نے فرمایا ہر گھر میں ملک الموت روزانہ پانچ مرتباً آتا ہے۔ جب کسی شخص کو دیکھتا ہے کہ اس کی مدت اور اس کی روزی ختم ہو گئی ہے تو موت کا غم اس میں ڈال دیتا ہے۔ پس موت کے دکھ و درد اور اس کے شہداء و مصائب اسے گھیر لیتے ہیں اس کے گھر والوں میں سے کوئی اپنے ہال کھول دیتا ہے کوئی اپنے منہ پر طاسچے مارتا ہے۔ کوئی درد ناک آواز میں روتا ہے کوئی داد ملا کر کے چیخ و پکار کرتا ہے تو ملک الموت کہتا ہے تو پر دلیل و ہلاکت ہو یہ جرح و ذریعہ کس لیے ہے۔ میں نہ تم میں سے کسی کا رزق لے کر گیا ہوں اور نہ اس کی اجل کو نزدیک لایا ہوں اور جب تک مجھے حکم نہیں ملا میں نہیں آیا۔ اور نہ ہی میں نے اس کی روح قبض کی ہے۔ جب تک کہ میں نے اجازت نہیں لے لی اور میں نے تو ہمارا تمہاری طرف آنا ہے یہاں تک کہ تم میں سے ایک بھی باقی نہ رہے گا۔ پھر فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم اس کو دیکھ لو اور اس کا کلام سنو تو اپنے مردہ سے غافل ہو جاؤ اور اپنے اوپر رونے لگو۔ جب میت کو چار پائی پراٹھایا جاتا ہے تو اس کی روح اس کے اوپر پڑ پڑاتی ہے اور پکارتی ہے اے میرے گھر والوں اے میری اولاد دنیا تمہارے ساتھ نہ کیلے جس طرح مجھ

سے کھیل کھیل ہے۔ میں نے حلال و غیر حلال سے مال جمع کیا ہے اور اسے تمہارے لیے چھوڑے جا رہا ہوں۔ اس کی خوش گواری تمہارے لیے ہے اور باز پرس مجھ سے ہوگی۔ پس ڈرو اس مصیبت سے جو مجھ پر نازل ہوئی ہے۔ سلمان فارسی نے فرمایا تین چیزوں نے مجھے ہنسایا اور تین ہی چیزوں نے رلایا۔ مجھے اس غافل پر ہنسی آتی ہے جس سے غفلت نہیں برتی گئی۔ اور اپنے ملنے والے کے سامنے ہنسا ہے۔ حالانکہ موت اس کی تلاش میں ہے اور جو دنیا کی امید رکھتا ہے حالانکہ اسے معلوم نہیں کہ اس کی موت کب آ جائے گی اور مجھے دوستوں کی جدائی آخرت کی ہولناکی اور اللہ کی بارگاہ میں حاضری نے جب کہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ مجھ سے خوش ہے یا ناراض نے رلایا ہے اور جان لو خدا تم پر رحم کرے کہ صبح و سالم کو اس بیماری کی توقع ہے جو اسے ہلاک کرے گی۔ اور ایسی موت جو اسے بلا مصیبت کے نزدیک کرے گی گویا وہ دنیا میں رہا ہی نہیں۔ حالانکہ وہ اسی کی طرف مائل ہے موت اس پر نازل ہوئی ہے جب کہ وہ اپنے اہل و عیال کے درمیان پڑا ہے۔ لیکن ان کی بات نہیں سمجھ سکتا اور نہ ان کے سلام کا جواب دے سکتا ہے۔ اس کا چہرہ زرد ہو چکا ہے۔ اس کی نظر پھٹی ہوئی ہیں۔ اس کے سینے سے آواز نکل رہی ہوتی ہے اس کا تھوک خشک ہو چکا ہے اس کے جوڑ کانپ رہے ہوتے ہیں۔ اور اس کی استخوانیاں پھڑک رہی ہوتی ہیں اس کے دوست و اہل بیت اس کے ارد گرد ہوتے ہیں دیکھتا ہے لیکن انہیں پہچانتا نہیں۔ ان کی آواز سنتا ہے۔ لیکن جواب نہیں دے سکتا ابے پکارا جاتا ہے وہ جواب نہیں دے سکتا وہ قصر و محلات اپنے پیچھے چھوڑ رہا ہے اور گھر اس سے خالی پڑے ہیں اور وہ مردوں کی گردنوں پر سوار ہے اور اسے جلدی مردوں کے محلے اور خسارہ کے گھر اور تنہائی مسافرت اور وحشت کی جگہ کی طرف لیے جا رہے ہیں۔ پھر وہ اس کے مال کو تقسیم کر لیتے ہیں۔ اور اس کے گھر میں رہنے لگتے ہیں۔